امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خود اس کتاب کے متعلق فرماتے ہیں: میری عمر کی قسم! اپنے حجم میں چھوٹی ہونے کے باوجود بے شک اس میں کثیر فوائد ہیں، اس سے دشمن یا حاسد کے علاوہ کوئی اعراض نہیں کرے گا، جس پر بڑی کتابیں مشتمل نہیں ہیں (یہ) اس پر مشتمل ہے۔

الانوار القدسية في بيان آداب الصحبة عند الاخيار

کامیاب زندگی

مصنف

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

امام عبد الوہاب شعرانی

نقشبندی، قادری، شافعی متوفی، ۹۷۳ھ

ترجمہ، تخریج

مفتی محمد صدیق نقشبندی چشتی سیفی سہروردی قادری

ورلڈ ویو پبلشرز

امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خود اس کتاب کے متعلق فرماتے ہیں: میری عمر کی قسم! اپنے حجم میں چھوٹی ہونے کے باوجود بے شک اس میں کثیر فوائد ہیں، اس سے دشمن یا حاسد کے علاوہ کوئی اعراض نہیں کرے گا، جس پر بڑی کتابیں مشتمل نہیں ہیں (یہ) اس پر مشتمل ہے۔

الانوار القدسية فی بیان آداب الصحبة عند الاخيار

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

امام عبدالوہاب شعرانی

نقشبندی، قادری، شافعی متوفی ۹۷۳ھ

ترجمہ، تخریج

مفتی محمد صدیق نقشبندی چشتی قادری سہروردی

ورلڈ ویو پبلشرز

For More Books Click On Ghulam Safdar Muhammadi Saifi

جملہ حقوق بحق مترجم محفوظ ہیں

نام کتاب : الانوار القدسیۃ فی بیان
آداب الصحبۃ عند الاخیار

مصنف : امام عبدالوہاب شعرانی، نقشبندی، قادری، شاذلی، شافعی، متوفی، ۹۷۳ھ

ترجمہ، تخریج، تعلیقات وتوضیحات : مفتی محمد صدیق نقشبندی مجددی سیفی چنیوٹی

سن اشاعت: 2023ء

صفحات:

تعداد اشاعت:

ناشر : مقصود کامران 0333.3585426

ولڈ ویو پبلشرز، اردو بازار لاہور

For More Books Click On
Ghulam Safdar Muhammadi
Saifi

ولڈ ویو پبلشرز

ولڈ ویو پبلشرز دکان نمبر ۱۱، الحمد مارکیٹ فرسٹ فلور غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

Phone:042.3723426 Cell:0333.3585426

Worldvieforum786@gmail.Com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خود اس رسالہ کے متعلق فرماتے ہیں: میری عمر کی قسم! اپنے حجم میں چھوٹا ہونے کے باوجود بے شک اس میں کثیر فوائد ہیں، اس سے دشمن یا حاسد کے علاوہ کوئی اعراض نہیں کرے گا، جس پر بڑی کتابیں مشتمل نہیں ہیں (یہ) اس پر مشتمل ہے۔

حب درویشاں کلید جنت است	دشمن ایشاں سزائے لعنت است

درویشوں کی محبت جنت کی کنجی ہے، ان کا دشمن لعنت کا سزاوار ہے۔ (پند نامہ، ص ۱۹)

یک زمانے صحبتے با اولیاء	بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

تھوڑی سی دیر اولیاء اللہ کی صحبت، سو سالہ بے ریا عبادت سے بہتر ہے۔ (مثنوی مولوی معنوی، دفتر اول، ص ۱۰۱)

الانوار القدسیۃ فی بیان آداب الصحبۃ عند الاخیار

تصنیفِ لطیف

امام عبد الوہاب شعرانی، نقشبندی، قادری، شاذلی، شافعی متوفی ۹۷۳ھ

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ترجمہ، تخریج، تعلیقات و توضیحات

مفتی محمد صدیق نقشبندی چشتی قادری سہروردی مجددی سیفی چنیوٹی

دامت برکاتہم العالیہ

ولڈ ویو پبلشرز

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱	اظہار تشکر	۱۴
۲	انتساب	۱۵
۳	مترجم ایک نظر میں	۱۶
۴	خاندان	
۵	نکاح	
۶	اولاد	
۷	تحصیلات علوم ظاہری	۱۷
۸	مترجم کے مشائخ کرام	
۹	مترجم کے اساتذہ کرام	
۱۰	تدریسی خدامات	۱۸
۱۱	امامت خطابت کی خدمات	
۱۲	مسجد و مدرسہ کی بنیاد	۱۹
۱۳	مترجم کی دیگر کتب ورسائل کا تعارف	
۱۴	رابطۂ مترجم	۲۳
۱۵	احوال مصنف کتاب	۲۴
۱۶	سلسلۂ نسب	
۱۷	والد گرامی	
۱۸	ولادت	

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۹	تعلیم	۲۵
۲۰	اساتذہ کرام	۲۶
۲۱	تلامذہ کرام	۲۷
۲۲	مشائخ کرام	
۲۳	بچپن میں کرامات کا ظہور	۲۸
۲۴	ذوقِ مطالعہ	
۲۵	شروح حدیث	۲۹
۲۶	کتب تفسیر	
۲۷	کتب حدیث	۳۰
۲۸	کتب لغت	
۲۹	اصول وکلام	
۳۰	کتب فتاویٰ	
۳۱	کتب قواعد	۳۱
۳۲	کتب سیرت	
۳۳	کتب تصوف	
۳۴	سرعت مطالعہ	
۳۵	معمولات	۳۲
۳۶	خدمت خلق	
۳۷	اتباع شریعت	۳۳
۳۸	فقہ سے رغبت	

۳۹	عمل میں احتیاط	
۴۰	جرأت و بہادری	
۴۱	ازدواجی زندگی	
۴۲	تصوف وطریقت	
۴۳	قرب مصطفی ﷺ	۳۵
۴۴	رسول اللہ ﷺ واسطہ کبریٰ ہیں	
۴۵	ادب	۳۷
۴۶	مقام و مرتبہ	
۴۷	تصانیف	۳۸
۴۸	وصال	۴۰
۴۹	مقدمہ مولف:	۴۱
۵۰	سبب تالیف	
۵۱	پہلی فصل اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر صحبت کی فضیلت کے ذکر کے بیان میں	۴۲
۵۲	کیا گوشہ نشینی افضل ہے یا مل جل کر رہنا؟	
۵۳	صحبت کا اطلاق مرید اور شیخ کے درمیان مجازی ہے حقیقی نہیں ہے	۴۵
۵۴	صحبت کی اقسام	۴۶
۵۵	اگر شیخ اظہار حق میں سستی کرے گا تو یہ خیانت ہوگی	۴۷
۵۶	اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت، صحبت کی فضیلت میں قرآنی آیات	
۵۷	اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کی فضیلت میں احادیث مبارکہ	۴۸

۵۸	سات شخص اللہ تعالیٰ کے سائے میں ہو گے	
۵۹	جیسے تو نے اس سے محبت کی، اللہ تجھ سے محبت کرتا ہے	۴۹
۶۰	سات شخص عرش کے سائے میں ہوں گے	۵۰
۶۱	ایمان کے بعد سب سے زیادہ عقلمندی لوگوں سے محبت کرنا ہے	۵۱
۶۲	مومن خود محبت رکھتا ہے اور لوگ بھی اس سے محبت رکھتے ہیں	
۶۳	مومن خود محبت رکھتا ہے اور لوگ بھی اس سے محبت رکھتے ہیں	
۶۴	اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت اور عداوت	۵۲
۶۵	افضل ایمان یہ ہے کہ تم اللہ کی رضا کے لئے محبت کرو	
۶۶	جو شخص ایمان کی مٹھاس پانا چاہتا ہے	۵۴
۶۷	مسلمان بھائی کو شوق سے دیکھنا ایک سال کے اعتکاف سے افضل	۶۰
۶۸	مسلمان بھائی کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے	
۶۹	اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کے متعلق اولیاء وعلماء کے اقوال	۶۳
۷۰	اللہ والے کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت ہے	
۷۱	اہل تقویٰ کی صحبت، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت ہے	
۷۲	نیک بندوں کی محبت اور اس کے نافرمانوں سے عداوت	۶۵
۷۳	اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت وصحبت رکھے تو اس کی حفاظت کر	۷۱
۷۴	اہل اللہ کی محبت سے اعراض کرنا مردود ہونا ہے	
۷۵	فقراء کی صحبت لازم پکڑ قیامت میں کام آئے گی	۷۳
۷۶	اخیار کی صحبت خیر کثیر، ایمان کامل کا سبب ہے	۷۶
۷۷	سب سے زیادہ مفید چیز نیکوں کی صحبت ہے	

۷۸	عارفین کی صحبت سے بندہ عارفین کے مقام تک پہنچ جاتا ہے	۷۷
۷۹	کیا میرے ولی سے دوستی کی اور میرے دشمن سے عدوات کی؟	
۸۰	اہل قبور کے مقامات کا مشاہدہ	۷۹
۸۱	دوسری فصل حقوقِ صحبت میں سے کچھ کے ذکر کے بیان میں۔	۸۱
۸۲	عیبوں کو چھپانا اور اچھا گمان کرنا	
۸۳	اگر وہ تاویل کو نہ پائے تو اپنے نفس پر ملامت کرے	۸۲
۸۴	عیب پوشی کا فائدہ اور عیب جوئی کی سزا	۸۳
۸۵	اس کو گناہ وغیرہ پر عار نہ دلائے	۸۵
۸۶	اس کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھ	۸۶
۸۷	بھائی کو نگاہِ محبت سے دیکھنے سے مغفرت	
۸۸	اس کے عیب پر اطلاع ملے تو اپنے نفس کو تہمت لگائے	
۸۹	اپنے بھائی کی لغزش کے ستر عذر تلاش کرو	۸۷
۹۰	اپنے عیب کے متعلق میرے علاوہ کسی اور سے پوچھو	۸۸
۹۱	صحبت کے فوائد کا دارومدار اپنی ذات کی نفی ہے	
۹۲	ہر چیز میں ان کو اپنے آپ پر ترجیح دے	
۹۳	ہر چیز میں ان کو اپنے آپ پر ترجیح دے	
۹۴	وہ کام جس سے اللہ تعالیٰ بھی محبت کرے اور لوگ بھی محبت کریں	۸۹
۹۵	بھائیوں کی خدمت نہ کرنے پر ذلت ملے گی	۹۰
۹۶	علماء اور حفاظ کا احترام کرنے کی فضیلت	۹۱

۹۷	مومن کامل کے سامنے اس کی تعریف کرنا اس کے ایمان کو بڑھاتا ہے	۹۳
۹۸	موجودگی وغیر موجودگی میں القاب سے پکارنا	۹۵
۹۹	اس کے افضل ہونے کا اعتراف کرنا	
۱۰۰	اللہ تعالیٰ کی خاطر بھائی کی زیارت کرو	۹۶
۱۰۱	بھائیوں کی زیارت دین میں اضافہ کرتی ہے	۹۸
۱۰۲	جب دو مسلمان مصافحہ کرتے ہیں تو ان دونوں کی مغفرت ہو جاتی ہے	۹۹
۱۰۳	ایک دوسرے کو تحفے دیا کرو آپس میں محبت پیدا ہوگی	۱۰۰
۱۰۴	جو تجھ پر بغاوت کرے اس سے بغاوت نہ کر	۱۰۱
۱۰۵	شادی میں اس کی مدد کرے	
۱۰۶	مریض کی بیمار پرسی سے ستر ہزار فرشتے استغفار کرتے ہیں	۱۰۲
۱۰۷	مریض کے پاس کوئی چیز نہ کھائے	
۱۰۸	جب کوئی اپنی نسبت اکابر کی طرف کرے تو نسب میں طعن نہ کر	۱۰۳
۱۰۹	مسلمانوں کو کافر قرار دینے میں احتیاط کرے	
۱۱۰	شرعی عداوت اور طبعی عداوت میں فرق	۱۰۴
۱۱۱	ذات سے نفرت نہیں برے عمل سے نفرت کرنا چاہیے	۱۰۵
۱۱۲	سلف صالحین اپنے دشمنوں کی تعریف کرتے تھے	۱۰۶
۱۱۳	اس کی خدمت وحاجت کو اپنے مسنون نوافل سے مقدم رکھے	
۱۱۳	اس کی معذرت قبول کرے	۱۰۷
۱۱۴	حسد نیکیوں کو اس کھا جاتا ہے	۱۰۹
۱۱۵	وہ شخص ندامت کا شکار نہیں ہوتا جو مشورہ کرتا ہے	۱۱۰

۱۱۶	اس کے عیال کی دیکھ بھال نہ کرنا صحبت کی خیانت ہے	۱۱۲
۱۱۷	سینہ کی کشادگی کے بغیر تیری صحبت کامل نہیں ہوتی	
۱۱۸	جس نے پردہ پوشی کی، تو اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی فرمائے گا	۱۱۳
۱۱۹	چغلی اور چغل خور سے چھٹکارا دلانے والے چھ امور	۱۱۴
۱۲۰	کوئی شخص کسی صحابی کے بارے مجھ سے شکایت نہ کرے	
۱۲۱	بھائی کی عزت کا دفاع کرنے سے جہنم سے دوری	۱۱۶
۱۲۲	طاعت پر اس کی مدد کرے	
۱۲۳	مداہنت اور مدارات میں فرق	۱۱۷
۱۲۴	اپنے نفس کو تکبر اور منافقت کی تہمت لگائے	
۱۲۵	بھائی کی نصیحت قبول کرے	۱۱۸
۱۲۶	صغیرہ گناہ کو کبیرہ گناہ سمجھے	
۱۲۷	منہیات اور مامورات میں فرق	۱۱۹
۱۲۸	میرے نزدیک غفلت سے بڑا کوئی گناہ نہیں ہے	
۱۲۹	شیخ سے بغض رکھنے والے سے محبت	۱۲۰
۱۳۰	اپنے سردار کی طرف اٹھ کر جاؤ	۱۲۱
۱۳۱	جو کینہ، بغض، دشمنی، رکھتا ہے تو وہ قوم کے طریقہ میں جھوٹا ہے	۱۲۳
۱۳۲	جب وہ بات کرے تو وہ اس کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھے	
۱۳۳	اس کا امتحان نہ لے ورنہ اس سے نفرت کرے گا	۱۲۴
۱۳۴	برائی کرنے والے سے بھلائی کرے	۱۲۵
۱۳۵	جھگڑے میں بھلائی کا ذکر اس میں اخلاص نہ ہونے پر عنوان ہے	۱۲۶

۱۳۶	جھگڑا چھوڑ دے اگرچہ وہ حق پر ہو	
۱۳۷	اس کو چھوڑنے میں جلدی نہ کرے	۱۲۷
۱۳۸	محبت کی رعایت کرتے ہوئے اس کی پکڑ نہ کرے	۱۲۸
۱۳۹	اس کی اولاد پر اپنی شفقت ہمیشہ رکھے	۱۲۹
۱۴۰	اہل بدعت کی مجلس سے پرہیز کرے	
۱۴۱	اس کی بیوی سے شادی نہ کرے	۱۳۰
۱۴۲	**تیسری فصل** قوم کے آداب کے ذکر میں	۱۳۱
۱۴۳	وہ اپنا ثواب اس سے حاصل کرے جس کے ساتھ اس کا دل حاضر تھا	۱۳۲
۱۴۴	وہ اپنی عبادات سے مقام یا حال یا قرب کو طلب نہیں کرتے	۱۳۳
۱۴۵	جس کو ردی اخلاق زائل ہونے کا گمان ہوا تحقیق اس کو وہم ہوا	۱۳۴
۱۴۶	جو کہتے ہیں: اولیاء کہاں ہیں؟ آپ کہیں: بصیرت کہاں ہے؟	۱۳۵
۱۴۷	جس شخص نے طلب کیا حاسد نہ ہو، اس نے طلب کیا نعمت نہ ہو	۱۳۶
۱۴۸	اللہ تعالیٰ کے ساتھ انس ومحبت میں اختلاف	۱۳۶
۱۴۹	چکنی چپڑی باتیں نہیں کرتے	۱۴۰
۱۵۰	وہ کثرت سے استغفار کرتے ہیں	
۱۵۱	اپنی تعریف پر شکر واستغفار کثرت سے کرتے ہیں	
۱۵۲	وہ اپنے کسب پر اعتماد نہیں کرتے	۱۴۱
۱۵۳	اپنے نفوس کی طرف اعمال صالحہ کی نسبت نہیں کرتے	
۱۵۴	نعمت دینے والے سے ہٹ کر نعمت کے ساتھ مشغول نہ ہونا	۱۴۳

۱۵۵	ابتدا میں گوشہ نشینی اختیار کرنے کی محبت ہونا	۱۴۴
۱۵۶	مسلمانوں کے لیے رحم لازمی کرے	۱۴۵
۱۵۷	اہل زمین کی ہر بلاء پہلے قطب پر نازل ہوتی ہے	۱۴۶
۱۵۸	مخلوق کی طرف ان کا شکوا نہ کرے	
۱۵۹	وہ نعمت پر کثرت سے شکر کرتے ہیں	۱۴۷
۱۶۰	وہ اپنے مقام کو بہت زیادہ پوشیدہ رکھتے ہیں	
۱۶۱	محمود تدبیر اور مذموم تدبیر	۱۴۸
۱۶۲	اللہ تعالیٰ کے ساتھ اختیار کا ترک کرنا	۱۴۹
۱۶۳	خواہشات دنیا میں کمی کے ساتھ راضی رہتے ہیں	۱۵۰
۱۶۴	کھانے اور دعوت کے آداب	۱۵۱
۱۶۵	پیتے وقت حاضرین سے اپنے چہروں کو نہ پھیرے	۱۵۲
۱۶۶	جو شخص خلوت میں ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہوتا ہے	۱۵۳
۱۶۷	لباس کے آداب	۱۵۴
۱۶۸	علماء، حفاظ اور اساتذہ کرام کی تعظیم کرنا	۱۵۶
۱۶۹	بغیر اجازت مجالس قائم نہیں کرتے	۱۵۷
۱۷۰	وہ دنیا کے فوت ہونے پر افسوس نہیں کرتے	۱۵۸
۱۷۱	لوگوں پر علماء سوء کا نقصان ابلیس سے زیادہ ہے	
۱۷۲	وہ حرام کردہ چیزوں کے ارتکاب پر غصہ کرتے ہیں	۱۵۹
۱۷۳	لوگوں کے عیبوں سے جان بوجھ کر اندھا بن جانا	۱۶۱
۱۷۴	حکمرانوں کو گالی نہ دینا اگرچہ وہ ظلم کریں	

۱۷۵	اپنے نفوس کے لیے مدد طلب نہ کرنا	۱۶۲
۱۷۶	مسجد کے آداب	
۱۷۷	آدابِ نبوی	
۱۷۸	جس کے اعمال قرآن وحدیث کے مطابق ہوں اس سے محبت کرو	۱۶۳
۱۷۹	چوروں کی نمک حلالی	
۱۸۰	چور اور خائن کے درمیان فرق	۱۶۴
۱۸۱	جھوٹ بولنے والے سے قطع تعلق کرنا	۱۶۵
۱۸۲	زیارت کے آداب	۱۶۶
۱۸۳	روٹی کی تعظیم وتکریم کرنا	
۱۸۴	مہنگائی وقحط میں مبتلا ہونے کی وجہ	۱۶۸
۱۸۵	والدین کے حقوق وآداب	۱۷۰
۱۸۶	محبت اپنے عیال سے شرعی محبت ہوتی ہے، طبعی محبت نہیں کرتے	۱۷۱
۱۸۷	ایصالِ ثواب کا طریقہ	۱۷۲
۱۸۸	سادات کے حقوق	۱۷۳
۱۸۹	کیا وہ سیدہ بیوی کے حکم اور اس کے اشارہ کے تحت ہوگا؟	
۱۹۰	وہ اہل بیت کی زیارت سے غافل نہیں ہوتے	۱۷۴
۱۹۱	وہ ساتھی میں کمال کا، اور اپنے میں نقص کا مشاہدہ کرتے ہیں	۱۷۵
۱۹۲	صحابہ اور اہل بیت سے محبت	۱۷۶
۱۹۳	مرید کم ہیں اور شیخ زیادہ ہیں	۱۷۷
۱۹۴	مرید صادق کی چار صفات	۱۷۸

۱۹۵	شیخ صادق کی علامت	
۱۹۶	ریاکاری کی حقیقت	۱۷۹
۱۹۷	بھائیوں کے پاس جاتے وقت زینت اختیار کرنا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے	
۱۹۸	خشوع دل میں ہی ہوتا	۱۸۰
۱۹۹	جوان کے پاس جھوٹے دعوے کرے	
۲۰۰	جب سوال کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں	۱۸۱
۲۰۱	رسول اللہ ﷺ کے وسیلہ کو ترک کرنا بے ادبی ہے	
۲۰۲	قرآن، یا حدیث پڑھنے کے دوران کسی سے کلام کرنے کا ادب	
۲۰۳	اذان کے ادب کی وجہ سے بخشش	۱۸۲
۲۰۴	وہ بغیر اللہ تعالیٰ اجازت کے اپنے پاؤں دراز نہیں کرتے	
۲۰۵	سونے کے آداب واذکار	۱۸۳
۲۰۶	آدمی اپنے جگری دوست کے دین پر ہوتا ہے	۱۸۴
۲۰۷	دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے	
۲۰۸	سینے کو کینہ سے پاک رکھنا سنت ہے	۱۸۶
۲۰۹	اخلاق کا علاج کرنا مشکل ہے	
۲۱۰	وہ مرض کا علاج کب کرتے ہیں؟	۱۸۹
۲۱۱	تم میرے فلاں شیخ کے اجتماع سے بچو	۱۹۰
۲۱۲	میں اپنے مریدوں کو روز ازل سے پہچانتا ہوں	
۲۱۳	میرے علاوہ کوئی شخص نہیں جو تم کو کمال پر پہنچائے	۱۹۴
۲۱۴	میرے مریدوں کی مجھ کو صورت دکھادی گئی ہیں	۱۹۷

۲۱۵	مشائخ کا مرید کو برے ساتھیوں کی صحبت سے منع کرنے کی وجہ	۱۹۹
۲۱۶	اچھی اور بری صحبت کا اثر	۲۰۳
۲۱۷	مقام صدیقیت مقام شہادت سے زیادہ کامل اور زیادہ بلند ہے	۲۰۵
۲۱۸	وہ ہر مجلس میں اپنے نفوس کو دیکھتے ہیں	۲۰۸
۲۱۹	شبہات والے کھانے سے پرہیز کرتے ہیں	
۲۲۰	جب وہ کسی کے پاس کھاتے یا پیتے ہیں تو یہ دعا کرتے ہیں	۲۰۹
۲۲۱	خاتمہ۔ آدابِ ذکر میں جن پر اتفاق کیا گیا ہے۔	۲۱۰
۲۲۲	ذکر میں آنکھیں بند کرنے سے قلبی حواس کھل جاتے ہیں	
۲۲۳	تنبیہ	۲۱۲
۲۲۴	تنبیہ آخر:	
۲۲۵	ضروری نوٹ	۲۱۳

For More Books Click On Ghulam Safdar Muhammadi Saifi

اظہار تشکر

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ۔ نَحمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلیٰ رَسُولِہِ الکَرِیمِ۔ یَا رَبِّ لَکَ الحَمدُ کَمَا یَنبَغِی لِجَلَالِ وَجھِکَ وَعَظِیمِ سُلطَانِکَ۔

اللہ تعالیٰ کا سب سے پہلے شکر و احسان ہے کہ جس نے اپنے محبوب اکرم ﷺ کے صدقہ میں فضل و کرم فرمایا کہ امام عبد الوہاب شعرانی کی کتاب "الانوار القدسیۃ فی آداب الصحبۃ عند الاخیار" کا ترجمہ کرنے کی توفیق عطا فرمائی اس ذات کا بے حد وحساب احسان وشکر ہے اللہ تعالیٰ کے شکر کے بعد یہ عاجز اپنے مشائخ واساتذہ کرام کا شکر ادا کرتا ہوں جن کی توجہات و دعائیں میرے شامل حال رہیں ورنہ یہ عاجز اس قابل نہیں ہے،اور خاص کر میرے استاذِ محترم شیخ الحدیث مفتی فاروق احمد نقشبندی قادری صاحب ،اور شیخ الحدیث مفتی ڈاکٹر منظور احمد سعیدی صاحب جنہوں ہر موقع پر میری رہنمائی فرمائی اور میرے برادرِ طریقت خلیفہ مطلق صوفی عبد القادر سومرو سیفی صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے مسلسل اس کام کی ترغیب دی اور اس کام کو کرنے پر اصرار کیا،اور نادر اور نایاب کتب تلاش کر کے مجھے عطاء فرمائیں۔اور حافظ محمد راہب سیفی اور صوفی علی رضا نقشبندی صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں کتاب کی تیاری میں میرے ساتھ تعاون کیا، اس کے بعد "محمد مقصود کامران صاحب" کا بھی شکریہ ادا کرتا ہے کہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی رضاء کے لئے اس کتاب کو اپنے مکتبہ "ورلڈ ویو پبلشرز" سے شائع کر کے ہمیں شکریہ کا موقع دیا۔اس سے پہلے انہوں نے شیخ ابو عبد الرحمٰن سلمی کی کتاب "آداب صحبۃ و حسن عشرۃ" کا ترجمہ بھی شائع کیا۔ان دوست احباب وحضرات کا بھی خصوصی طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے صرف نسبت کی بزرگی کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کتاب ھذا کی اشاعت میں کسی بھی طرح معاونت فرمائی۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل اس مختصر کاوش کو اپنی اور اپنے محبوب ﷺ کی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے اور اس سے امت محمدی ﷺ کو نفع عطا فرمائے اور ہمارے لئے دنیا و آخرت میں بھلائی کا سبب بنائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

محمد صدیق نقشبندی مجددی چنیوٹی

مہتمم و خطیب: جامع مسجد مجددِ اعظم گلستانِ جوہر بلاک ۹، راشدی گوٹ نمبر ۲، ملیر کینٹ روڈ، نزد گل چوک، کراچی۔ اور صدر شعبہ نشر و اشاعت پاکستان علماء ایسوسی ایشن

فون:03017063991

انتساب

یہ عاجز اپنے نبی کریم محمد رسول اللہ ﷺ اور شیخ المشائخ مرشد کریم حضرت عالی قبلہ جگر گوشہ قیومِ زماں پیر طریقت رہبر شریعت محمد سعید حیدری صاحب مبارک نقشبندی مجددی سیفی دامت برکاتہم العالیہ کے نام کرتا ہوں جن کی توجہات کی برکت سے اس کارِ خیر کی توفیق ہوئی اور اس کا ایصالِ ثواب اپنے والدین اور اہلیہ اور پوری امت مسلمہ کو کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور جنت میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے۔

محمد صدیق نقشبندی چنیوٹی

مترجم ایک نظر میں

نام: محمد صدیق

ولدیت: محرم خان جنجوعہ

تاریخ پیدائش: 1.1.1978: بروز جمعرات وج۔

جائے پیدائش : چک نمبر 42 متمل، بیراں والا بنگلا، ضلع فیصل آباد۔

جائے سکونت : محلہ غفور آباد چنیوٹ۔

حال مقیم: نیو راشدی گوٹھ گلستان جوہر کراچی۔

مذہب : حنفی، ماتریدی۔

مسلک : اہلسنت وجماعت۔

مشرب: نقشبندی، چشتی، قادری، سہروردی، سیفی۔ 1993ء

خاندان

سات بھائی جن میں سے ایک بچپن میں ہی فوت ہوگیا، باقی چھ بھائی، اور تین بہنیں ہیں۔
(۱) فوجی امیر علی جنجوعہ۔ (۲) فوجی نزیر احمد جنجوعہ۔ (۳) صوفی محمد علی نقشبندی سیفی۔ (۴) ماسٹر احمد علی جنجوعہ۔ (۵) صوفی حکیم بشیر احمد نقشبندی سیفی۔ (۶) مفتی محمد صدیق نقشبندی سیفی چنیوٹی۔

نکاح

۲۲، نومبر، ۲۰۰۰ء ملتان میں ہوا۔ اس اہلیہ کے انتقال ہونے کے بعد ۲۴۔۸۔۲۰۱۹ کو چنیوٹ میں نکاح ہوا، تاحال جو اولاد ہے وہ پہلی اہلیہ سے ہے۔

اولاد

چار بیٹے اور چار بیٹیاں، جن میں سے ایک بیٹی بچپن ہی میں فوت ہوگئی۔
(۱) محمد شرف الدین نقشبندی سیفی۔ تاریخ پیدائش، ۳۔۹۔۲۰۰۱ء
(۲) محمد نعیم الدین نقشبندی سیفی۔ تاریخ پیدائش، ۷۔۲۔۲۰۰۳ء

(۳) محمد بدرالدین نقشبندی سیفی ۔تاریخ پیدائش،۱۔۲۔۲۰۰۵ء

(۴) محمد امین الدین نقشبندی سیفی ۔تاریخ پیدائش،۱۷۔۲۔۲۰۰۸ء

تحصیلات علوم ظاہری

(۱) میٹرک، اسکول اورنگی اسٹار میٹرو ول کراچی، بورڈ سیکنڈری ایجوکیشن کراچی۔1993ء

(۲)P.T.C (پرائمری ٹیچنگ کورس) الغزلی کالج کراچی۔1996ء

(۳) فراغت علوم اسلامیہ عربیہ، جامعہ حامدیہ رضویہ، کراچی۔2005ء

(۴) فراغت الشہادۃ العامۃ (میٹرک) تنظیم المدارس (اہلسنت) پاکستان۔1999ء

(۵) فراغت الشہادۃ الخاصۃ (ایف اے) تنظیم المدارس (اہلسنت) پاکستان۔2001ء

(۶) فراغت الشہادۃ العالیۃ (بی اے) تنظیم المدارس (اہلسنت) پاکستان۔2004ء

(۷) فراغت الشہادۃ العالیہ فی العلوم العربیہ والاسلامیہ (ایم اے) تنظیم المدارس (اہلسنت) پاکستان۔2006ء

(۸)A.T.T.C (عربی ٹیچنگ ٹرینگ کورس) علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد۔2009ء

(۹) فراغت تخصص فی الفقہ الاسلامی (مفتی کورس)۔۱۴۳۱ھ

(۱۰) دورہ تفسیر القرآن، شیخ القرآن، مفتی فیض احمد اویسی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے، کراچی۔

مترجم کے مشائخ کرام

(۱) بابا احمد علی نقشبندی، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پنجاب۔(۲) صوفی نثار الحق سیفی، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کراچی۔

(۳) جگرگوشہ قیوم زماں صاجزادہ محمد سعید المعروف حیدری صاحب مبارک، دامت برکاتہم العالیہ پشاور۔

مترجم کے اساتذہ کرام

(۱) شیخ الحدیث مفتی غلام نبی فخری صاحب ۔رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مہتمم جامعہ حامدیہ رضویہ کراچی۔

(۲) شیخ الحدیث مفتی عبدالغفور سعیدی صاحب، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پنجاب۔

(۳) شیخ الحدیث مفتی محمد یعقوب القادری صاحب، دامت برکاتہم العالیہ کراچی۔

(۴) شیخ الحدیث مفتی ڈاکٹر منظور احمد سعیدی صاحب، دامت برکاتہم العالیہ کراچی۔

(۵) شیخ الحدیث مفتی فاروق احمد نقشبندی قادری صاحب، دامت برکاتہم العالیہ کراچی۔

(۶) شیخ الحدیث مفتی غلام حیدر نقشبندی صاحب، دامت برکاتہم العالیہ پنجاب۔

(۷) شیخ الحدیث مفتی دلنواز نقشبندی صاحب، دامت برکاتہم العالیہ پنجاب۔

(۸) شیخ الحدیث مفتی محمد مشتاق احمد نقشبندی صاحب، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پنجاب۔

(۹) شیخ الحدیث مفتی محمد متین نقشبندی سیفی صاحب، دامت برکاتہم العالیہ پنجاب۔

(۱۰) شیخ الحدیث ڈاکٹر مفتی محمد سلیم نقشبندی سیفی صاحب، دامت برکاتہم العالیہ پنجاب۔

(۱۱) شیخ الحدیث مفتی محمد اعجاز صاحب ، دامت برکاتہم العالیہ، پنجاب۔(۱۲) پروفیسر ظہور احمد اظہر صاحب، دامت برکاتہم العالیہ پنجاب۔

(۱۳) پروفیسر عارف علوی صاحب، دامت برکاتہم العالیہ، پنجاب۔(۱۴) میاں محمد شریف صاحب، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چنیوٹ۔

(۱۵) میاں محمد گلزار صاحب، چنیوٹ۔(۱۶) میاں محمد انور سیالوی، دامت برکاتہم العالیہ چنیوٹ۔

(۱۷) میاں محمد سرور سیالوی، دامت برکاتہم العالیہ چنیوٹ۔(۱۸) شیخ القرآن، مفتی فیض احمد اویسی صاحب، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

تدریسی خدامات

(۱) جامعۃ البرکت، پینسرہ روڈ، گوجرہ۔ (۲) جامعہ غوثیہ حنفیہ، کوٹ محمد یار چنیوٹ۔

(۳) دارالعلوم مجددیہ سیفیہ، اورنگی ٹاؤن کراچی۔ (۴) جامعہ مدینۃ العلوم، گلستانِ جوہر کراچی۔

(۵) جامعہ نور مصطفیٰ سیفیہ، ملا عیسیٰ، چنا گوٹھ کراچی۔ (۶) دارالعلوم فیوض القاسمیہ، کراچی۔

امامت خطابت کی خدمات۔

(۱) جامع مسجد کلب والی، چنیوٹ۔ (۲) جامع مسجد نثار مصطفیٰ، چراچہ چوک، کراچی

(۳) جامع مسجد غوثیہ، محمد خان کالونی، کراچی۔
(۴) جامع مسجد طاہر، سعید آباد کراچی۔
(۵) جامع مسجد البرکت، پینسرہ روڈ، گوجرہ۔
(۶) جامع مسجد غوثیہ حنفیہ، کوٹ محمد یار چنیوٹ۔
(۷) جامع مسجد سلطان مدینہ، چنیوٹ۔
(۸) جامع مسجد غوثیہ، محلہ غفور آباد، چنیوٹ۔
(۹) جامع مسجد و مدرسہ مجددِ اعظم، کراچی۔

مسجد و مدرسہ کی بنیاد

الحمدللہ مترجم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی جگہ عنایت فرمائی جس پر جامع مسجد و مدرسہ مجددِ اعظم، نیو راشدی گوٹھ، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۹، کراچی۔ کا افتتاح بروز بدھ 25.3.2015 کو عصر کی نماز سے پہلے ہوا پھر نمازِ عصر باجماعت ادا کی گئی۔ اور جمعہ اور نماز باجماعت اہتمام کیا گیا، قریباً دو ماہ تک نمازیں اور جمعہ دھوپ میں ہی ادا کیا جاتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسجد کی چاردیواری، ایک ہال اور وضو خانہ اور ایک کمرہ کا انتظام ہو گیا۔ بنیاد کی ابتدا سے ہی نماز باجماعت، جمعہ اور تراویح اور عیدین کا اہتمام کیا گیا اور الحمدللہ ناظرہ، حفظ اور درسِ نظامی برائے طلباء طالبات کا آغاز کر دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اس کو مزید ترقی عطا فرمائے اور ہمارے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔

مترجم کی دیگر کتب و رسائل کا تعارف

(۱) نافرمان عورتوں کا انجام

اس میں عورتوں کے ان اعمالِ بد کی سزاؤں کو ذکر کیا گیا ہے جن کے ارتکاب سے عورتوں کے لئے قرآن مجید، احادیث شریف میں وعیدات آئی ہیں جیسے خاوند کی نافرمانی کرنا، زبان درازی کرنا، بے پردگی، بلاعذر گھر سے نکلنا، عطر لگا کر باہر جانا، غیبت کرنا، چغلی کرنا، بال نوچنا، یا نچوانا، بال کٹوانا، مصنوعی بال لگوانا، ناجائز اشیاء سے زینت کرنا، نوحہ کرنا، شوہر کی ناشکری کرنا، مزید بہت زیادہ اصلاحی موضوعات پر تفصیل سے لکھا گیا ہے جس کے مطالعہ سے ہماری مائیں بہنیں اگر اس کو مشعل راہ بنائیں تو دنیا اور آخرت میں کامیابی انشاء اللہ ان کا مقدر ہو گی اور ان کی زندگی ایک مثالی زندگی

کاروپ اختیار کرسکتی ہے جس سے گھر کا ماحول اسلامی بن سکتا ہے۔(غیر مطبوعہ)

(۲) نیک عورتوں کا انعام

اس میں عورتوں کے ان فضائل کے متعلق لکھا گیا ہے جن اعمال سے عورتوں کو قرآن واحادیث میں ثواب وانعام کی بشارات آئی ہیں، جیسے عورت کو اپنے شوہر سے حاملہ ہونے، دردزہ، دودھ پلانے پر ثواب، شوہر کی خدمت پر اجر، شوہر کی تابعداری پر ثواب، شوہر کے لئے بننے سنوارنے کا ثواب، گھر کا کام کاج کرنے، جماع، غسل وغیرہ پر ثواب اور اس کے علاوہ بہت زیادہ عورتوں کے خصوصی فضائل ومناقب اور ان کے حقوق پر تفصیل سے لکھا گیا ہے جس کے مطالعہ سے ہماری مائیں بہنیں اور بیٹیاں انشاء اللہ بہت زیادہ اجر وثواب حاصل کرنے کی مستحق بن سکتی ہیں اور گھر میں ایک بہترین اور مثالی ماں، بہن، بیوی، اور بیٹی کا کردار ادا کر کے اپنی دنیا اور آخرت بہتر بنا سکتی ہیں۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)(غیر مطبوعہ)

(۳) فقہ کی فضیلت واہمیت

اس میں حصول علم دین کی فرضیت، دینی مسائل کے متعلق سوال کرنے پر اجر وثواب، عالم کے فرائض، محافل فقہ اور محافل ذکر کا تقابل، وعظ کی محفل اور فقہ کی محفل کا تقابل، علم فقہ سے دوری کا وبال، اور بہت کچھ قرآن، احادیث اور اقوال کی روشنی میں لکھا گیا ہے اس کے مطالعہ سے دینی تعلیم حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوتا ہے اور دین کو سمجھنے کی اہمیت کا علم ہوتا ہے۔(غیر مطبوعہ)

(۴) ذکر صالحین کی فضیلت واہمیت

اس میں قرآن مجید واحادیث شریفہ اور اقوالِ بزرگان دین سے صالحین کے ذکر، ان کے حالات زندگی اور ان کے مناقب اور ان کی سیرت کو سننا لکھنا اور پڑھنا کتنا اہم ہے اور یہ کہ ان کے حالات زندگی پڑھنے، سننے اور لکھنے سے ہمیں کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے وغیرہ بیان کیا گیا ہے۔

(غیر مطبوعہ)

(۵) اسلام میں تحفے کا رواج

اس میں تحفہ دینے اور لینے کی فضیلت اور اُس سے حاصل ہونے والے فوائد کے متعلق احادیث نبویہ کی روشنی میں لکھا گیا ہے۔ (غیر مطبوعہ)

(۶) حدیقۃ العروسین یعنی شادی کا تحفہ

یہ کتاب دولہا اور دلہن کے لئے ایک مشعل راہ اور ایک تحفہ ہے جس میں شوہر و بیوی کے حقوق پر تفصیل سے لکھا گیا ہے ان دونوں سے ہر کے ایک حقوق کی وضاحت کی گئی ہے اور اُن کی ادائیگی سے کیا فائدہ اور اجر و ثواب ملتا ہے اور حقوق کی ادائیگی میں کمی اور کوتاہی کرنے کی صورت میں نقصانات اور عذاب کی وعیدوں کو ذکر کیا گیا ہے اور نکاح کرنے کی ترغیب اور نہ کرنے کی مذمت، ایک وقت میں تین طلاقیں دینے کا شرعی حکم، عورتوں کو لکھنا پڑھنا سکھانے کا شرعی حکم، ٹیلی فون، انٹرنیٹ پر نکاح کا شرعی حکم، جماع کے آداب، اولاد کے حقوق، والدین کے حقوق ،استاد کے آداب، پڑوسیوں کے حقوق، غیبت، چغلی، زنا، لواطت، بدنظری کی مذمت، شرمگاہ اور نظر کی حفاظت، والدین کے لئے انتہائی مفید نصائح، عورتوں اور مردوں کے لئے انتہائی اہم کتاب جس کے مطالعہ سے شوہر بیوی کی ازدواجی زندگی خوشگوار بن جائیگی۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

(زیر طبع)

(۷) اسلام اور تصوف

اس کتاب میں اسلام اور تصوف کے تلازم کو قرآن و احادیث اور اقوال سے ثابت کیا گیا ہے اور تصوف کے بہت سے موضوعات پر مدلل روشنی ڈالی گئی ہے جیسے تصوف کا لغوی معنیٰ اور اصطلاحی معنیٰ، شرائط شیخ، تصور شیخ، تصوف کا مآخذ، تصوف کا حصول فرض عین، طلب شیخ فرض عین، وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود اور مابہ الامتیاز، شطحیات، اور ان کی توجیہ، اور شریعت اور طریقت کا تلازم وغیرہ اس کتاب کے مطالعہ سے انسان کو معلوم ہوگا کہ تصوف اسلام کی روح ہے، نہ کہ اسلام کے علاوہ کوئی اور چیز، اور یہ بھی معلوم ہوگا کہ نبی کریم ﷺ سے ہمیں دو طرح کے علوم حاصل ہوئے ہیں ایک علم ظاہر جس کو علم احکام اور علم شریعت کہتے ہیں اور ایک علم اسرار، باطنی علم جسے علم تصوف کہتے ہیں

۔(غیر مطبوعہ)

(۸) بے نمازی کا انجام

اس میں فرائض کی اہمیت، مسجد کے آداب اور ترکِ نماز کی سزائیں، اور بے نماز کا حکم، ترکِ جماعت پر وعیدیں، اور تارکِ جماعت کا حکم، بد مذہب کے پیچھے نماز کا حکم، جمعہ چھوڑنے پر وعیدیں، اور تکبیر اولیٰ کی فضیلت، اور ترک پر وعیدیں، خشوع وخضوع کی اہمیت، نماز پڑھنے کا طریقہ، مرد اور عورت کی نماز میں فرق وغیرہ کو تفصیل سے لکھا گیا ہے۔ (مطبوعہ، مکتبہ غوثیہ ہول سیل کراچی)

(۹) نمازی کا انعام

اس کتاب میں نماز کی فضیلت و اہمیت، نماز کے فوائد، نماز کے فرائض، واجبات، سنن، مستحبات، مکروہات، طریقہ نماز، نماز کے اسرار، اور سائنسی تحقیقات، نماز کے برکات، وغیرہ (غیر مطبوعہ)

(۱۰) ذکرِ قلبی کی اہمیت

قرآن وتفسیر اور احادیث وشروح احادیث اور فقہاء کرام اور اقوالِ بزرگانِ دین کی روشنی میں ایک جامع کتاب ہے۔ (غیر مطبوعہ)

(۱۱) تحقیق الوجد

قرآن وتفسیر اور احادیث وشروحِ احادیث اور فقہاء کرام اور اقوالِ بزرگانِ دین اور حکایات و واقعات کی روشنی میں ایک جامع کتاب ہے۔ (غیر مطبوعہ)

(۱۲) حلق الشوارب افضل من القص، یعنی مونچھیں مونڈنا کاٹنے سے افضل ہے۔

قرآن وتفسیر اور احادیث وشروح احادیث اور فقہاء کرام اور اقوالِ بزرگانِ دین کی روشنی میں ایک جامع کتاب ہے۔ (غیر مطبوعہ) (۱۳) مسجد کے آداب (غیر مطبوعہ) (۱۴) تشہد میں انگلی اٹھانے کی حقیقت (غیر مطبوعہ) (۱۵) ماتھے پر نشان کی حقیقت (غیر مطبوعہ) (۱۶) تارکِ فرائض کا انجام (غیر مطبوعہ) (۱۷) نمازِ جنازہ کے بعد دعا کی تحقیق (غیر مطبوعہ) (۱۸) تصوف کی شرعی حیثیت (غیر مطبوعہ) (۱۹) تکبیر اولیٰ کی اہمیت (غیر مطبوعہ)

ترجمہ، تخریج، تحقیق و شرح، تعلقات، توضیحات

(۲۰) الانوار القدسیۃ فی آداب الصحبۃ عند الاخیار۔ مصنف، امام عبد الوہاب شعرانی۔

اس کتاب کے ترجمہ کا آغاز ۱۰۔ ۱۲۔ ۲۰۲۱ء کو کیا جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اس میں اللہ تعالیٰ کی خاطر صحبت اور محبت، ملاقات، ذکر اللہ، اسلامی اخوت و بھائی چارہ، علماء، حفاظ، سادات، والدین کے آداب، حقوق کی فضلیت و اہمیت کو جامع طور پر بیان کیا گیا۔

(۲۱) آداب الصحبۃ وحسن العشرۃ، مصنف، امام ابوعبد الرحمٰن سلمی۔

اس کتاب کے ترجمہ کا آغاز ۲۵، فروری بروز جمعہ، ۲۰۲۲ء کو کیا۔

(مطبوعہ، ورلڈ ویو پبلشرز، لاہور)

(۲۲) دستور طریقہ نقشبندیہ، خواجہ تاج الدین سنبھلی نقشبندی۔ مع شرح عبد الغنی نابلسی (زیر ترجمہ)

(۲۳) کتاب "الرعایۃ لحقوق اللہ تعالیٰ" لابی عبداللہ الحارث بن اسد المحاسبی، المتوفی، ۲۴۳ھ۔

(زیر ترجمہ) (۲۴) موازین القاصرین من شیوخ ومریدین، لامام شعرانی۔ (زیر ترجمہ)

(۲۵) تفسیر اسرار سورۃ الفاتحہ۔ (زیر ترتیب)

رابطۂ مترجم:

درج ذیل رسائل و کتب میں سے اگر کوئی ادارہ، یا مکتبہ یا کوئی شخص اپنے کسی رشتہ دار کے ایصال ثواب کے لیے کسی کتاب کی اشاعت کرنا چاہے تو رابطہ فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

{۱} جامع مسجد مدنی، محلہ غفور آباد نزد ریلوے لائن چنیوٹ ضلع جھنگ۔

{۲} مہتمم و خطیب : جامع مسجد مجدد اعظم گلستان جوہر بلاک ۹، راشدی گوٹ نمبر ۲، ملیر کینٹ روڈ، نزد روفی میری لینڈ، کراچی۔ فون 03017063991:

احوال مصنف کتاب

آپ کی کنیت ابو المواہب ہے، جب کہ صاجزادے کی نسبت سے ابو عبد الرحمٰن کہلاتے تھے۔آپ کے والد گرامی کا نام احمد بن علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہے۔

سلسلۂ نسب

آپ نے اپنا سلسلۂ نسب اس طرح بیان کیا ہے : عبد الوھاب بن احمد بن علی بن احمد بن علی بن محمد بن زوفا بن ابو العمران شیخ موسیٰ بن سلطان احمد بن سلطان قاشین بن سلطان محیا بن سلطان زوفا بن ریان بن سلطان محمد بن موسیٰ بن محمد بن الحنفیہ بن امام علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(المنن الکبریٰ،ص،۵۵)

والد گرامی

امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد گرامی شیخ شہاب احمد بن نور الدین شعراوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے عہد کے جید عالم دین اور شیخ طریقت تھے۔نحو، فقہ فرائض اور فلکیات میں مہارت کے ساتھ ساتھ بہترین شاعر اور بہت بڑے خطیب اور انشاء پرداز تھے۔منبر پر کھڑے ہو کر فی البدیہہ خطبہ ارشاد فرماتے۔ بہت خوش الحان تھے،قرآن کریم کی تلاوت نہایت خشوع وخضوع سے کرتے تھے۔ ایک بار قاضی کمال الدین الطویل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کی قرأت سے اس قدر متاثر ہوئے کہ جسمانی توازن برقرار نہ رہ سکا۔گوناگوں علمی مصروفیات کے باوجود رزق حلال کے لئے کھیتی باڑی کا کام بھی کرتے۔ذاتی کاموں کے علاوہ ضرورت مند افراد کی مدد کرتے اور خدمت خلق کو ثواب کا ذریعہ گردانتے تھے۔آپ شب بیدار تھے ہر رات نماز میں ایک تہائی قرآن کریم کی تلاوت کرتے ۔آپ کے صاجزادے شیخ عبد الوھاب شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ بعض اوقات قرآن کریم کی تلاوت سنتے تو بے خود ہو کر گر جاتے اور مرغ بسمل کی طرح لوٹنے لگتے۔آپ نے حدیث، نحو ،اصول اور معانی و بیان میں متعدد کتب تصنیف کیں، جو چوری ہوگئیں۔آپ نے اس پہ اظہارِ افسوس کی بجائے یہ فرمایا:''ہم نے یہ کتابیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے تحریر کی تھیں،لہٰذا اس سے

کچھ فرق نہیں پڑتا کہ لوگ ان کتب کو ہماری جانب منسوب کریں یا نہ کریں"۔

۷۰۹ھ میں آپ کا وصال ہوا اور اپنے والد ماجد علی بن احمد کے پہلوں میں آبائی قصبہ ابو شعراہ کی خانقاہ میں آسودہ خاک ہوئے۔ (شذرات الذھب، ج،۸،ص،۳۴،۳۵)

ولادت

امام عبد الوھاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت ۸۹۸ھ/ ۱۴۹۳ء کو شعرہ نامی بستی میں ہوئی۔
(مقدمہ لواقح الانوار القدسیہ للشعرانی ص،۵،دار صادر بیروت)

اسی نسبت سے آپ کو شعرانی یا شعروای کہا جاتا ہے۔
(طبقات کبریٰ للمناوی، حاشیہ از محمد ادیب الجادر، ج،۳،ص،۳۹۶،دار صادر بیروت)

بعض نے کہا ہے کہ آپ کی ولادت مصر کی بستی قلقشندہ میں ہوئی۔
(مقدمہ لواقح الانوار القدسیہ للشعرانی ص،۵،دار صادر بیروت)

بچپن میں ہی والدین کا سایہ سر سے اٹھ گیا تھا، چناں چہ ایک یتیم بچے کی حیثیت سے پرورش پائی۔ بے کسی اور یتیمی کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی نصرت وحمایت ان کے شامل حال رہی اور آپ آفات وبلیات سے محفوظ رہے۔ (المنن الکبریٰ ص،۵۶،وطبقات کبریٰ للمناوی، ج،۳،ص،۳۹۶)

تعلیم

آٹھ سال کی عمر میں ہی قرآن کریم حفظ کر لیا تھا، صغر سنی ہی سے پابند صوم وصلوٰۃ تھے، تحدیث نعمت کے طور پر خود بیان فرماتے ہیں: "کئی بار ایک ہی بار میں قرآن ختم کر لیا تھا، حالاں کہ ابھی بالغ نہیں ہوا تھا"۔ (المنن الکبریٰ ص،۶،۵۵)

حفظ قرآن کے ساتھ ساتھ آپ نے ابو شجاع اور اجرومیہ نامی کتابوں کو بھی حفظ کر لیا۔۔۔اس وقت آپ کی عمر سات یا آٹھ سال سے زیادہ نہ تھی۔ (طبقات کبریٰ للمناوی، ج،۳،ص،۳۹۶)

۹۱۱ھ کے اوائل میں آپ ریف کے صحرائی علاقے سے نقل مکانی کر کے مصر آگئے، تب آپ کی عمر تقریباً بارہ سال تھی۔ مصر کی سرزمین علم میں پہنچ کر آپ سیدی ابو العباس الغمری کے جامع میں

قیام پذیر ہوئے۔فرماتے ہیں کہ شیخ الجامع اور آپ کی اولاد مجھ پر حد درجہ مہربان تھے، جو خود کھاتے وہی مجھے کھلاتے اور جو پہنتے، وہی مجھے پہناتے۔ان کے پاس کتب ِشرعیہ کے متون اور ان کی اصطلاحات یاد کیں۔(المنن الکبریٰ،ص،۵۶)

دورانِ طالب علمی لوگ انھیں سونا، چاندی اور کپڑے دیتے، مگر آپ تقویٰ وطہارت کی بنا پر آپ قبول نہ کرتے۔اسی اثناءمیں کبھی فاقہ کی نوبت بھی آجاتی مگر لوگوں کے آگے دستِ سوال کبھی دراز نہ کیا۔(المنن الکبریٰ،ص،۵۶)

جامع غمری میں آپ نے مختلف علوم وفنون کی بنیادی کتابیں مثلاً المنھاج للنووی، الفیہ ابن مالک، توضیح ابن ھشام، جمع الجوامع ،الفیہ العراقی، تلخیص المفتاح ،شاطبیہ، قواعد ابن ھشام وغیرہ زبانی یاد کرلیں۔(المنن الکبریٰ،ص،۵۶،۵۷)

علامہ عبدالرؤف مناوی (متوفی،۱۰۲۱ھ) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما سے آپ کی کرامت گردانتے ہوئے لکھتے ہیں :"میں نے تاریخ اور طبقات میں آج تک کسی کے حالات میں یہ نہیں دیکھا کہ اسے اتنی کتابیں یاد ہوں"۔(طبقات کبریٰ للمناوی، ج،۳،ص،۳۹۶)

اساتذہ کرام

امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علوم وفنون کی بیسیوں بڑی بلند پایہ اور عظیم وضخیم کتب کے نام تحریر فرمائیں ہیں، جنھیں آپ نے وقت کے جید اساتذہ اور ائمہ فن سے پڑھا۔آپ نے کم وبیش پچاس (دوسو) اساتذہ کرام سے شاگردی کا شرف حاصل کیا۔

(۱) جن میں شیخ امام امین الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔(۲) شیخ امام شمس الدین الدواخلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔
(۳) شیخ علامہ شھاب الدین میسری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔(۴) شیخ امام محقق نورالدین محلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔
(۵) شیخ امام نورالدین سنہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ (۶) شیخ علامہ ملا علی العجمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔
(۷) شارح بخاری شیخ امام شھاب الدین قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔(۸) شیخ برہان الدین قلقشندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔(۹) شیخ الاسلام زکریا انصاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔(۱۰) اور شیخ شھاب الدین رملی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ایسے ائمہ ومحدثین شامل ہیں۔(المنن الکبری، ص،۵۷تا۶۰)

یوسف الیان سرکیس نے آپ کے اساتذہ میں (۱۱) امام جلال الدین سیوطی کا نام بھی ذکر کیا ہے۔ (معجم المطبوعات العربیہ، ص،۱۱۳۰)

تلامذہ کرام

(۱) آپ کا صاجزادہ الشیخ عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ تعالی علیہ۔(۲) شیخ محمد عبدالرؤف المناوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ۔
(۳) محمد بن الترجمان رحمۃ اللہ تعالی علیہ۔ (۴) محمد بن یوسف الطولونی رحمۃ اللہ تعالی علیہ۔
(۵) ابوعمران موسیٰ البقری رحمۃ اللہ تعالی علیہ۔ (۶) الامیر حسن بیک صنجق رحمۃ اللہ تعالی علیہ۔

مشائخ کرام

آپ نے بے شمار (تقریباً ایک سو) مشائخ سے کسب فیض کیا مشائخ صوفیاء میں سے سب سے اہم (۱) حضرت شیخ علی الخواص رحمۃ اللہ تعالی علیہ ہیں، نیز آپ نے شیخ علی الخواص رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے پیر ومرشد (۲) شیخ ابراہیم متبولی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے بھی استفادہ کیا۔(۳) اور پیر بھائی شیخ صالح افضل الدین احمدی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے ارشادات بھی نقل فرمائے۔(۴) شیخ الاسلام زکریا انصاری خزرجی رحمۃ اللہ تعالی علیہ، جن کی خدمت میں بیس سال تک رہے۔(۵) شیخ علی نورالدین مرصفی رحمۃ اللہ تعالی علیہ۔(۶) شیخ قدوۃ الی اللہ عارف باللہ تعالی سیدی محمد شاوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ۔(۷) شیخ احمد السطحیۃ رحمۃ اللہ تعالی علیہ، جن کی خدمت میں بیس سال تک رہے۔(۸) شیخ عبدالقادر الاشطوطی رحمۃ اللہ تعالی علیہ، جن کی خدمت، صحبت میں بیس سال تک رہے۔(۹) سیدی شیخ عارف باللہ ابوالعباس الحریثی رحمۃ اللہ تعالی علیہ، جن کی خدمت صحبت میں تیس سال تک رہے۔(۱۰) شیخ قدوہ نورالدین الشونی رحمۃ اللہ تعالی علیہ۔(۱۱) شیخ ناصر الدین النحاس رحمۃ اللہ تعالی علیہ، جن کی خدمت، صحبت میں پندرہ سال تک رہے۔(۱۲) شیخ زین الدین المحلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ۔(۱۳) شیخ نورالدین الجارحی رحمۃ اللہ تعالی علیہ۔(۱۴) شیخ النور السنھوری رحمۃ اللہ تعالی علیہ۔(۱۵) شیخ محقق ملا علی عجمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ۔(۱۶) شیخ جمال الدین عبداللہ الصافی رحمۃ اللہ تعالی علیہ۔(۱۷) شیخ عیسیٰ الاخنائی رحمۃ اللہ تعالی علیہ۔

(۱۸) الشیخ الشرف الدمیاطی الواعظ بالازھر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ (۱۹) الشیخ احمد بن محمد بن ابی بکر القسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ (۲۰) الشیخ النور ابن ناصر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ (۲۱) الشیخ النور الاشمونیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ (۲۲) الشیخ الشمس الحنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ (۲۳) الشیخ الربرھان القلقشندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ (۲۴) شیخ شھاب الدین احمد بن حمزہ الرملی، مصری، شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ (۲۵) الشیخ الحافظ السیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ (۲۶) الشیخ الکمال الطویل القادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ (۲۷) شیخ امین الدین بن النجار البدرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ (۲۸) الشیخ الشمس الدواغلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ اور آپ نے کئی مجذوبوں سے رابطہ رکھا اور ان سے فیوض و برکات حاصل کیے۔ جن کا ذکر "طبقات" کے اواخر میں موجود ہے۔

بچپن میں کرامات کا ظہور

مصر میں اقامت کے بعد تعلیمی دور کے آغاز ہی میں جب کہ ابھی سن بلوغ کو نہیں پہنچے تھے، کرامات وعنایات ربانی کا ظہور ہوا۔ تحدیث نعمت کے طور پر خود بیان فرماتے ہیں :

ایک بار دریائے نیل کناروں تک بہ رہا تھا، میں اس میں تیرتے ہوئے بہت تھک گیا، قریب تھا کہ ڈوب جاتا مگر اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی اور میرے لئے ایک مگر مچھ بھیج دیا، جو میرے پاؤں کے نیچے آکر ٹھر گیا حتیٰ کہ مجھے راحت ملی، میں نے سمجھا کہ چٹان ہے۔ اسی اثنا میں وہ تیرنے لگا اور مجھے بخیر ساحل پہنچا کر دریا میں غوطہ زن ہو گیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر احسان تھا کہ ایک وحشی جانور کو میرا مطیع کر دیا اور مجھے نجات عطا فرمائی، حالاں کہ اس وقت میں چھوٹا تھا اور مجھے اللہ کے حضور حسن معاملہ کی معرفت حاصل نہیں تھی۔ اسی طرح ایک بار ایک فاسق و فاجر شخص نے میرے ساتھ فحش کلامی کی۔ ابھی ایک ہفتہ ہی گزرا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کوڑھ موذی مرض میں مبتلا کر دیا، یہاں تک کے لوگ اس سے نفرت کرنے لگے اور اسی ذلت میں مر گیا۔ (المنن الکبریٰ، ص، ۵۶)

ذوقِ مطالعہ

آپ کو مطالعہ کتب کا اعلیٰ ذوق تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بلا کا حافظہ عطا فرمایا تھا، جو چیز ایک بار سن لیتے ، حفظ ہو جاتی۔ سرعت مطالعہ کا یہ عالم تھا کہ ایک ہی رات میں ضخیم کتاب کا مطالعہ مکمل کر لیتے۔

(السنن الکبریٰ ص،۱،۶۰)

اگرچہ آپ کا زیادہ تر میلان تصوف کی طرف تھا، مگر قرآن وسنت، عقائد اور فقہ وغیرہ علومِ شریعہ سے بھی بہت لگاؤ تھا۔۔آپ نے تفسیر، حدیث، شروح حدیث، سیرت، اصول، کلام، قواعد، فتاویٰ اور تصوف کی کئی کئی جلدوں پر محیط ضخیم کتب کا متعدد بار مطالعہ کیا۔ ذیل میں ہم کتب کا تذکرہ کرتے ہیں، جس سے قارئین کو ان کی وسعت علمی اور کثرت مطالعہ کا اندازہ ہو جائے گا۔

امام شعرانی فرماتے ہیں میں نے اپنے استاذ شیخ انصاری کی تصنیف ''الروض'' کا مطالعہ تیس (۳۰) دفعہ کیا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب ''الام'' کا مطالعہ تین بار کیا، اس کتاب کی اکثر نصوص حفظ تھیں۔
شیخ محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تیس ضخیم جلدوں پر مشتمل کتاب ''مختصر'' ایک بار، ماوردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب ''الحاوی'' اور ''الاحکام السلطانیہ'' ایک ایک بار۔ ''الحاوی'' تیس ضخیم مجلدات پر محیط ہے۔کتاب الشامل لابن الصباغ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ایک بار۔شیخ ابو محمد الجوینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب ''المحیط''۔ ایک بار۔امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ''الوسیط، الوجیز''۔ ایک بار۔شرح المھذب، تقریباً پچاس بار۔شرح مسلم للنووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، پندرہ بار۔شرح المنھاج، تیس بار۔قواعد زرکشی، تین بار اور متعدد دیگر مطولات کا مطالعہ کیا۔

شروح حدیث

جن شروح حدیث کا مطالعہ کیا، ان میں سے بعض حسب ذیل ہیں: فتح الباری شرح صحیح بخاری، ایک بار۔شرح الکرمانی علی البخاری، دو بار۔شرح البرماوی، پانچ بار۔علامہ عینی کی شرح بخاری ۲۵/ جلدیں، دو بار۔شرح القسطلانی، ایک بار۔شرح مسلم القاضی عیاض، ایک بار۔شرح ترمذی لابن ملقن، ایک بار۔

کتب تفسیر

تفسیر بغوی، ایک بار۔تفسیر خازن، تین بار۔تفسیر ابن عادل، سات بار۔تفسیر کواشی، دس بار۔تفسیر قرطبی،

دو بار۔ تفسیر ابن کثیر، ایک بار۔ تفسیر بیضاوی، پانچ بار۔ تفسیر ابن نقیب المقدسی، ایک بار۔ یہ تفسیر سو ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے، اس سے زیادہ مبسوط تفسیر کا میں نے مطالعہ نہیں کیا۔ تفسیر جلالین، تیس بار۔ تفسیر در منثور، تین بار۔ تفسیر امام سعید بن عبداللہ ازدی۔ یہ نہایت نفیس تفسیر ہے، امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس کے مطالعہ کا اشتیاق تھا، بیس سال تک تلاش کرتے رہے، مگر دستیاب نہ ہو سکی، میں نے اس کتاب کا نہ صرف مطالعہ کیا بلکہ اس کی تخریج بھی کی۔ اس کے علاوہ متعدد تفاسیر۔

کتب حدیث

صحاح ستہ، صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان، مسند امام احمد، موطا امام مالک، طبرانی کی المعجم الکبیر، المعجم الاوسط المعجم الصغیر، جامع الاصول لابن اثیر، امام جلال الدین سیوطی کی الجامع الکبیر، الجامع الصغیر اور زیادات (یہ دس ہزار حدیث کا مجموعہ ہے) سنن بیہقی کے بعد یہ حدیث کی جامع کتاب ہے، شریعت کا شاید ہی کوئی مسئلہ ہو۔ جو اس میں نہ آگیا ہو۔ سنن کبریٰ للبیہقی، دلائل النبوۃ للبیہقی، کتاب المعجزات والخصائص لسیوطی وغیرہ متعدد اجزاء ومسانید کا مطالعہ کیا۔

کتب لغت

جوہری کا صحاح، قاموس، النھایہ لابن اثیر، کتاب تھذیب الاسماء اللغات وغیرہ۔ موخر الذکر کا پندرہ بار مطالعہ۔

اصول وکلام

شرح العضد، شرح منہاج البیضاوی کتاب المستصفی للغزالی، کتاب الامالی لامام الحرمیں، شرح المقاصد، شرح الطوالع ولمطالع، سراج العقول للقزدینی، شرح العقائد للتفتازانی اور حاشیہ ابن کثیر وغیرہ۔

کتب فتاوی

فتاوی ابن زید مروزی، فتاوی قفال، فتاوی قاضی حسین، فتاوی ماوردی، فتاوی غزالی، فتاوی ابن

صباغ ،فتاویٰ ابن صلاح ،فتاویٰ ابن عبد السلام ،فتاویٰ نووی ،فتاویٰ سبکی ،فتاویٰ بلقینی ،فتاویٰ شیخ الاسلام زکریا،فتاویٰ شیخ شہاب الدین رملی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم وغیرہ۔

کتبِ قواعد

قواعد شیخ عزالدین الکبریٰ والصغریٰ،قواعد العلائی،قواعد ابن سبکی،قواعد الزرکشی وغیرہ۔

کتبِ سیرت

سیرۃ ابن ہشام،سیرۃ ابن اسحاق،سیرۃ الکلبی ،سیرۃ ابوالحسن البکری ،سیرۃ طبری ،سیرۃ کلاعی ،سیرۃ ابن سید الناس اور سیرۃ شیخ محمد شامی ،یہ بہت جامع کتاب ہے،دس جلدوں پر مشتمل ہے،اسے ایک ہزار کتب کی مدد کی تحریر کیا گیا ہے۔

کتب تصوف

قوت القلوب ،ابو طالب مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔محاسبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب الرعایۃ ۔ابو نعیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حلیۃ الاولیاء ۔رسالہ قشیریہ،عوارف المعارف ،غزالی کی احیاء العلوم ،امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جملہ کتب ،شیخ محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی فتوحات مکیہ ،رسالۃ النور للشیخ احمد الذاھد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،کتاب منح المنۃ (چھ جلدیں)،کتاب منازل السائرین للھروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،شرح الفصوص للقاشانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،شعب الایمان للقصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ ۔مختلف علوم وفنون کی ان کتب کی فہرست پر نظر ڈالیں تو حیرت ہوتی ہے کہ امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی ذاتی ، نجی، علمی مصروفیات کے باوجود اس قدر کتب کا مطالعہ فرمالیا ۔امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صراحت کی ہے کہ انھوں نے اپنی زیر مطالعہ کتب میں سے صرف بعض کا ذکر کیا ہے۔

(المنن الکبریٰ ،ص،۶۷تا۷۱)

اوران بعض کتب میں سے بھی کئی کتب کے نام اختصار کے پیش نظر احقر نے حذف کر دیے ہیں۔

سرعت مطالعہ

آپ سریع الفہم تھے،پڑھنے لکھنے کی رفتار غیر معمولی حد تک تیز تھی ،ورنہ کئی جلدوں پر مشتمل کتابوں کا

کئی کئی بار مطالعہ ممکن دکھائی نہیں دیتا۔ بلکہ اس میں خرق عادت اور کرامت کا پہلو نمایاں ہے، جیسا کہ آپ نے اپنی دو جلدوں پر مشتمل ضخیم کتاب الیواقیت والجواہر کے آخر میں خود تصریح کی ہے کہ یہ کتاب انھوں نے ایک ماہ سے بھی کم عرصہ میں تصنیف کی، یہ شیخ محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی تعلیمات پر مبنی ہے۔ یہ ۷۱/ مباحث پر محیط ہے، اور ہر بحث لکھتے ہوئے آپ شیخ محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی دس ضخیم جلدوں پر مشتمل کتاب الفتوحات المکیۃ کا مکمل مطالعہ کیا۔ اس طرح آپ فرماتے ہیں کہ میں نے جب حساب لگایا تو ایام تصنیف میں روزانہ دس جلدوں کی یہ کتاب اڑھائی مرتبہ پڑھی، یعنی روزانہ پچیس ضخیم جلدوں کا مطالعہ کیا۔ اسے لوگ میری کرامت سمجھتے ہیں۔ (الیواقیت والجواہر، ج، ۲،ص، ۲۰۱، مطبوعہ مصر)

معمولات

حصول علم کے بعد آپ نے مطالعہ کتب اور درس وتدریس کو اپنا معمول بنالیا، چنانچہ اپنے استاذ شیخ الاسلام زکریا انصاری رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے ایماء پر آپ نے فقہ، تفسیر، حدیث اور تصوف کی تدریس کا شغل جاری رکھا۔ (الیواقیت والجواہر، ج، ۲،ص، ۱۰، مطبوعہ مصر)

آپ نے اپنے اوقات تقسیم کر رکھے تھے، ایک حصہ عبادت کے لئے، ایک حصہ مریدین کی روحانی تربیت کے لئے اور ایک حصہ تصنیف وتالیف کے لئے مختص تھا۔

(طبقات کبریٰ للمناوی جلد ۳،ص، ۳۹۶)

خدمتِ خلق

آپ کی خانقاہ کے دروازے امیر، فقیر کے لئے کھلے تھے، یہ خانقاہ طالبانِ رشد وہدایت سے آباد رہتی۔ مہمان کثرت سے آتے اور آپ ان کی کھلے دل کے ساتھ مہمان نوازی کرتے۔ آپ نے اندھوں اور محتاجوں کو خانقاہ میں پناہ دے رکھی تھی اور ان کے لئے روٹی، کپڑے، اور دیگر ضروریات کی مکمل کفایت کرتے۔ (المنن الکبریٰ،ص، ۶۲۱)

زیر کفالت اندھوں کی تعداد کبھی ایک سو تک پہنچ جاتی۔ (طبقات للمناوی، ج، ۳،ص، ۳۹۴)

اتباع شریعت

آپ نے عمر بھر اتباع شریعت کا درس دیا، اور اپنی تصانیف میں اس پر بڑا زور دیا ہے۔ آپ کا فرمان ہے: "ہر حال میں شریعت کی پاسداری رکھو، کشف پر بھروسا نہ رکھو، اس لئے کہ کشف میں کبھی غلطی ہو جاتی ہے"۔ (المنن الکبریٰ، ص، ۳۱)

فقہ سے رغبت

ہر چند کہ آپ کا رجحان تصوف کی طرف تھا، مگر روحانی امور میں مصروفیت کے باوجود فقہ سے آپ کی دلچسپی قائم رہی، بلکہ دوسروں کو بھی کتبِ فقہ کے مطالعہ کی ترغیب دیتے۔ آپ فرماتے ہیں" کتبِ فقہ کا بکثرت مطالعہ کرنا چاہیے،، نام نہاد صوفیہ راہ تصوف میں قدم رکھتے ہی یہ کہہ کر فقہ کے مطالعہ سے منع کرنے لگ جاتے ہیں کہ یہ علم تو حجاب ہے، حالاں کہ ان کی یہ بات سراسر جہالت پر مبنی ہیں"۔ (طبقات کبریٰ للمناوی، ج، ۳، ص، ۳۹۶)

عمل میں احتیاط

امام شعرانی رحمہ اللہ تقویٰ اور طہارت کے پیکر تھے، ہر چند کہ آپ مذہباً شافعی تھے، مگر ان کی کوشش یہ ہوتی کہ مذاہب اربعہ یا کم از کم تین ائمہ کے مذہب پر عمل ہو جائے تا کہ ممنوعات اور مشتبہات سے بچا جا سکے۔ (شذرات الذھب، ج، ۸، ص، ۳۷۴)

اس مقصد کیلئے آپ نے چاروں مذاہب کی کتب کا مطالعہ کیا، گویا کہ احناف کی کتب میں سے کنزالدقائق، شرح مجمع البحرین، فتاویٰ قاضی خان، شرح قدوری، بزازیہ، خلاصۃ الفتاویٰ، شرح الھدایہ، زیلعی وغیرہ کا مطالعہ کیا، اور حل طلب مقامات کے لیے جید علماء سے رہنمائی لی۔۔

(شذرات الذھب، ج، ۸، ص، ۳۷۴)

جرأت و بہادری

خداداد ہمت و جرأت کا یہ عالم تھا کہ آپ خطرناک ترین درندوں، جنوں، اور دیگر مخلوقات میں سے کسی سے ذرہ برابر خوف نہ کھاتے۔ ایک بار آپ دریا میں سفر کر رہے تھے کہ سات مگرمچھوں نے کشتی

کو گھیر لیا، ہر مگر مچھ بیل کی طرح تھا، مسافر سخت گھبرا گئے، ہر کوئی ان سے ڈر رہا تھا، آپ نے دریا میں چھلانگ لگا دی، انھیں دیکھتے ہی تمام مگر مچھ بھاگ گئے۔ایک بار ان کے گھر میں ایک جن داخل ہو گیا، وہ رات کو دیا بجھا دیتا اور شر انگیزی کرتا، جس سے بچے ڈر جاتے، چنانچہ آپ نے جن کو ٹانگ سے پکڑ لیا، بالآخر وہ چیختا چلاتا بھاگ گیا اور دوبارہ ادھر کا رخ نہ کیا۔

(المنن الکبریٰ، ص، ۱۷)

ازواجی زندگی

آپ کی ازواجی زندگی نہایت خوش گوار تھی، چار بیویاں تھیں : زینب، حلیمہ، ام عبد الرحمٰن فاطمہ اور ام الحسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیھن ۔ چاروں نہایت عابدہ، زاھدہ اور تہجد گزار تھیں، خصوصاً فاطمہ اور ام الحسن تو بہت زیادہ عبادت گزار تھیں۔قیام اللیل کے لیے اپنے شوہر امام شعرانی کی اقتدا میں کھڑی ہو جاتیں، جس میں بسا اوقات آپ ایک رکعت میں سات آٹھ پاروں کی تلاوت کرتے۔آپ کی ازواج پردہ نشین عفت مآب اور حیادار تھیں۔ (المنن الکبریٰ، ص، ۱۷)

اہلیہ ام الرحمٰن فاطمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا تو اس قدر باحیا تھیں کی ایک بار آنکھوں کی تکلیف میں مبتلا ہو گئیں اور باوجودِ اصرار کے اپنی آنکھیں ماہر طبیب چشم کو دکھانے پر آمادہ نہ ہوئیں۔

(المنن الکبریٰ، ص، ۱۶۳)

تصوف وطریقت

ظاہری علوم سے فراغت کے بعد تصوف کی راہ پر گامزن ہوئے، چناں چہ شیخ محمد شناوی اور شیخ علی الخواص سے علوم طریقت حاصل کیے۔ (المنن الکبریٰ، ص، ۲۳، ۶۲۲)

موخر الزکر سے بہت زیادہ استفادہ کیا، خصوصاً مسائل تصوف کی وضاحت میں اکثر انہی کے ملفوظات کا حوالہ دیتے ہیں۔علاوہ ازیں شیخ علی الخواص کے شیخ ومرشد شیخ ابراھیم المبتولی اور اپنے پیر بھائی الشیخ الصالح افضل الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مستفیض ہوئے۔ (المنن الکبریٰ، ص، ۶۲۲)

دنیوی مشاغل سے الگ تھلگ رہ کر عبادت وریاضت اور مجاہدات میں زندگی بسر کی۔سال ہا سال

تک یہ معمول رہا ہے کہ ہمیشہ زمین پر لیٹتے رات کو اپنی خلوت گاہ میں عبادت کے لیے کھڑے ہوتے تو چھت سے لٹکی ہوئی رسی گردن میں باندھ لیتے تا کہ غلبہ نیند سے گر نہ جائیں۔ اکثر روزہ رکھتے ، پھٹے پرانے کپڑے زیبِ تن فرماتے ۔ غرض آپ سادگی و بے نفسی کا مرقع تھے۔

(معجم المطبوعات العربیۃ والمعربہ، ص، ۱۱۳۰)

آپ کی خانقاہ پر ہمہ وقت ذکر و فکر کا سلسلہ جاری رہتا، ایک قاری تلاوت قرآن سے فارغ ہوتا تو دوسرا شروع ہو جاتا ۔ ایک جانب کتب حدیث کی قرأت جاری ہے اور نوبت بہ نوبت مسلسل احادیث پڑھی جارہی ہیں، تیسری جانب کتب تصوف پڑھی جاتیں، ایک حلقہ فقہی کتب پڑھنے میں مصروف رہتا اور یوں شب و روز تسلسل کے ساتھ آپ کی خانقاہ ذکر و فکر کی برکتوں سے معمور رہتی۔

(المنن الکبریٰ، ص، ۸)

ذکر الٰہی سے کیف و سرور کی کیفیت میں کبھی یوں بے خود ہو جاتے کہ صحنِ مسجد سے اڑ کر چھت پر جا پہنچتے ۔ (طبقات کبریٰ للمناوی، ج، ۳، ص، ۳۹۳، ۳۹۴)

قرب مصطفی ﷺ

آپ کو رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ کا خصوصی قرب حاصل تھا، چنانچہ خود فرماتے ہیں:

" مجھے آقا حضور ﷺ کو صحیح بخاری شریف سنانے کا شرف حاصل ہے، اس خصوصی درسِ حدیث میں میرے ساتھ آٹھ ساتھی شامل تھے، جن میں ایک حنفی تھا۔

(فیض الباری شرح صحیح بخاری، انور شاہ کشمیری، ج، ۱، ص، ۲۰۴)

آپ درود پاک بکثرت پڑھتے اور اس کو کامیابی کا زینہ گردانتے ۔ فرماتے ہیں:

"جو شخص رسول اللہ ﷺ پر درود پاک پڑھنا مستقل معمول بنالے، وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل سے دنیا و آخرت میں فوز و فلاح سے ہم کنار ہوگا، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے مقبول واسطہ حضور ﷺ کی ذات بابرکت ہے، آپ کے وسیلہ جلیلہ سے کی گئی دعا کو اللہ تعالیٰ رد نہیں فرماتا "۔ (المنن الکبریٰ، ص، ۵۶۶)

یوں ہی حضور ﷺ کی بارگاہ تک رسائی کا اعلیٰ ذریعہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ سو، ادب کا تقاضا ہے کہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطہ اور وسیلہ سے دعا کی جائے۔

(المنن الکبریٰ، ص، ۵۶۷)

امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں جمعہ کی شب نمازِ عشاء سے نمازِ فجر تک حضور ﷺ پر درود و سلام کی محفل ہوتی، آپ علالت کے باوجود ساری رات اس محفل میں درویشوں کے ساتھ موجود رہتے۔

(طبقات کبریٰ، للمناوی، ج، ۳، ص، ۳۹۶)

بارگاہِ نبوی میں قرب کے حوالے سے آپ خود بیان فرماتے ہیں : اکثر اوقات میرے اور حضور ﷺ کے مزار پر انوار کے درمیان فاصلے سمٹ جاتے ہیں، یہاں تک کہ میں مصر میں بیٹھ کر اپنا ہاتھ حجرہ شریفہ پر رکھ دیتا ہوں اور آپ ﷺ کی خدمت میں یوں معروضات پیش کرتا ہوں جیسے کوئی اپنے ساتھ بیٹھے شخص کے ساتھ گفتگو کرتا ہے۔ اس امر کا ادراک اربابِ ذوق ہی کر سکتے ہیں۔

(المنن الکبریٰ، ص، ۲۳۲)

رسول اللہ ﷺ واسطۂ کبریٰ ہیں

امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عقیدہ یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ بندے اور رب کے مابین واسطۂ کبریٰ اور وسیلۂ عظمیٰ ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں : "مجھ پر اللہ تعالیٰ کا احسان و انعام ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے طلبِ حاجات میں حضور ﷺ کو واسطہ بناتا ہوں کیوں کہ آپ دربارِ الٰہیہ کے منتظمِ اعلیٰ ہیں۔ سو، اللہ تعالیٰ سے بلا واسطۂ مصطفیٰ ﷺ مانگنا بے ادبی ہے۔ ہمیں بارگاہِ خداوندی کے آداب سے واقفیت حاصل نہیں، جب کہ حضور ﷺ کو ان آداب کی کامل معرفت حاصل ہے۔ سیدنا غوث اعظم سیدی عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس بات سے پرہیز کر کہ تو رسول اللہ ﷺ کا وسیلہ حذف کر کے اللہ تعالیٰ سے بلا واسطہ کلام کرے، اگر ایسا کرے گا تو بدعتی ہوگا، حضور ﷺ کا متبع نہیں ہوگا۔ جب کہ بندہ کامل ہر ہر قدم اتباعِ نبوی کے مطابق ہوتا ہے۔ (المنن الکبریٰ، ص، ۱۷۲)

ادب

امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تلاوتِ قرآن، قرأتِ حدیث یا درس و تدریس میں مشغول ہوتے اور کسی شخص سے ضروری بات کرنا ہوتی تو ادب کے پیش نظر اللہ اور رسول ﷺ سے بایں کلمات اجازت طلب کرتے

دستور یا رب، دستور یا رسول اللہ۔

"یا اللہ اجازت ہو تو فلاں بندے سے بات کرلوں، یارسول اللہ! اجازت ہو تو فلاں شخص سے کلام کرلوں"۔(المنن الکبریٰ،ص،۱۷۱)

اسی طرح جب بیٹھے بیٹھے تھک جاتے اور مجبوراً پاؤں پھیلانے کی حاجت ہوتی تو دستور یا اللہ کہ کر اجازت طلب کرتے ہوئے پاؤں پھیلاتے۔مدینہ منورہ یا کسی اور ولی کے شہر کی طرف پاؤں پھیلانے کی ضرورت پیش آتی تو یوں اجازت طلب کرتے، دستور یا سید المرسلین ﷺ۔ یا۔ دستور یا سیدی عبد القادر جیلانی، یا سیدی احمد الرفاعی، یا سیدی احمد بدوی، یا سیدی ابراھیم دسوقی وغیرھم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ یہ اجازت اس مشاہدے کی بنا پر کرتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ اور ائمہ دین کے حضور حاضر ہوں۔(المنن الکبریٰ،ص،۱۷۲)

مقام و مرتبہ

امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ولایت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے، باطنی کیفیات اور مخفی حقائق پہچاننے کا خاص ملکہ تھا، کسی مزار پر حاضر ہوتے تو صاحب مزار بزرگ کے بارے میں معلوم کرلیتے کہ قبر میں موجود ہیں یا کہیں تشریف لے گئے ہوئے ہیں، کیوں کہ اہل اللہ کو اپنی قبور میں آنے جانے کی مکمل آزادی ہوتی ہے۔(المنن الکبریٰ،ص،۲۴۳)

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی قوت عطا فرمائی تھی کہ مغرب تا فجر جمادات و حیوانات کی تسبیح سماعت فرماتے۔ یہ درجہ اس طرح نصیب ہوا کہ ایک مرتبہ جب شیخ امین الدین کی اقتداء میں مغرب کی نماز ادا کر رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے حجابات دور فرمادیے۔ مسجد کی ستونوں، دیواروں اور دور دراز

کے علاقوں کی چیزوں سے تسبیح کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔(المنن الکبریٰ،ص،۲۷۷)

ایک کرامت یہ بھی تھی کہ آپ کی توجہ سے رزق میں برکت ہو جاتی، ایک بار آپ کے ہاں چوداں (۱۴) مہمان آگئے، گھر میں صرف ایک روٹی دستیاب ہوئی اسی سے تمام مہمان سیر ہو گئے۔

(المنن الکبریٰ،ص،۲۸۱)

انسانوں کے علاوہ جنات بھی رہنمائی لینے کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے، ایک مرتبہ انھوں نے آپ کی خدمت میں مسئلہ توحید پر ۷۵ / استفتاءات بھجوائے، جس کے جواب میں آپ نے یہ کتاب تحریر فرمائی "کشف الحجاب والران عن وجہ اسئلۃ الجان"۔(المنن الکبریٰ،ص،۲۷۷،۷۸)

تصانیف

امام شعرانی صاحب تصانیف بزرگ تھے، آپ اپنی خودنوشت میں فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ احسان وانعام فرمایا ہے کہ میں نے شریعت (وطریقت) میں کثیر کتابیں تصانیف کی ہیں، جن میں اکثر اپنے موضوع کے اعتبار سے ممتاز ومنفرد ہیں اور مجھ سے پہلے ایسی کاوش نہیں ملتی۔

کچھ کتابوں کے نام یہ ہیں:

(۱) البحر المورود فی المواثیق والعھود۔(اس کا اردو ترجمہ ادارہ اسلامیات، لاہور، کراچی نے "ہم سے عہد لیا گیا" کے نام سے شائع کیا)(۲) کشف الغمہ عن جمیع الامۃ۔(اس کا اردو ترجمہ ادارہ پیغام القرآن لاہور نے شائع کیا)(۳) المنھج المبین فی بیان ادلۃ المجتھدین۔(یہ کشف الغمہ کی احادیث کی تخریج ہے)(۴) البدر المنیر فی غریب احادیث البشیر النذیر۔(۵) مشارق الانوار القدسیۃ فی بیان العھود المحمدیۃ۔(۶) لواقح الانوار القدسیۃ فی مختصر الفتوحات المکیۃ۔(۷) الانوار القدسیۃ فی معرفۃ قواعد الصوفیۃ۔(اس کا اردو ترجمہ مکتبہ اعلیٰ حضرت، لاہور نے شائع کیا)(۸) مختصر قواعد الزرکشی۔(۹) منھاج الوصول الی علوم الاصول۔(۱۰) الیواقیت والجواہر فی بیان العقائد الاکابر۔(اس کا اردو ترجمہ مکتبہ نوریہ رضویہ، لاہور نے شائع کیا)(۱۱) الجواھر المصون فی علوم کتاب اللہ المکنون۔(۱۲) طبقات الصوفیۃ۔(۱۳) مفحم الاکباد فی بیان مواد الاجتھاد۔(۱۴) لواقح الخذلان

علی کل من لم یعمل بالقرآن ۔(۱۵) حد الحسام علی من اوجب العمل بالالھام ۔(۱۶) التتبع والفحص علی حکم الالھام اذا خالف النص ۔(۱۷) البروق الخواطف لبصر من عمل بالھواتف ۔(۱۸) الانوار القدسیہ فی آداب العبودیۃ ۔(اس کا اردو ترجمہ، عثمان پبلی کیشنز، لاہور اور ادارہ اسلامیات، لاہور، کراچی نے "آداب بندگی" کے نام سے شائع کیا)(۱۹) کشف الحجاب والران عن وجہ اسئلۃ الجان ۔(۲۰) الجواھر والدرر ۔ (اس کا اردو ترجمہ ادارہ پیغام القرآن لاہور نے شائع کیا)(۲۱) الکبریت الاحمر فی بیان علوم الکشف الاکبر ۔(۲۲) الاقتباس فی علم القیاس ۔(۲۳) تنبیہ المغترین فی القرن العاشر علی ما خالفوا فیہ سلفھم الطاھر وغیرہ ۔(اس کا اردو ترجمہ مکتبہ اعلیٰ حضرت، لاہور نے شائع کیا)

(المنن الکبریٰ، ص، ۲۔۷۳)

اسماعیل پاشا بغدادی نے ان مزید کتب کا ذکر کیا ہے :

(۲۴) الاجوبۃ المرضیۃ عن ائمۃ الفقھاء الصوفیہ ۔(۲۵) الاخلاق الزکیۃ والعلوم اللدنیۃ ۔(۲۶) الاخلاق المتبولیۃ المفاضۃ من الحضرۃ المحمدیۃ ۔(۲۷) ارشاد المغفلین من الفقھاء والفقراء الی شروط صحبۃ الامراء ۔(۲۸) تنبیہ الاغبیاء علی قطرۃ من بحر علوم الاولیاء ۔(۲۹) حقوق اخوۃ الاسلام ۔(۳۰) درر الغواص فی فتاویٰ سید علی الخواص ۔(۳۱) الدرر المنثورۃ فی بیان زبد العلوم المشھورۃ ۔(۳۲) ردع الفقراء عن دعویٰ الولایۃ الکبریٰ ۔(۳۳) الدرر واللمع فی الصدق والورع ۔(۳۴) سر المسیر والتزود لیوم المصیر ۔(۳۵) السر المرقوم فیما اختص بہ اھل اللہ من العلوم ۔(۳۶) شرح جمع الجوامع للسبکی فی الفروع ۔(۳۷) الطراز الابھج علی خطبۃ المنھج ۔(۳۸) طھارۃ الجسم والفواد من سوء الظن باللہ تعالیٰ والعباد ۔(۳۹) الفتح المبین فی ذکر جملۃ من اسرار الدین ۔(۴۰) فتح الوھاب فی فضائل الآل والاصحاب ۔(۴۱) فرائد القلائد فی علم العقائد ۔(۴۲) القواعد الکشفیۃ الموضحات لمعانی صفات الالھیہ ۔(۴۳) القول المبین فی بیان آداب الطالبین ۔(۴۴) القول المبین فی الرد علی الشیخ محی الدین ۔(۴۵) لطائف المنن والاخلاق فی بیان وجوب التحدث بنعمۃ اللہ علی الاطلاق ۔(یہ المنن الکبریٰ کے نام سے معروف ہے، اس کا اردو ترجمہ مکتبہ نوریہ رضویہ، لاہور نے شائع کیا)۔

(۴۶) لواقح الانوار فی طبقات السادۃ الاخیار۔(اس کا اردو ترجمہ مکتبہ نوریہ رضویہ، لاہور نے شائع کیا)(۴۷) الماثر والمفاخر فی علماء القرن العاشر۔(۴۸) مختصر الالفیہ لابن مالک فی النحو۔(۴۹) مختصر المدونۃ فی فروع المالکیۃ ۔(۵۰) المقدمۃ النحویۃ فی علوم العربیۃ۔(۵۱) منع الموانع ۔ (۵۲) المیزان الکبریٰ الشعرانیۃ المدخلۃ لجمیع اقوال الائمۃ المجتھدین ومقلدیھم فی الشریعۃ المحمدیۃ (یہ میزان شعرانی کے نام سے معروف ہے)(اس کا اردو ترجمہ مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی نے شائع کیا)(۵۳) النور الفارق بین المرید الصادق وغیر الصادق ۔(۵۴) ھادی الحائرین الی رسوم اخلاق العارفین ۔ (ھدایۃ العارفین، ج،۱،ص،۲،۲۴۱)

(۵۶) لواقح الانوار القدسیۃ فی بیان العھود المحمدیۃ ۔(اس کا اردو ترجمہ ادارہ پیغام القرآن لاہور نے شائع کیا)(۵۷) ارشاد الطالبین الی مراتب العلماء العاملین ۔(۵۸) الکوکب الشاھق فی فرق بین المرید الصادق وغیر الصادق ۔(اس کا اردو ترجمہ دار النعمان، کراچی، نے شائع کیا ہے)

(۵۹) الانوار القدسیۃ فی آداب الصحبۃ عند الاخیار ۔(اس کتاب کا اردو ترجمہ آپ کے ہاتھوں میں ہے)(۶۰) موازین القاصرین من شیوخ ومریدین ۔(زیر ترجمہ)

وصال

امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تمام زندگی تصوف وشریعت کی خدمت میں بسر کرنے کے بعد ۹۷۳ھ کو قاہرہ میں وصال فرمایا۔نماز جنازہ کے عظیم اجتماع میں علماء فقہاء اور امراء وفقراء کا جم غفیر تھا۔آپ اپنی خانقاہ میں شہر کی دو فصیلوں (بین السورین) کے درمیان مدفون ہوئے۔

(طبقات کبریٰ للمناوی، ج،۳،ص،۳۹۶)

آپ کے صاحبزادے شیخ عبد الرحمٰن شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا آپ کے مسند نشین ہوئے ۔ان کا وصال ۱۰۱۱ھ میں ہوا۔(طبقات کبریٰ للمناوی، ج،۳،ص،۳۹۶)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وصلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم

مقدمہ مولف:

الحمد للہ رب العالمین، واصلی واسلم علی سیدنا محمد النور المبین، وعلی سائر الانبیاء

والمرسلین، وعلی آلھم وصحبھم اجمعین ۔

سبب تالیف

علم پر عمل نہ کرنے نے اس رسالہ کا تقاضا کیا، تین فصلوں اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہوگا، میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ اس کے ذریعے زمانہ کے عالم اور زمانہ کے جاہل کو نفع دے۔

تعلیق و توضیح

[عَنْ أنس ابْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ كَتَبَ حَرْفًا مِنَ الْعِلْمِ لِرَجُلٍ فَكَأَنَّمَا تَصَدَّقَ بِدِينَارٍ وَلَهُ أَجْرُ عِتْقِ رَقَبَةٍ وَكَتَبَ اللهُ لَهُ بِكُلِّ حَرْفٍ أَلْفَ حَسَنَةٍ وَمَحَا عَنْهُ أَلْفَ سَيِّئَةٍ وَرَفَعَ لَهُ أَلْفَ دَرَجَةٍ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی شخص کے نفع لیے علم میں سے ایک حرف لکھا وہ ایسا ہے کہ گویا اس نے ایک دینار خیرات کیا اور اس کے لیے ایک غلام آزاد کرنے کا اجر ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر حرف کے بدلے میں ایک ہزار نیکی لکھے گا اور ایک ہزار گناہ معاف فرمائے گا اور اس کے ایک ہزار درجات بلند فرمائے گا۔ (فوائد ابی بکر الشاشی، ج۱، ص۱۰۴، الریاض، تاریخ اربل، ج۱، ص۱۰۷، الایماء الی زوائد الامالی والاجزاء، الباب العلم، رقم ۶۴۸، ج۱، ص۴۶۸)]

پہلی فصل

اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر صحبت کی فضیلت کے ذکر کے بیان میں

جان تو! اللہ تعالیٰ مجھے اور تجھے توفیق دے اس کی طرف جس کو وہ پسند کرتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے محبت کرنا اسلام کی مضبوط ترین گرہ ہے، اور خیر کے دروازوں سے بڑا دروازہ ہے، اور تحقیق علماء نے سلفاً خلفاً اس میں ترغیب دی ہے۔

کیا گوشہ نشینی افضل ہے یا مل جل کر رہنا؟

اور رہا وہ شخص کہ جس نے اس سے ڈرایا اور فرمایا: بے شک گوشہ نشینی آفات سے سلامت رہنے کے لیے زیادہ قریب ہے، اور مل جل کر رہنے میں حقوق کو برداشت کرنے سے زیادہ دور ہے، اور طاعات میں مشغول ہونے کے لیے زیادہ قطع تعلق ہے، پس یہ صرف اس مرید کے حق میں ہے جب تک وہ قاصر ہے، تو جب اس کا سلوک انتہاء کو پہنچ جائے اور اس کا حال کامل ہو جائے، اس طرح کہ اللہ تعالیٰ کا شہود وحضور اس کی مخلوق کے ساتھ اس کو حاصل ہو جائے اس کے حق میں مل جل کر رہنا افضل ہے، بلکہ مل جل کر رہنا ان جیسوں کے حق میں واجب ہے جیسا کہ بعض نے فرمایا ہے، لیکن عارف اپنی عمر کے آخری حصہ میں اکیلا ہونے کی آرزو کرتا ہے جیسا کہ ابتدا میں آرزو، اشتیاق کرتا تھا، پس اس کے لیے ایسا وقت نہیں ہوتا جو لوگوں کی گنجائش رکھے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے واقع ہوا جس وقت آپ پر سورۃ النصر نازل کی گئی، پس معلوم ہوا کہ یہ نہیں کہا جائے گا: گوشہ نشینی مطلقاً افضل ہے اور نہ مل جل کر رہنا مطلقاً افضل ہے۔

تعلیق و توضیح

[اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَيَبْغِىْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ۔

اور بیشک اکثر (شرکاء) ساجھے والے ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں مگر جو ایمان لائے اور

اچھے کام کیئے اور وہ بہت تھوڑے ہیں۔(سورۃ ص، ۲۴)

حضرت عمران بن حطان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں میں ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا، انھیں کالا کمل اوڑھے ہوئے مسجد میں تنہا بیٹھا ہوا دیکھا۔ میں نے کہا، ابوذر یہ تنہائی کیسی؟ انہوں نے کہا، میں نے رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو فرماتے سنا کہ تنہائی اچھی ہے برے ہم نشین سے اور ہم نشین صالح تنہائی سے بہتر ہے اور اچھی بات بولنا خاموشی سے بہتر ہے اور بری بات بولنے سے چپ رہنا بہتر ہے۔

(شعب الایمان، باب فی حفظ اللسان، فصل فی فضل السکوت، ۴۹۹۳: ج ۴، ص۔ ۲۵۶ ،مشکوۃ المصابیح ،۴۸۶۴، آداب المریدین، فصل فی ذکر آدابھم فی صحبۃ، ۴۴، دارلکتب العلمیہ)

حدیث شریف میں ہے: بے شک وہ مسلمان جو لوگوں سے ساتھ مل جل کر رہتا ہے اور ان کی دی ہوئی تکلیفوں پر صبر کرتا ہے، وہ اس مسلمان سے افضل ہے جو نہ تو لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہتا ہے اور نہ ہی ان کی تکلیفوں پر صبر کرتا ہے۔(سنن الترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب ۱۲۰: الحدیث ۲۵۱۵: ج ۴، ص۔ ۲۲۷، وسنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب الصبر علی البلاء، الحدیث ۴۰۳۲: ج ۴، ص۔ ۳۷۵، شعب الایمان، ۹۷۳۰)

حدیث شریف میں ہے: خبردار بے شک مسلمانوں کے وطنوں میں سے ایک وطن یعنی مسلمانوں کے ساتھ ساتھ رہنے کی جگہ میں ساتھ رہنا اکیلے رہ کر ساٹھ سالہ عبادت سے افضل ہے آپ ﷺ نے تین مرتبہ اس کو پکار پکار کر فرمایا۔(شعب الایمان، ۹۷۳۹)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں آتا ہے کہ مجلس ذکر میں حاضر ہونا ایک ہزار رکعت (نفل) سے افضل ہے اور مجلس علم میں حاضر ہونا ایک ہزار بیمار کی عیادت سے افضل ہے اور مجلس علم میں حاضر ہونا ایک ہزار جنازہ میں شرکت سے افضل ہے۔ بعض سلف سے مروی ہے مجلس ذکر کی حاضری دیناد س باطل مجالس کا کفارہ بن جاتا ہے۔حضرت عطاء فرماتے ہیں ایک مجلس ذکر، ستر مجالس لھو کا کفارہ بن جاتی ہے۔(قوت القلوب، ج ۱، ص، ۵۶۰)

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایمانداروں کی نیک مجالس بیس لاکھ بری مجالس کا کفارہ ہو جاتی ہیں۔(احیاء العلوم، ج ۱، ص، ۵۸۵)

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کوئی نہیں مرتا مگر اس کے اہلِ مجلس اس پر پیش کیے جاتے ہیں اگر وہ (مرنے والا) اہلِ ذکر سے ہوتا ہے تو ذکر والے اور اگر کھیل کود والوں میں سے ہوتا ہے تو کھیل کود والے پیش کیے جاتے ہیں۔

(ابن ابی الدنیا، شعب الایمان، حلیۃ الاولیاء، مجاہد بن جبر، الحدیث ۴۲۱۵: ج ۳، ص ۳۲۴)

فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ تو ایسے ہیں جنہوں نے میل ملاپ ترک ترک کر کے تنہائی اختیار کر لی ہے اور وہ اسی میں سلامتی سمجھتے ہیں اور ہم یوں کہتے ہیں کہ اگر کسی شخص کو واقعی دین کی سلامتی خلوت و تنہائی میں ہی ملتی ہے تو ٹھیک ہے، اور اگر تنہائی میں وساوس کا شکار ہوتا ہے تو اس کے لیے مجلس اور میل ملاپ بہتر ہے مگر اس میں بھی ضروری ہے کہ اپنے رفقاء کے حقوق اور تعظیم کا خیال رکھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر وساوس کا خطرہ نہ ہوتا تو میں لوگوں سے بات کرنے کا تصور بھی نہ کرتا۔

(بستان العارفین، الباب الثانی والثلاثون، فی زیارۃ الاخوان، ص ۳۲۹، اشاعت اسلام، پشاور)

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: جہاں تک مذاہب کا تعلق ہے تو اس میں لوگوں کا اتنا اختلاف ہے کہ یہ اختلاف تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ علیہ میں بھی ظاہر ہوا۔ حضرت سیدنا سفیان بن سعید ثوری، حضرت سیدنا ابراہیم بن اَدہم بلخی، حضرت سیدنا داؤد بن نصیر طائی، حضرت سیدنا قاضی فُضیل بن عیاض تمیمی، حضرت سیدنا سلیمان خواص، حضرت سیدنا یوسف بن اسباط شیبانی، حضرت سیدنا حُذیفہ بن قتادہ مرعشی، حضرت سیدنا بشر بن حارث حافی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، ان حضرات نے گوشہ نشینی اختیار کی اور اسے لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہنے پر ترجیح دی۔

اکثر تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نزدیک لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہنا، جان پہچان اور دوستیاں بڑھانا، مؤمنین کے ساتھ محبت و الفت رکھنا، دینی معاملات میں ان سے مدد چاہنا اور نیکی و تقویٰ پر تعاون کرنا مستحب ہے۔ جیسے حضرت سیدنا سعید بن مُسَیَّب، حضرت سیدنا عامر بن شراحیل شَعبی، حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ، حضرت سیدنا ہشام بن عُروہ بن زُبَیر، حضرت سیدنا عبداللہ بن شُبرُمہ، حضرت سیدنا قاضی شُرَیح بن حَرث، حضرت سیدنا شریک بن عبداللہ،

حضرت سیدنا سفیان بن عُیَینہ ہلالی، حضرت سیدنا عبد اللہ بن مبارک مروزی، حضرت سیدنا امام محمد بن اِدریس شافعی اور حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالی علیہم اجمعین ۔ نیز متأخرین کی ایک جماعت اس طرف ہے کہ لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہنا افضل ہے۔

(احیاء العلوم، کتاب آداب العزلۃ، باب الاول فی نقل المذاہب والاقاویل، ج، ۲، ص، ۳۱۶)

امام نووی رحمۃ اللہ تعالی علیہ لکھتے ہیں: لوگوں اور زمانہ کے فساد، فتنہ نیز دین میں فتنہ اور حرام میں واقع ہونے کے خوف سے گوشہ نشینی اختیار کرنا مستحب ہے۔ لوگوں سے میل جول رکھنا، ان کی مجالس میں جانا، نیک کاموں نیز مجالس ذکر میں حاضر ہونا بیماروں کی عیادت کرنا، جنازوں، جمعہ اور جماعت میں حاضر ہونا اور محتاج لوگوں کی غمخواری کرنا، جہلا کی رہنمائی کرنا اور اس کے علاوہ دیگر مصالح، ان لوگوں کے لیے جو نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے پر قادر ہوں اور اپنے آپ کو ایذا رسانی سے بچانا اور تکالیف پر صبر کرنا۔ جان لو! لوگوں سے اس صورت میں میل ملاپ جس کا میں (امام نووی) نے ذکر کیا ہے پسندیدہ ہے، رسول اللہ ﷺ اور تمام انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام اور اسی طرح خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرام، تابعین اور بعد کے مسلمان علماء اور برگزیدہ لوگ اسی پر کاربند تھے، اکثر تابعین اور ان کے بعد کے لوگوں کا یہی مذہب ہے اور امام شافعی، امام احمد اور اکثر فقہاء رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین اسی کے قائل ہیں۔

(ریاض الصالحین، ج، ا، ص، ۳۳۲، ۳۳۴، ۳۳۵)]

صحبت کا اطلاق مرید اور شیخ کے درمیان مجازی ہے حقیقی نہیں ہے

پھر پوشیدہ نہیں رہتا کہ بے شک ادنی کی صحبت اعلی کے لیے حقیقت میں صحبت نہیں ہے، اور یہ تو صرف تعلیم اور خدمت ہے، جب انسان کا صاحب وہ ہے جو اس کے سمندر سے پیئے اور اپنے مقام کے ساتھ اس کا احاطہ کرے۔ پس صحبت کا اطلاق مرید اور شیخ کے درمیان اور صحابی اور رسول کے درمیان مجازی ہے حقیقی نہیں ہے۔

تعلیق و توضیح

صحبت کی اقسام

[امام قشیری رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں: صحبت کی تین قسمیں ہیں:

(۱) اپنے سے اونچے درجے والے کی صحبت درحقیقت یہ خدمت گذاری ہوتی ہے۔

اس کا ادب یہ ہے: لہٰذا جو شخص اپنے رتبہ سے بڑے رتبہ والے شخص کی صحبت میں رہے تو اس کے لیے مناسب یہ ہے کہ ان پر کسی بات میں اعتراض نہ کرے اور جو بات ان سے ظاہر ہو اس کی اچھی توجیہہ نکالے اور ان کے احوال پر ایمان رکھتے ہوئے انہیں قبول کرے۔میں نے منصور بن خلف مغربی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو دیکھا جب کسی نے ان سے یہ سوال کیا کہ آپ کتنے سال ابوعثمان مغربی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی صحبت میں رہے، آپ نے ناراضگی سے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا: میں تو ان کی صحبت میں نہیں رہا بلکہ ایک مدت تک ان کا خادم رہا ہوں۔

(۲) اپنے سے کم درجے والے کی صحبت :اس صحبت کا تقاضا یہ ہے کہ متبوع (بڑے رتبے والا) اپنے ساتھی کے ساتھ شفقت اور رحمت کے ساتھ پیش آئیں اور تابع کو چاہیے کہ وہ بڑے کی موافقت کرے اور اس کا احترام کرے۔

اس کا ادب یہ ہے: اور جب تم سے کوئی کم درجے والا تمہاری صحبت میں رہے تو اس کی صحبت کے لحاظ سے تمہاری طرف سے خیانت ہو گی اگر تم اس کی حالت میں کسی قسم کی کمی پر اس کو تنبیہہ نہ کرو۔

ابوالخیر تبناتی (تیتھانی) رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے جعفر بن محمد بن نصیر رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو لکھا! فقراء کی جہالت بار تم پر ہے۔کیونکہ تم نے ان کو ادب سکھانے کے بجائے اپنے نفسوں کی طرف توجہ دی۔جس کی وجہ سے وہ غافل رہ گئے، تو ان میں جہالت باقی رہ گئی۔

(۳) ہم پلہ اور ایک جیسے رتبہ کے لوگوں کی صحبت ،اس کی بناء ایثار اور فتوت (یعنی بندہ ہمیشہ اوروں کے کاموں میں لگا رہے) پر ہوتی ہے۔

اس کا ادب یہ ہے: اور جب کوئی تمہارا ہم مرتبہ انسان تمہاری صحبت میں رہے تو تمہارے لئے صحیح راہ یہ ہے کہ تم اس کے عیبوں سے آنکھیں بند کر لو، اور جو کام اس سے سرزد ہوں، جہاں تک ممکن ہو

سکے ان کی اچھی تاویل کرو، اور اگر کوئی تاویل نہ ملے تو تم اپنے نفس کی طرف نگاہ کرو، اسی کو تہمت دو اور اسی کو ملامت کرو۔

(رسالہ قشیریہ، باب الصحبۃ، ص، ۱۵۹، دار السلام، بیروت، داعی الفلاح الی سبل النجاح، مراتب الصحبۃ، ص، ۱۱۲، ۱۱۳، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

اگر شیخ اظہار حق میں سستی کرے گا تو یہ خیانت ہوگی

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: اکابر طریقت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اپنے بعض مریدوں کو مقام شیخی تک پہنچنے سے پہلے کسی مصلحت کے پیش نظر ایک طرح کی اجازت دیدیتے ہیں اور ایک لحاظ سے تجویز فرماتے ہیں کہ وہ طالبوں کو طریقت کی تعلیم دیں اور ان کے احوال وواقعات سے مطلع رہیں اس طرح کی تجویز میں شیخ مقتدا پر لازم ہے کہ ان ''مریدان مجاز'' (اجازت یافتہ مریدوں) کو اس کام میں بڑی احتیاط سے کام کرنے کا حکم کریں۔ اور تاکید کے ساتھ غلط مقامات کی نشان دہی کریں اور بار بار ان کے نقص کی اطلاع دیتے رہیں اور مبالغہ کے ساتھ ان کے ناقص ہونے کو ظاہر کریں اس صورت میں اگر شیخ اظہار حق میں سستی کرے گا تو یہ خیانت ہوگی اور اگر مرید کو یہ بات پسند نہ آئے تو وہ بدنصیب ہے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ حق تعالیٰ کی رضامندی شیخ کی رضامندی سے وابستہ ہے اور حق تعالیٰ کا غضب شیخ کے غضب پر موقوف ہے۔

(مکتوبات امام ربانی، مکتوب، ۲۲۴،، ج، ۱، حصہ چہارم، ص، ۱۳، مکتبۃ الحرمین الشریفین، کوئٹہ)

تعلیق و توضیح

اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت، صحبت کی فضیلت میں قرآنی آیات

[اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۔

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو۔ (سورۃ التوبہ، ۱۱۹)

وَّ اتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ۔ اور اس کی راہ چل جو میری طرف رجوع لایا۔ (سورۃ لقمٰن، ۱۵)

وَ یَوْمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى یَدَیْهِ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِی اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِیْلًا ﴿۲۷﴾

اور جس دن ظالم اپنا ہاتھ چبا چبا لے گا کہ ہائے کسی طرح سے میں نے رسول کے ساتھ راہ لی ہوتی۔

يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ﴿۲۸﴾

وائے خرابی میری ہائے کسی طرح میں نے فلانے کو دوست نہ بنایا ہوتا۔

لَقَدْ اَضَلَّنِىْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِىْ ۗ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ﴿۲۹﴾

بیشک اس نے مجھے بہکا دیا میرے پاس آئی ہوئی نصیحت سے اور شیطان آدمی کو بے مدد چھوڑ دیتا ہے (سورۃ فرقان، ۲۷، تا ۲۹)

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِىِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ۔

اور اپنی جان ان سے مانوس رکھو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی رضا چاہتے ہیں۔ (سورۃ الکہف، ۲۸)

اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ۔

گہرے دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر پرہیزگار۔ (سورۃ الزخرب، ۶۷)]

جب تو نے اس کو جان لیا تو ہم تجھ پر اللہ تعالیٰ کی خاطر آپس میں محبت رکھنے والوں کی فضلیت میں احادیث مبارکہ میں سے کچھ پیش کرتے ہیں، کیونکہ دلیل پر اطلاع کے ساتھ دل قوی ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کی فضلیت میں احادیث مبارکہ

سات شخص اللہ تعالیٰ کے سائے میں ہو گے

امام بخاری اور امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے اپنی صحیحین میں روایت کیا: سبعة يظلهم الله تعالىٰ فى ظله يوم لا ظل الا ظله إمام عادل وشاب نشأ فى عبادة الله ورجل قلبه معلق بالمسجد ورجلان تحابا فى الله اجتمعا عليه وتفرقا عليه ورجل ذكر الله خاليا ففاضت عيناه ورجل دعته امرأة ذات منصب وجمال فقال إنى أخاف الله ورجل تصدق بصدقة فأخفاها حتى لا تعلم شماله ما تنفق يمينه۔

سات شخص وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اس دن اپنے سایہ میں رکھے گا جب اس کے سوا کوئی سایہ نہ

ہوگا،(۱) عادل بادشاہ۔اور(۲) وہ جوان جو اللہ کی عبادت میں جوانی گزارے۔اور(۳) وہ شخص جس کا دل مسجد میں لگا رہے۔اور(۴) وہ دو شخص جو اللہ کی خاطر محبت کریں جمع ہوں تو اسی محبت پر اور جدا ہوں تو اسی محبت پر۔اور(۵) وہ شخص جس نے تنہائی میں اللہ کا ذکر کیا تو اس کی آنکھیں بہیں۔اور(۶) وہ شخص جسے خاندانی حسین عورت بلائے وہ کہے میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور(۷) وہ شخص جو چھپ کر خیرات کرے حتی کہ اس کا بایاں ہاتھ نہ جانے کہ داہنا ہاتھ کیا دے رہا ہے۔
(صحیح بخاری، رقم،۶۸۰۶، مسلم،۱۰۳۱، مشکوۃ، باب المساجد)

اور امام مسلم نے روایت کیا: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا، وَلَا تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا، أَفَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى أَمْرٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ۔

اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میری جان ہے، تم جنت میں نہ جاؤ گے حتی کہ مومن بن جاؤ اور مومن نہ بنو گے حتی کہ آپس میں محبت کرو۔کیا میں تمہیں اس پر رہبری نہ کروں کہ جب تم وہ کرلو تو اس میں محبت کرنے لگو اپنے درمیان سلام پھیلاؤ۔(سنن ابی داود،۵۱۹۳، صحیح مسلم،۹۳، سنن الترمذی ،۲۵۱۰،۲۶۸۸، سنن ابن ماجہ،۶۸،۳۶۹۲، مصنف ابن ابی شیبہ،۲۵۷۴۲، مشکوۃ المصابیح باب السلام،۴۶۳۱)

جیسے تو نے اس سے محبت کی، اللہ تجھ سے محبت کرتا ہے

اور امام مسلم نے روایت کیا: أَنَّ رَجُلًا زَارَ أَخًا لَهُ فِي قَرْيَةٍ أُخْرَى، فَأَرْصَدَ اللَّهُ لَهُ، عَلَى مَدْرَجَتِهِ، مَلَكًا فَلَمَّا أَتَى عَلَيْهِ، قَالَ: أَيْنَ تُرِيدُ قَالَ: أُرِيدُ أَخًا لِي فِي هَذِهِ الْقَرْيَةِ، قَالَ: هَلْ لَكَ عَلَيْهِ مِنْ نِعْمَةٍ تَرُبُّهَا قَالَ: لَا، غَيْرَ أَنِّي أَحْبَبْتُهُ فِي اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، قَالَ: فَإِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكَ، بِأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَبَّكَ كَمَا أَحْبَبْتَهُ فِيهِ۔

ایک شخص نے اپنے بھائی سے دوسری بستی میں ملاقات کی اللہ تعالیٰ نے اس کے اوپر ایک فرشتہ مقرر کردیا وہ بولا کہاں جاتا ہے اس نے کہا کہ اس بستی میں اپنے ایک بھائی کا ارادہ کرتا ہوں وہ بولا تیرا اس پر احسان ہے جسے تو حاصل کرنا چاہتا ہے بولا نہیں بجز اس کے کہ میں اس سے اللہ کے لیے محبت کرتا ہوں فرشتہ نے کہا کہ میں تیری طرف اللہ کا قاصد ہوں کہ جیسے تو نے اس سے محبت کی، اللہ تجھ سے محبت کرتا ہے۔(صحیح مسلم،۲۵۶۷، مصنف ابن ابی شیبہ،۳۴۲۲۳، مسند احمد

،۷۰۲۴ ،شعب الایمان، ۸۵۹۱، مشکوۃ المصابیح ،باب الحب فی ومن اللہ، ۵۰۰۷)

[جب دو دوست اللہ عزوجل کے لئے محبت کرتے ہیں تو ان میں سے جو اپنے ساتھی سے زیادہ محبت کرتا ہے وہ اللہ عزوجل کا زیادہ محبوب (افضل) ہوتا ہے۔

(المستدرک ،کتاب ،البر ،۷۴۰۳ :،ج ۵،ص ۲۳۹،احبھما بدلہ افضلھما)]

سات شخص عرش کے سائے میں ہوں گے

ابن عساکر وغیرہ نے اس کو روایت کیا: سَبْعَةٌ فِي ظِلِّ الْعَرْشِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ: رَجُلٌ ذَكَرَ اللهَ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ، وَرَجُلٌ يُحِبُّ عَبْدًا لَا يُحِبُّهُ إِلَّا اللهُ وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ بِالْمَسَاجِدِ مِنْ شِدَّةِ حُبِّهِ إِيَّاهَا، وَرَجُلٌ يُعْطِي الصَّدَقَةَ بِيَمِينِهِ فَيَكَادُ يُخْفِيهَا عَنْ شِمَالِهِ، وَإِمَامٌ مُقْسِطٌ فِي رَعِيَّتِهِ، وَرَجُلٌ عَرَضَتْ عَلَيْهِ امْرَأَةٌ نَفْسَهَا ذَاتَ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ فَتَرَكَهَا لِجَلَالِ اللهِ، وَرَجُلٌ كَانَ فِي سَرِيَّةٍ مَعَ قَوْمٍ فَلَقُوا الْعَدُوَّ فَانْكَشَفُوا فَحَمَى آثَارَهُمْ حَتَّى نَجَا وَنَجَوْا أَوِ اسْتُشْهِدَ ۔

سات شخص وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اس دن عرش سایہ میں رکھے گا جب اس کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا، اور (۱) وہ شخص جس نے اللہ کا ذکر کیا تو اس کے آنسو بہہ پڑے۔ اور (۲) وہ شخص جو کسی بندہ سے محض اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرتا ہے۔ اور (۳) وہ شخص جس کا دل مسجد میں لگا رہے کیونکہ وہ مسجدوں سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے، اور (۴) وہ شخص جو اپنے دہنے ہاتھ سے صدقہ کرتا ہے اور اسے خفیہ دے گویا کہ وہ اپنے بائیں ہاتھ سے چھپا رہا ہے، اور (۵) عادل بادشاہ جو اپنی رعیت میں انصاف کرتا ہے۔ اور (۶) وہ شخص جسے خاندانی اور حسین عورت اپنی پیش کش کرے تو وہ اس عورت کو اللہ تعالیٰ کے جلال و ہیبت کی وجہ سے چھوڑ دیتا ہے۔ اور (۷) وہ شخص جو کسی غزوے میں لوگوں کے ساتھ تھا تو دشمن سے لڑائی ہوئی، پس انہیں شکست ہوئی تو وہ ان کے قدموں کے نشانات مٹاتا رہا، یہاں تک کہ وہ خود اور وہ سارے نجات پا گے یا وہ شہید ہوگیا۔

(ابن عساکر، ج ،۶۶،ص ،۲۳۴ ،الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ الی الجامع ،۶۸۹۰،کنز العمال ،۴۳۵۶۲)

اور بیہقی نے الاسماء میں روایت کیا:

سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللهُ تَعَالَى تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ : رَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ بِالْمَسَاجِدِ، وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ : إِنِّي أَخَافُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللهِ، وَرَجُلٌ غَضَّ عَيْنَيْهِ عَنْ مَحَارِمِ اللهِ تَعَالَى، وَعَيْنٌ حَرَسَتْ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَعَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللهِ۔

سات شخص وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اس دن عرش کے سایہ میں رکھے گا جب اس کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا، (۱) اوروہ شخص جس کا دل مسجدوں میں لگا رہے۔(۲) اوروہ شخص جسے مالدار اور حسین عورت اپنی پیش کش کرے تو اس نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔(۳) اوروہ دو شخص جو اللہ کی خاطر آپس میں محبت کرتے ہیں۔(۴) اوروہ شخص اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں سے اپنی نظریں بچاتا ہے۔(۵) اوروہ آنکھ والا جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں پہرہ دیا۔(۶) اوروہ آنکھ والا جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے رویا۔(الاسماء والصفات للبیہقی، ج۲،ص۲۲۷، رقم ۷۹۳، کنز العمال، ۴۳۵۶۳)

ایمان کے بعد سب سے زیادہ عقلمندی لوگوں سے محبت کرنا ہے

اور شعب الایمان میں روایت ہے : رَأْسُ الْعَقْلِ بَعْدَ الْإِيمَانِ بِاللهِ التَّوَدُّدُ إِلَى النَّاسِ، وَأَهْلُ التَّوَدُّدِ فِي الدُّنْيَا لَهُمْ دَرَجَةٌ فِي الْجَنَّةِ، وَمَنْ كَانَتْ لَهُ فِي الْجَنَّةِ دَرَجَةٌ فَهُوَ فِي الْجَنَّةِ ۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے بعد سب سے زیادہ سمجھ داری لوگوں سے محبت کرنا ہے، اور دنیا میں محبت والوں کا جنت میں ایک درجہ ہے، اور جس کا جنت میں درجہ ہو وہ جنت میں ہوگا۔

(شعب الایمان، ۷۷۰۴، کنز العمال، ۴۳۵۸۱)

اور شعب الایمان میں روایت ہے :

رَأْسُ الْعَقْلِ بَعْدَ الْإِيمَانِ بِاللهِ التَّحَبُّبُ إِلَى النَّاسِ، وَاصْطِنَاعُ الْخَيْرِ إِلَى كُلِّ بَرٍّ وَفَاجِرٍ ۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے کے بعد سب سے زیادہ سمجھ داری لوگوں سے محبت رکھنا ہے، اور ہر نیک اور بد سے خیر کا عمل کرنا۔(المعجم الاوسط، ۷۸۴۴، مجمع الزوائد، ۱۲۶۸۶، ۱۲۷۱۷، شعب الایمان، ۸۰۶۲، کنز العمال، ۵۱۷۲)

مومن خود محبت رکھتا ہے اور لوگ بھی اس سے محبت رکھتے ہیں

اور دار القطنی میں روایت ہے :

المؤمن يألف و يؤلف و لا خير فيمن لا يألف و لا يؤلف و خير الناس أنفعهم للناس۔

مومن خود بھی محبت و الفت رکھتا ہے اور لوگ بھی اس سے محبت و الفت رکھتے ہیں، اور اس شخص میں کوئی خیر و بھلائی نہیں ہے جو نہ خود کسی سے محبت رکھتا ہے اور نہ اس سے کوئی محبت رکھتا ہے۔ اور لوگوں میں بہترین انسان وہ ہے جو سب سے زیادہ لوگوں کو نفع پہنچائے۔

(دار القطنی، ۷۹۰، الضیا، للامع من الکتب السنۃ، ۵۱۰، کنز العمال، ۷۷۱)

اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت اور عداوت

اس کو ابو داود نے روایت کیا:

مَنْ أَحَبَّ لِلّٰهِ، وَأَبْغَضَ لِلّٰهِ، وَأَعْطَى لِلّٰهِ، وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْإِيمَانَ -

جو کوئی اللہ کی رضا کے لیے محبت کرے اور وہ اللہ کے لیے عداوت کرے اور اللہ کے لئے دے اور اللہ کے لئے روکے اس نے اپنا ایمان کامل کرلیا۔

(سنن ابی داود، ۴۶۸۱، سنن الترمذی، ۲۵۲۱، مشکوۃ، کتاب الایمان)

اس کو بھی ابو داود نے روایت کیا: أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ الْحُبُّ فِي اللهِ، وَالْبُغْضُ فِي اللهِ۔

بہترین عمل اللہ کے لئے محبت اور اللہ کے لئے عداوت ہے۔

(سنن ابی داود، ۴۵۹۹، کنز العمال، ۲۴۶۳۸، مشکوۃ، کتاب الایمان)

افضل ایمان یہ ہے کہ تم اللہ کی رضا کے لئے محبت کرو

اس کو بھی ابو داود نے روایت کیا:

أَفْضَلُ الْإِيمَانِ أَنْ تُحِبَّ لِلّٰهِ، وَتُبْغِضَ فِي اللهِ، وَتُعْمِلَ لِسَانَكَ فِي ذِكْرِ. قَالَ: وَمَاذَا يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: وَأَنْ تُحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ، وَتَكْرَهَ لَهُمْ مَا تَكْرَهُ لِنَفْسِكَ، وَأَنْ تَقُولَ خَيْرًا أَوْ تَصْمُتَ.

افضل ایمان یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے محبت کرو اور اللہ تعالیٰ کے لئے عداوت کرو اور اپنی زبان کو اللہ کے ذکر میں مشغول رکھو عرض کیا اور کیا یا رسول اللہ؟ فرمایا کہ لوگوں کے لئے وہ ہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو اور ان کے لئے وہ ناپسند کرو جو اپنے لئے ناپسند کرتے ہو۔ اور

اچھی بات کہو یا خاموش رہو۔ (مسند احمد، ۲۲۱۳۲،کنز العمال، ۶۷، مشکوۃ، کتاب الایمان)

تعلیق و توضیح

[بے شک آدمی کے ایمان میں سے یہ بھی ہے کہ وہ کسی آدمی سے صرف اللہ عزوجل کے لئے محبت کرے، اس کی محبت کسی مال کے عطیہ کرنے کی وجہ سے نہ ہو تو یہی ایمان ہے۔
(المعجم الاوسط، الحدیث ۷۲۱۴ : ج ۵، ص ۲۴۵)]

اور امام احمد نے روایت کیا :

إِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ : أَيْنَ الْمُتَحَابُّونَ بِجَلَالِي الْيَوْمَ أُظِلُّهُمْ فِي ظِلِّي، يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلِّي

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا : کہاں ہیں وہ لوگ جو محض میری رضا کے لیے محبت کرتے ہیں میں انہیں اس دن اپنے سائے میں رکھوں گا جس دن میرے سائے کے علاوہ کوئی اور سایہ نہیں ہوگا۔ (مسند احمد، ۸۸۳۲، کنز العمال، ۲۴۶۵۵)

اور بھی روایت ہے : المؤمن الَّذِي يُخَالِطُ النَّاسَ وَيَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ أَفْضَلُ مِنَ المؤمن الَّذِي لَا يُخَالِطُ النَّاسَ وَلَا يَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ۔

جو مومن لوگوں سے میل جول رکھتا ہے اور ان کی ایذا رسانیوں پر صبر کرتا ہے، وہ اس مومن سے افضل ہے جو لوگوں سے دور ہے اور ان کی تکلیفوں پر صبر نہ کر سکے۔

(مسند احمد، ۵۰۲۲، کنز العمال، ۷۶۹،۶۸۷)

اور بھی روایت ہے :

إِنَّ أَوْثَقَ عُرَى الْإِسْلَامِ أَنْ تُحِبَّ فِي اللهِ وَتُبْغِضَ فِي اللهِ

اسلام کی مضبوط ترین گرہ یہ ہے کہ تم محض اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت رکھو اور تم محض اللہ تعالیٰ کی خاطر بغض رکھو۔ (مسند احمد، ۱۱۶۸، مجمع الزوائد، ۳۰۶، کنز العمال، ۲۴۶۵۶، ۱۰۵)

اور بھی روایت ہے : إِنَّ الْمُتَحَابِّينَ فِي اللهِ لَتُرَى غُرَفُهُمْ فِي الْجَنَّةِ كَالْكَوْكَبِ الطَّالِعِ الشَّرْقِيِّ أَوِ الْغَرْبِيِّ

فَيُقَالُ : مَنْ هَؤُلَاءِ ؟ فَيُقَالُ : هَؤُلَاءِ الْمُتَحَابُّونَ فِي اللهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

"اللہ تعالیٰ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت رکھنے والے لوگ، ان کے بالاخانے جنت میں یوں دکھائی دیں گے جیسے مشرق یا مغرب میں طلوع ہونے والا ستارہ ہوتا ہے، کہا جائے گا یہ کون لوگ ہیں؟ تو بتایا جائے گا: یہ اللہ تعالیٰ کی خاطر، ایک دوسرے سے محبت رکھنے والے ہیں"۔

(مسند احمد، ۱۱۸۲۹، کنز العمال، ۲۴۶۷۶، مجمع الزوائد، ۱۸۷۷۴)

اور بھی روایت ہے : أَحَبُّ الأَعْمَالِ إِلَى اللهِ الحُبُّ فِي اللهِ والبُغْضُ فِي اللهِ۔

اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب عمل اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرنا، اور اللہ تعالیٰ کی خاطر بغض رکھنا ہے۔ (الفتح الکبیر، ۳۱۷، کنز العمال، ۲۴۶۴۱)

جو شخص ایمان کی مٹھاس پانا چاہتا ہے

اور بھی روایت ہے : مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَجِدَ حَلَاوَةَ الإِيمَانِ فَلْيُحِبَّ المَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ -

جو شخص ایمان کی مٹھاس پانا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے دوسروں سے محبت کرے۔

(مسند احمد، ۷۹۵۴، اتحاف المہرة لابن حجر، ۱۹۶۶۰، الفتح الکبیر، ۱۱۸۵۵، جمع الجوامع، ۲۱۷۵۰، کنز العمال، ۲۴۶۷۹)

تعلیق و توضیح

["تین خصلتیں ایسی ہیں جس میں ہوں گی وہ ان کے سبب ایمان کی حلاوت پالے گا: (۱) جس کے نزدیک اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ دوسروں سے زیادہ محبوب ہوں (۲) جو کسی بندے سے محبت کرے اور اس کی محبت صرف اللہ عزوجل کے لئے ہو اور (۳) وہ جو اللہ عزوجل کے اسے کفر سے نکالنے کے بعد کفر میں لوٹنے کو اسی طرح ناپسند کرے جس طرح آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے"۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان خصال من اتصف، ۱۶۵: ص ۶۸۸)]

اور طبرانی کی روایت ہے : رَأْسُ الْعَقْلِ بَعْدَ الإِيمَانِ بِاللهِ التَّحَبُّبُ إِلَى النَّاسِ۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے کے بعد سب سے زیادہ سمجھ داری لوگوں سے محبت رکھنا ہے۔
(المعجم الاوسط، ۶۴۸۴،۷، مجمع الزائد، ۱۲۶۸۶، ۱۲۱۷۷، کنز العمال، ۵۱۷۲)

اور بھی روایت ہے: إِنَّ الْمُتَحَابِّينَ فِي اللهِ فِي ظِلِّ الْعَرْشِ۔

بے شک اللہ تعالیٰ کی خاطر آپس میں محبت کرنے والے عرش کے سائے میں ہوں گے۔
(المعجم الکبیر للطبرانی، ۱۴۷،۷، المستدرک للحاکم، ۷۶۱۶)

اور بھی روایت ہے: ثَلَاثَةٌ فِي ظِلِّ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ: رَجُلٌ حَيْثُ تَوَجَّهَ عَلِمَ أَنَّ اللهَ مَعَهُ، وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ إِلَى نَفْسِهَا فَتَرَكَهَا مِنْ خَشْيَةِ اللهِ، وَرَجُلٌ أَحَبَّ لِجَلَالِ اللهِ۔

"قیامت کے دن، تین لوگ اللہ تعالیٰ کے سائے میں ہوں گے، جس دن اس سائے کے علاوہ اور کوئی سایہ نہیں ہوگا، (۱) وہ شخص جو جہاں بھی متوجہ ہو، وہ اس بات کو جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہے، (۲) وہ شخص جسے کوئی عورت اپنے طرف بلائے تو وہ شخص اللہ تعالیٰ کے خوف سے اس عورت کو چھوڑ دے، اور (۳) وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی عظمت کی خاطر کسی دوسرے شخص سے محبت رکھتا ہو"۔(المعجم الکبیر للطبرانی، ۳۷،۷۰، مجمع الزوائد، ۱۸۰۱۷، کنز العمال، ۴۳۲۴۲،)

اور بھی روایت ہے: اَلْمُتَحَابُّونَ فِي اللهِ عَلَى كَرَاسِيَّ مِنْ يَاقُوتٍ حَوْلَ الْعَرْشِ۔

"اللہ تعالیٰ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت رکھنے والے لوگ عرش کے گرد یاقوت کی کرسیوں پر ہوں گے"۔(المعجم الکبیر، ۳۹۷۳، مجمع الزوائد، ۱۸۰۰۳، کنز العمال، ۲۴۶۴۰)

قَالَ اللهُ تَعَالَى: وَجَبَتْ مَحَبَّتِي لِلْمُتَحَابِّينَ فِيَّ، وَالْمُتَجَالِسِينَ فِيَّ، وَالْمُتَبَاذِلِينَ فِيَّ، وَالْمُتَزَاوِرِينَ فِيَّ۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "میرے بارے میں محبت کرنے والوں اور میرے بارے میں بیٹھنے والوں ملاقات کرنے والوں اور میری راہ میں خرچ کرنے والوں کے لیے میری محبت لازم ہوگئی"۔(المعجم الکبیر للطبرانی، ۱۵۰، موطا مالک، ۳۵۰۷، کنز العمال، ۲۴۶۷۰، المستدرک للحاکم، ۷۳۱۴، شرح السنہ، ۳۴۶۳، مشکوۃ، باب الحب فی اللہ)

اور بھی روایت ہے: لَوْ أَنَّ عَبْدَيْنِ تَحَابَّا فِي اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَاحِدٌ فِي الْمَشْرِقِ وَآخَرُ فِي الْمَغْرِبِ لَجَمَعَ اللهُ

بَيْنَهُمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يَقُولُ: هٰذَا الَّذِي كُنْتَ تُحِبُّهُ فِيَّ -

''اگر دو شخص اللہ عز وجل کی راہ میں محبت کریں اور ان میں سے ایک مشرق میں ہو دوسرا مغرب میں تو اللہ تعالیٰ انہیں قیامت کے دن جمع فرمادے گا فرمائے گا یہ وہ ہے جس سے تو میری راہ میں محبت کرتا تھا''۔ (شعب الایمان، ۸۶۰۶، مشکوۃ باب الحب فی اللہ)

اور بھی روایت ہے:

مَا تَحَابَّ اثْنَانِ فِي اللّٰهِ إِلَّا وُضِعَ لَهُمَا كُرْسِيَانِ فَأُجْلِسَا عَلَيْهِ حَتّٰى يَفْرُغَ اللّٰهُ مِنَ الْحِسَابِ -

''جب بھی دو آدمی اللہ تعالیٰ کی خاطر آپس میں محبت رکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کے لیے دو کرسیاں رکھوائے گا اور ان دونوں کو اس وقت تک کرسیوں پر بٹھا کے رکھا جائے گا، جب تک اللہ تعالیٰ حساب سے فارغ نہیں ہو جاتا''۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، ج، ۲۰، ص، ۳۶، رقم، ۵۲، مجمع الزائد، ۱۸۰۰۴)

اور بھی روایت ہے: مَنْ أَحَبَّ قَوْمًا حَشَرَهُ اللّٰهُ فِي زُمْرَتِهِمْ -

''جو شخص کسی قوم سے محبت رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کا حشر اس قوم کے گروہ میں کرے گا''۔
(المعجم الکبیر للطبرانی، مجمع الزوائد، ۱۸۰۳۱)

اور بھی روایت ہے: اَلْمُتَحَابُّونَ فِي اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي ظِلِّ اللّٰهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ، عَلٰى مَنَابِرَ مِنْ نُورٍ، يَفْزَعُ النَّاسُ وَلَا يَفْزَعُونَ، إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِأَهْلِ الْأَرْضِ عَذَابًا ذَكَرَهُمْ، فَصَرَفَ الْعَذَابَ عَنْهُمْ بِذِكْرِهِ إِيَّاهُمْ-

''اللہ تعالیٰ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت رکھنے والے لوگ، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سائے میں ہوں گے، جس دن اس کے سائے کے علاوہ، اور کوئی سایہ نہیں ہوگا اور وہ نور کے بنے ہوئے منبروں پر ہوں، جب دوسرے لوگ گھبراہٹ کا شکار ہوں گے، تو وہ گھبراہٹ کا شکار نہیں ہوں گے، اور جب اللہ تعالیٰ زمین والوں کو عذاب دینے کا ارادہ کرتا ہے تو ان کا خیال کرتا ہے تو ان کی وجہ سے اہل زمین سے عذاب پھیر دیتا ہے''۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، ۸، ۱۳۸، مجمع الزوائد، ۱۸۰۰۱)

اور بھی روایت ہے: أَنَّ لِلّٰهِ - عَزَّ وَجَلَّ - عِبَادًا لَيْسُوا بِأَنْبِيَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ، يَغْبِطُهُمُ النَّبِيُّونَ وَالشُّهَدَاءُ عَلٰى مَنَازِلِهِمْ، وَقُرْبِهِمْ مِنَ اللّٰهِ ۔ وقيل مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: نَاسٌ مِنْ أَفْنَاءِ النَّاسِ، وَنَوَازِعِ الْقَبَائِلِ، لَمْ

تَصِلُ بَیْنَھُمْ أَرْحَامٌ مُتَقَارِبَۃٌ، تَحَابُّوا فِی اللهِ وَتَصَافَوْا، یَضَعُ اللهُ لَھُمْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مَنَابِرَ مِنْ نُورٍ، فَیُجْلِسُھُمْ عَلَیْھَا، فَیَجْعَلُ وُجُوھَھُمْ نُورًا، وَثِیَابَھُمْ نُورًا، یَفْزَعُ النَّاسُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَلَا یَفْزَعُونَ ۔

"بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہیں، جو نہ انبیاء ہوں گے اور نہ شہداء ہوں گے لیکن انبیاء اور شہداء اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کی قدر و منزلت اور ان کے قرب کے حوالے سے ان کی تحسین و تعریف کریں گے، عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ کون لوگ ہیں؟ وہ مختلف علاقوں اور مختلف قبائل سے تعلق رکھنے والے ہوں گے، ان کے درمیان رشتہ داری کا کوئی تعلق نہیں ہوگا، وہ اللہ تعالیٰ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت رکھیں گے اور ایک دوسرے سے تعلق رکھیں گے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کے لیے نور منبر رکھوائے گا اور انہیں ان پر بٹھائے گا، وہ ان کے چہروں کو نور بنا دے گا، اور ان کے کپڑوں کو نور بنا دے گا، قیامت کے دن لوگ گھبراہٹ کا شکار ہوں گے لیکن یہ لوگ گھبراہٹ کا شکار نہیں ہوں گے"۔

(المعجم الکبیر، ۶۵۲۴، مجمع الزوائد، ۱۷۹۹۶)

اور بھی روایت ہے : لَیَبْعَثَنَّ اللهُ أَقْوَامًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فِی وُجُوھِھِمُ النُّورُ، عَلَی مَنَابِرِ اللُّؤْلُؤِ، یَغْبِطُھُمُ النَّاسُ، لَیْسُوا بِأَنْبِیَاءَ وَلَا شُھَدَاءَ ۔قیل من ھُم۔ قَالَ الْمُتَحَابُّونَ فِی اللهِ، مِنْ قَبَائِلَ شَتَّی، وَبِلَادٍ شَتَّی، یَجْتَمِعُونَ عَلَی ذِکْرِ اللهِ یَذْکُرُونَہُ۔

"قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کچھ ایسے لوگوں کو زندہ کرے گا، جن کے چہروں پر نور ہوگا، اور وہ موتیوں کے بنے ہوئے منبروں پر موجود ہوں گے، اور لوگ ان پر رشک کریں گے، وہ نہ انبیاء ہوں گے اور نہ شہداء ہوں گے، عرض کیا گیا کہ وہ کون ہیں؟ ارشاد فرمایا : وہ اللہ تعالیٰ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت رکھنے والے ہوں گے، جن کا تعلق مختلف قبائل اور مختلف علاقوں سے ہوگا اور وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی خاطر اکٹھے ہو کر اس کا ذکر کرتے ہوں گے"۔

(المعجم الکبیر، ۲۹۰۴، مجمع الزوائد، ۱۶۷۷۰)

اور بھی روایت ہے : إِنَّ فِی الْجَنَّۃِ غُرَفًا یُرَی ظَوَاھِرُھَا مِنْ بَوَاطِنِھَا، وَبَوَاطِنُھَا مِنْ ظَوَاھِرِھَا، أَعَدَّھَا اللهُ

لِلْمُتَحَابِّينَ فِيهِ، وَالْمُتَزَاوِرِينَ فِيهِ، وَالْمُتَبَاذِلِينَ فِيهِ۔

"جنت میں بالا خانے ہوں، جن کا بیرونی حصہ اندر سے اور اندرونی حصہ باہر سے نظر آئے گا، وہ اللہ تعالیٰ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت رکھنے والوں، اس کی خاطر ایک دوسرے سے ملاقات کرنے والوں اور اس کی خاطر ایک دوسرے پر خرچ کرنے والوں کے لیے تیار کیے ہیں

(المعجم الاوسط للطبرانی، ۲۹۰۳، مجمع الزوائد، ۱۸۰۰۶)

اور البزار اور ابو شیخ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت کیا: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَعُمُدًا مِنْ يَاقُوتٍ، عَلَيْهَا غُرَفٌ مِنْ زَبَرْجَدٍ، لَهَا أَبْوَابٌ مُفَتَّحَةٌ، تُضِيءُ كَمَا يُضِيءُ الْكَوْكَبُ الدُّرِّيُّ، قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ مَنْ يَسْكُنُهَا، قَالَ: الْمُتَحَابُّونَ فِي اللهِ، وَالْمُتَجَالِسُونَ فِي اللهِ، وَالْمُتَلَاقُونَ فِي اللهِ۔

"جنت میں یاقوت کے کچھ ستون ہیں جن پر زبرجد کے بالا خانہ ہیں ان کے دروازے کھلے ہوئے ہیں ایسے چمکتے ہیں جیسے روشن تارہ چمکتا ہے، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ان میں کون رہے گا فرمایا اللہ کی راہ میں محبت کرنے والے اللہ کی راہ میں مل بیٹھنے والے، اللہ کی راہ میں ملاقاتیں کرنے والے"۔ (شعب الایمان، ۸۵۸۹، مجمع الزوائد، ۸۵۸۹، مشکوۃ باب الحب فی اللہ)

اور ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے:

قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: الْمُتَحَابُّونَ فِي جَلَالِي لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُورٍ يَغْبِطُهُمُ النَّبِيُّونَ وَالشُّهَدَاءُ۔

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری راہ میں محبت کرنے والے ان کے لیے نور کے منبر ہیں ان پر نبی اور شہداء تحسین کریں گے"۔ (سنن الترمذی، ۲۳۹۰، مشکوۃ باب الحب فی اللہ)

انسان اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرے

اور بھی روایت ہے: اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ وَلَهُ مَا اكْتَسَبَ۔

"انسان اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرے اور اس کے لیے وہ ہے جو کمائے"۔

(سنن الترمذی، ۲۳۸۶، مشکوۃ الحب فی اللہ)

تعلیق و توضیح

[''ایک شخص نے عرض کی، یارسول اللہ! ﷺ اس کے متعلق کیا ارشاد ہے جو کسی قوم سے محبت رکھتا ہے اور ان کے ساتھ ملا نہیں یعنی ان کی صحبت حاصل نہ ہوئی یا اس نے ان جیسے اعمال نہیں کیے۔ ارشاد فرمایا: آدمی اس کے ساتھ ہے جس سے اسے محبت ہے''۔

(صحیح البخاری، کتاب الآدب، باب علامۃ حب اللہ، ۶۱۶۹: ج ۴، ص ۱۴۷)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اچھوں سے محبت اچھا بنا دیتی ہے اور اس کا حشر اچھوں کے ساتھ ہوگا اور بروں کی محبت برا بنا دیتی ہے اور اس کا حشر اُن کے ساتھ ہوگا۔

''حضرت امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم کا یہ ارشاد تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے ''انسان اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرے'' نیک لوگوں کی معیت اسی وقت فائدہ مند ثابت ہو سکتی ہے جب تم ان کے نقشِ قدم پر چلو گے۔ کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ یہود ونصاریٰ اور اہلِ بدعت انبیائے کرام سے محبت کرتے ہیں لیکن ان کی پیروی نہ کرنے کی بنا پر گویا ان کے ساتھ نہیں ہیں''۔ (تنبیہ الغافلین، باب ماجاء فی خوف اللہ تعالیٰ، ص ۱۸۳)]

اور بھی روایت ہے : ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الإِيمَانِ : مَنْ كَانَ اللهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَمَنْ أَحَبَّ عَبْدًا لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَمَنْ يَكْرَهُ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ، بَعْدَ إِذْ أَنْقَذَهُ اللهُ، مِنْهُ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُلْقَى فِي النَّارِ۔

''وہ جس میں تین خصلتیں ہوں وہ ایمان کی لذت پالے گا اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ تمام ماسواء سے زیادہ پیارے ہوں جو بندے سے صرف اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرے جو کفر میں لوٹ جانا جب کہ رب نے اس سے بچا لیا ایسا برا جانے جیسے آگ میں ڈالا جانا''۔

(صحیح البخاری ،۲۱، صحیح مسلم ،۶۸، سنن ابن ماجہ ،۴۰۳۳، سنن النسائی ،۴۹۸۸، شعب الایمان ،۴۰۱، مشکوۃ کتاب الایمان)

اور بھی روایت ہے : إِنَّ الْمُؤْمِنَ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا۔

''بے شک مومن، مومن کے لیے بنیاد کی طرح ہیں، وہ ایک دوسرے کے ساتھ جڑ کر مضبوط ہوتے ہیں''۔ (صحیح بخاری، ۴۸۱، سنن الترمذی، ۱۹۲۸، مشکوٰۃ، باب الشفقۃ والرحمۃ، ۴۹۵۵)

ابن النجار نے روایت کیا: اِسْتَکْثِرُوا مِنَ الْاِخْوَانِ فَاِنَّ لِکُلِّ مُؤْمِنٍ شَفَاعَۃً یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔

''اپنے بھائیوں کی کثرت طلب کرو (زیادہ سے زیادہ دوستی رکھو) کیونکہ قیامت کے دن ہر مومن کو شفاعت (سفارش) کرنے کا حق ہوگا''۔ (الفتح الکبیر، ۱۷۷/۳، کنز العمال، ۲۴۶۴۲)

مسلمان بھائی کو شوق سے دیکھنا ایک سال کے اعتکاف سے افضل

اور حکیم نے روایت کیا: نَظَرُ الرَّجُلِ اِلٰی اَخِیْہِ عَلٰی شَوْقٍ خَیْرٌ مِنِ اعْتِکَافِ سَنَۃٍ فِیْ مَسْجِدِیْ ھٰذَا۔

''آدمی کا اپنے مسلمان بھائی، دوست کی طرف شوق بھری نظر سے دیکھنا میری اس مسجد میں ایک سال کے اعتکاف سے افضل''۔

(نوادر الاصول فی احادیث الرسول، ج،۲،ص،۱۳۹، الفتح الکبیر، ۱۲۶۶۵، کنز العمال، ۲۴۷۲۶،)

تعلیق و توضیح

مسلمان بھائی کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے

[''حضرت سیّدنا مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی خاطر آپس میں محبت کرنے والے جب ملتے ہیں اور ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکراتے ہیں تو ان کی خطائیں ایسے مٹتی ہیں جیسے سردیوں میں درختوں کے خشک پتے جھڑ جاتے ہیں۔ حضرت سیّدنا فُضَیل بن عِیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: انسان کا محبت و مہربانی کے ساتھ اپنے مسلمان بھائی کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے''۔ (احیاء العلوم، ج،۲،ص،۲۲۹)

حضرت شاہ کرمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''کسی عبادت گزار کی عبادت اولیائے کرام کی محبت والی عبادت سے بڑھ کر نہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ جب وہ اولیائے کرام سے محبت کرتا ہے تو اصل میں اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے اور جب وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو محبوب بنالیتا ہے''۔

حضرت عثمان حمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''جو شخص اولیائے کرام کی صحبت اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی طرف آنے والے راستے تک پہنچنے کی توفیق عطا فرماتا ہے''۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''جو شخص صدقِ دل سے اولیائے کرام کی صحبت اختیار کرے تو اللہ تعالیٰ اسے اہل، مال اور تمام کاموں کی طرف رغبت اور توجہ سے غافل کردیتا ہے''۔ پھر جب اولیائے کرام کے ساتھ تعلق استوار ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اشتغال باللہ کے مقام تک ترقی عطا فرماتا ہے، پس وہ ماسویٰ اللہ کے ساتھ تعلق اور اشتغال سے بے نیاز کردیتا ہے، اور اگر اولیائے کرام کے ساتھ اس کا مقام، تعلق صحیح نہ ہو تو کبھی بھی اشتغال باللہ کی خوشبو نہیں سونگھتا۔ (الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ، ج،۲، ص،۱۲۶)]

ابن ابی الدنیا نے روایت کیا:

قَالَ اللہ تَعَالیٰ، حَقَّتْ مَحَبَّتِی لِلْمُتَحَابِّیْنَ فِی الیوم أُظِلُّهُمْ فِی ظِلِّ الْعَرْشِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ یَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلِّی

''اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: میری محبت ان لوگوں کے لیے ثابت ہو چکی جو میری رضا کے لیے آپس میں محبت کرتے ہیں، اس دن میں ان کو عرش کے سائے میں رکھوں گا، قیامت کے دن میرے سائے کے علاوہ اور کوئی سایہ نہیں ہوگا''۔

(الاخوان لابن ابی الدنیا، ج،۱۵، ص،۹، الفتح الکبیر، ۸۳۴۱)

اور بھی روایت ہے: مَا أَحْدَثَ رَجُلٌ إِخَاءً فِی اللہ تَعَالیٰ إِلَّا أَحْدَثَ اللہ لَهُ دَرَجَةً فِی الْجَنَّةِ۔

''جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی سے اللہ تعالیٰ کی خاطر دوستی شروع کرتا ہے، اللہ تعالیٰ جنت میں اس کا ایک درجہ (گھر) بنا دیتا ہے''۔ (الفتح الکبیر، ۱۰۴۴۲، کنز العمال، ۲۴۶۴۵، الاخوان لابن ابی الدنیا، ۲۶)

اور بھی روایت ہے: أَضِفْ بِطَعَامِكَ مَنْ تُحِبُّ فِی اللہِ عَزَّوَجَلَّ -

''تم اپنا کھانا مہمانی میں انہیں کھلاؤ جن سے تم محض اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرتے ہو''۔

(الاخوان لابن ابی الدنیا، ۱۹۷، الفتح الکبیر، ۱۸۸۷، کنز العمال، ۲۵۸۵۵)

اور حاکم وغیرہ نے روایت کیا:

اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِیْ عَلٰی مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ یَغْبِطُهُمْ بِمَكَانِهِمُ النَّبِیُّوْنَ وَالصِّدِّیْقُوْنَ وَالشُّهَدَاءُ۔

''میری رضا کے لیے آپس میں محبت کرنے والوں کے لیے نور کے منبر سجائے جائیں گے ان سے اس مرتبہ پر انبیاء، صدیقین اور شہداء تحسین و تعریف کریں گے۔ (الفتح الکبیر، ۸۳۴۲، کنز العمال، ۲۴۶۷۱)

اور بیہقی نے روایت کیا: مَنْ أَحَبَّ أَنْ یَجِدَ طَعْمَ الْإِیْمَانِ فَلْیُحِبَّ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، لَا یُحِبُّ إِلَّا لِلّٰهِ۔

''جو شخص محبوب رکھتا ہے کہ ایمان کا مزہ پالے تو اس کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہی محبت کرے''۔ (شعب الایمان، ۸۹۸۸)

اور بھی روایت ہے : إِنَّ اللهَ تَعَالٰی یَقُوْلُ إِنِّیْ لَأَهُمُّ بِأَهْلِ الْأَرْضِ عَذَابًا فَإِذَا نَظَرْتُ إِلٰی عُمَّارِ بُیُوْتِیْ وَالْمُتَحَابِّیْنَ فِیَّ وَالْمُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْأَسْحَارِ صَرَفْتُ عَذَابِیْ عَنْهُمْ۔

''اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: بے شک میں اہل زمین کو عذاب دینے کا پکا ارادہ کرتا ہوں، تو میرے گھروں مسجدوں کو آباد کرنے والوں کو دیکھتا ہوں۔ اور جو میری خاطر ایک دوسرے سے محبت کرنے والوں کو دیکھتا ہوں۔ اور سحری کے وقت استغفار کرنے والوں کو دیکھتا ہوں تو اہل زمین سے اپنا عذاب پھیر دیتا ہوں''۔ (شعب الایمان، ۹۰۵۱، ۸۶۳۳، ۲۶۸۵، الجامع الکبیر، ۵۲۹۷، الجامع الصغیر، ۳۶۷۴، الفتح الکبیر، ۳۶۹، کنز العمال، ۲۰۳۴۳)

تعلیق و توضیح

[''نماز شیطان کا منہ کالا دیتی ہے، اور صدقہ اس کی پیٹھ توڑ دیتا ہے، اللہ تعالیٰ کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرنا اور علم کے سلسلے میں دوستی رکھنا شیطان کی دم کاٹ دیتا ہے، لہٰذا جب تم یہ (اعمال) کرلو گے تو وہ تم سے اس قدر دور ہو جائے گا جس قدر سورج کے طلوع ہونے کی جگہ اس کے غروب ہونے کی جگہ سے دور ہے''۔ (دیلمی فی مسند الفردوس، حرف باب الصاد، رقم، ۳۶۱۵، ج۲، ص، ۳۰، الزواجر عن اقتراف الکبائر، ج، ۱، ص، ۲۲۵، مکاشفۃ القلوب، فی بیان عقوبۃ تارک الصلاۃ، ص، ۲۱۵، بیروت، کنز العمال، ج، ۷، ص، ۱۱۵)

"جب کسی نے کسی سے اللہ (عزوجل) کے لیے محبت کی تو اس نے رب عزوجل کا اکرام کیا"۔

(المسند للامام أحمد بن حنبل، مسند الانصار، حدیث أبی امامۃ الباھلی، الحدیث ۲۲۲۹۲: ج ۸، ص ۲۸۹.)

"روحوں کا لشکر مجتمع تھا جن میں وہاں تعارف تھا دنیا میں اُلفت ہوئی اور جو وہاں نا آشنائی رہی تو یہاں اختلاف ہوا"۔ (صحیح البخاری، کتاب أحادیث الانبیاء، باب الأرواح جنود مجندۃ، الحدیث ۳۳۳۶: ج ۲، ص ۴۱۳.)

"دوست سے تھوڑی دوستی کر عجب نہیں کہ کسی دن وہ تیرا دشمن ہو جائے اور دشمن سے دشمنی تھوڑی کر دور نہیں کہ وہ کسی روز تیرا دوست ہو جائے"۔

(سنن الترمذی، کتاب البر والصلۃ، الحدیث ۲۰۰۴: ج ۳، ص ۴۰۱.)]

اور اللہ تعالیٰ کی خاطر آپس میں محبت رکھنے کی فضیلت میں احادیث بہت زیادہ ہیں، ہم ان میں سے اسی مقدار پر اقتصار کرتے ہیں۔ اور رہا سلف صالحین سے اور علماء عاملین سے آثار تو وہ بھی بہت زیادہ ہیں، اور اے بھائی! ہم ان میں سے کچھ ذکر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کے متعلق اولیاء وعلماء کے اقوال

اللہ والے کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت ہے

حضرت حسن بصری [توفی ۱۱۰ھ] رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ہر وہ شخص جو حق تعالیٰ کی طاعت کے طریقہ کی اتباع کرتا ہے، تجھ پر اس کی محبت لازم ہے، اور جس شخص نے نیک آدمی سے محبت کی تو گویا کہ اس نے اللہ تعالیٰ سے محبت کی ہے۔

تعلیق وتوضیح

[حضرت سیدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "جس نے اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے سے محبت کی اس نے اللہ تعالیٰ ہی سے محبت کی اور جو اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی تعظیم بجالانے والے کی تعظیم کرے وہ اللہ تعالیٰ ہی کی تعظیم کرتا ہے"۔ (احیاء العلوم، ج ۲، ص ۴۵۸)

اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیٰ نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرف وحی فرمائی: "اگر تم

زمین و آسمان میں بسنے والوں کے برابر میری عبادت کرو لیکن تمہاری محبت وعداوت میری خاطر نہ ہو تو یہ عبادت تمہیں کچھ فائدہ نہ دے گی۔" (احیاء العلوم، ج۲، ص۲۲۷)

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ سَمِعَ مَكْحُولًا، يَقُولُ» :مَنْ أَحَبَّ رَجُلًا صَالِحًا فَإِنَّمَا أَحَبَّ اللهَ، وَمَنْ ذَهَبَ إِلَى عِلْمٍ يَتَعَلَّمُهُ فَهُوَ فِي طَرِيقِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَ«

''حضرت مکحول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں جو شخص کسی نیک آدمی سے محبت کرتا ہے تو گویا وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے اور جو شخص علم سیکھنے گیا تو وہ لوٹنے تک جنت کے راستہ پر ہے''۔

(حلیۃ الاولیاء، ج۵، ص۱۳۸، رقم ۶۸۴۲)

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ أَحْمَدَ، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي الْحَوَارِيِّ، قَالَ :سَمِعْتُ مَضَاءً، وَأَبَا صَفْوَانَ بْنَ عَوَانَةَ يَقُولَانِ» :مَنْ أَحَبَّ رَجُلًا لِلّٰهِ وَقَصَّرَ فِي حَقِّهِ فَهُوَ كَاذِبٌ فِي حُبِّهِ، وَإِذَا أَرَادَ اللهُ بِالشَّابِّ خَيْرًا وَفَّقَ لَهُ رَجُلًا صَالِحًا«

مضاء بن عیسیٰ اور ابو صفوان بن عوانہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے فرمایا: ''جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کسی شخص سے محبت کرے اور پھر اس کے حقوق میں کوتاہی کرے وہ اس کی محبت میں جھوٹا ہے، اور جب اللہ تعالیٰ کسی نوجوان کو خیر و بھلائی سے نوازنا چاہتا ہے تو اسے کسی نیک شخص کی صحبت اختیار کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ (حلیۃ الاولیاء، ج۹، ص۲۴۶، رقم ۱۴۱۵۸)]

اور [ابو عبداللہ محمد بن ادریس] امام شافعی [متوفی ۲۰۴ھ] رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا :اگر اخیار (نیک لوگوں) کی صحبت، اور سحری کے وقت حق تعالیٰ کی مناجات نہ ہوتیں تو میں اس دار دنیا میں باقی رہنے کو پسند نہ کرتا۔

اور یہ بھی انہی کا فرمان ہے کہ میرے نزدیک بھائیوں کی ملاقات کے برابر کوئی چیز نہیں ہے۔

اور مطرف بن شخیر [متوفی ۲۰۷ھ] رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا :میرے نزدیک، میرے مضبوط

ترین اعمال، نیک شخص کے لیے میری محبت ہے۔

اور ابو نصر بشر حافی [متوفی، ۲۲۷،ھ] رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: تجھ پر اخیار کی صحبت لازم ہے، اگر اس دارِ آخرت میں راحت کا ارادہ رکھتا ہے، اور اشرار لوگوں کے ساتھ اپنے گمان کو اچھا رکھ، اور غیروں کی غلامی سے جدا رہ۔

اہل تقویٰ کی صحبت، بندہ پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت ہے

اور سیدی احمد ابن رفاعی [متوفی، ۵۷۸،ھ] نے فرمایا: اہل تقویٰ کی صحبت، بندہ پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت ہے۔

تعلیق و توضیح

[فرمایا: من أراد الجلوس مع الله فليجلس مع أهل التصوف۔

جو شخص اللہ تعالیٰ کی ہم نشینی چاہے تو اس کو چاہیے کہ وہ اولیاء اللہ کے ساتھ بیٹھے۔

(نزھۃ المجالس، ج ۱، ص ۶۲)

مولانا روم فرماتے ہیں:

یک زمانے صحبتے با ولیاء		بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

تھوڑی سی دیر اولیاء اللہ کی صحبت، سو سالہ بے ریا عبادت سے بہتر ہے۔

(مثنوی مولوی معنوی، دفتر اول، ص ۱۰۱)

نیک بندوں کی محبت اور اس کے نافرمانوں سے عداوت

دین کی خاطر بھائی چارہ قائم کرنے والے کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

مَنْ أَرَادَ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا رَزَقَهٗ خَلِيْلًا صَالِحًا اِنْ نَسِيَ ذَكَّرَهٗ وَاِنْ ذَكَرَ اَعَانَهٗ۔

یعنی اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے نیک دوست عطا فرماتا ہے کہ اگر یہ بھولے تو وہ اسے یاد دلائے اور اگر اسے یاد ہو تو وہ اس کی مدد کرے۔

(سنن النسائی، کتاب البیعۃ، باب وزیر الامام، ۴۲۱۰: ص ۶۸۵ بتغیر قلیل، احیاء العلوم، ج ۲، ص ۲۲۵)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”دین اسلام کے بعد بندے کو نیک دوست سے بہتر کوئی چیز نہیں دی گئی، تو تم میں سے جو اپنے دوست کی جانب سے محبت دیکھے تو اسے ضرور اختیار کرے“۔ (علم القلوب، ص، ۲۰۸، شعب الایمان، ۸۷۲۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مِنْ سَعَادَةِ الْمَرْءِ أَنْ يَكُونَ إِخْوَانُهُ صَالِحِينَ۔

”یہ آدمی کی سعادت مندی ہے کہ اس کے بھائی صالحین (نیک) ہوں“۔

(ابن عساکر، ۶/۱۷/۱۷، کنز العمال، ۳۰۷۵۶، ۳۰۷۷۹، ۳۴۱۷)

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ”سعادت کی علامات یہ ہیں۔(۱) صالحین کی محبت، (۲) اور ان قرب میں رہنے کا شوق، (۳) تلاوت قرآن مجید، (۴) شب بیداری، (۵) علماء کرام کی صحبت، (۶) رقت قلب“۔ (تفسیر روح البیان، ج، ۳، ص، ۲۱۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ لِكُلِّ أَمْرٍ مِفْتَاحًا، وَمِفْتَاحُ الْجَنَّةِ حُبُّ الْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَبِيدِ، وَهُمْ جُلَسَاءُ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

”ہر معاملہ کی کنجی، چابی ہوتی ہے اور جنت کی چابی مساکین اور فقراء اور غلاموں کی محبت ہے، اور یہی لوگ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہم نشین، ساتھ بیٹھنے والے ہوں گے“۔

(مسند الفردوس، ۴۹۹۳، معجم ابن المقری، ۸۳۸)

حب درویشاں کلید جنت است		دشمن ایشاں سزائے لعنت است

درویشوں کی محبت جنت کی کنجی ہے، ان کا دشمن لعنت کا سزاوار ہے۔ (پند نامہ، ص، ۱۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مصاحبت نہ کرو مگر مومن کی۔

(سنن ابی داود، کتاب الادب، باب من یومران یجالس، الحدیث ۴۸۳۲: ج ۴، ص ۳۴۱)

یعنی صرف مومن کامل کے پاس بیٹھا کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”بڑوں کے پاس بیٹھا کرو اور علماء سے باتیں پوچھا کرو اور حکما

سے میل جول رکھو"۔ (الجامع الصغیر، الحدیث ۳۵۷۷: ص.۲۱۸)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اچھا ہم نشین وہ ہے کہ اس کے دیکھنے سے تمہیں خدا یاد آئے اور اس کی گفتگو سے تمہارے عمل میں زیادتی ہو اور اس کا عمل تمہیں آخرت کی یاد دلائے"۔

(الجامع الصغیر، الحدیث ۴۰۶۳: ص.۲۴۷)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "فاجر سے بھائی بندی نہ کرکہ وہ اپنے فعل کو تیرے لیے مزین کریگا اور یہ چاہے گا کہ تو بھی اس جیسا ہو جائے اور اپنی بدترین خصلت کو اچھا کر کے دکھائے گا، تیرے پاس اس کا آنا جانا عیب اور ننگ ہے اور احمق سے بھی بھائی چارہ نہ کرکہ وہ اپنے کو مشقت میں ڈال دے گا اور تجھے کچھ نفع نہیں پہنچائے گا اور کبھی یہ ہوگا کہ تجھے نفع پہنچانا چاہے گا مگر ہوگا یہ کہ نقصان پہنچادے گا اس کی خاموشی بولنے سے بہتر ہے اس کی دوری نزدیکی سے بہتر ہے اور موت زندگی سے بہتر اور جھوٹے سے بھی بھائی چارہ نہ کرکہ اس کے ساتھ معاشرت تجھے نفع نہ دے گی تیری بات دوسروں تک پہنچائے گا اور دوسروں کی تیرے پاس لائے گا اور اگر تو سچ بولے گا جب بھی وہ سچ نہیں بولے گا"۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر، ج ۴۲، ص.۵۱۶)

حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر میں دن میں روزہ رکھوں اور افطار نہ کروں، رات بھر بغیر سوئے قیام کروں اور وقفے وقفے سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں مال خرچ کرتا رہوں لیکن جس دن مروں اس دن میرے دل میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندوں کی محبت اور اس کے نافرمانوں سے عداوت نہ ہو تو یہ تمام چیزیں مجھے کچھ نفع نہ دیں گی۔ (احیاء العلوم، ج.۲، ص.۲۲۹)

ذوالنون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "جب تو اللہ تعالیٰ کی صحبت اختیار کرے تو تجھے اس کے اوامر و نواہی کی موافقت کرنی چاہیے اور خلق کی صحبت میں ان کی خیر خواہی کرنی چاہیے اور نفس کی صحبت میں اس کی مخالفت کرنی چاہیے اور شیطان کی صحبت میں اس کی عداوت کرنی چاہیے۔ کسی شخص نے حضرت ذوالنون سے پوچھا کہ میں کس کی صحبت اختیار کروں؟ فرمایا: ایسے شخص کی صحبت اختیار کر

اگر تو بیمار ہو جائے تو وہ تیری عیادت کرے، اور اگر تو گناہ کرے تو وہ تجھے معاف کرے"۔

(رسالہ قشیریہ، ص، ۵۳۶)

حضرت ابو بکر الطمستانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے تھے: "اللہ تعالی کی صحبت اختیار کرو، اگر یہ نہ کرسکو تو پھر اس شخص کی صحبت اختیار کرو جسے اللہ تعالی کی صحبت حاصل ہے، تاکہ اس کی صحبت کی برکت سے تم اللہ تعالی کی صحبت تک پہنچ جاؤ"۔ (رسالہ قشیریہ، ص، ۵۳۷)

اس کی صحبت جو اللہ تعالی تک پہنچا دیتا ہے، اللہ تعالی کی صحبت ہے۔ کیونکہ وہاں اللہ تعالی کے سوا کچھ نہیں ہے اور عارف باللہ کی طرف دیکھنا، اللہ تعالی کی طرف دیکھنا ہے۔ اس لیے کہ اس کے اندر اور اس کے اوپر غیر اللہ کا کوئی اثر باقی نہیں رہ گیا ہے۔ لہٰذا وہ اللہ تعالی کے خالص نور سے خالص نور ہو گیا ہے۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"أن اللہ رجالاً من نظر الیھم سعد سعادۃ لایشقی بعدھا أبداً۔"

"بے شک اللہ تعالی کے کچھ ایسے مرد (دوست) ہیں کہ جو شخص ان کی طرف دیکھتا ہے، وہ ایسا نیک بخت ہو جاتا ہے کہ اب اس کے بعد پھر وہ کبھی بدبختی میں مبتلا نہیں ہوگا"۔

(البحر المدید فی تفسیر القرآن المجید، ج،۱،ص، ۳۱۲، ۳۹۰، ایقاظ الھمم فی شرح الحکم، ج،۱،ص، ۵۲۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "بے شک اللہ تعالی کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو راستوں میں گھومتے رہتے ہیں، اہلِ ذکر کو تلاش کرنے کے لئے جب وہ کسی گروہ کو اللہ تعالی کے ذکر میں مصروف پاتے ہیں تو ایک دوسرے کو پکارتے ہیں اور کہتے ہیں اپنی حاجت (مقصد) کی جانب آجاؤ (جسے تم تلاش کر رہے تھے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تو وہ فرشتے ان پر آسمانِ دنیا تک اپنے پر پھیلا دیتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ان کا رب ان سے دریافت کرتا ہے، حالانکہ وہ ان سے زیادہ علم والا ہے کہ میرے بندے کیا کہہ رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے رب تعالی کے حضور میں عرض کرتے ہیں، یارب تعالی تیری تسبیح کر رہے ہیں، تیری بڑائی بیان کر رہے ہیں، تیری حمد و ثنا کر رہے ہیں، تیری عظمت و بزرگی

بیان کر رہے ہیں۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، فرشتے عرض کرتے ہیں، خدا کی قسم انہوں نے تجھے بالکل نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا: تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو پھر ان کا کیا حال ہوگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے عرض کرتے ہیں اگر وہ (بندے) تجھے دیکھ لیں تو تیری تسبیح کثرت سے کریں گے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے (مجھ سے) کیا مانگ رہے تھے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ تجھ سے جنت مانگتے ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے، فرشتے عرض کرتے ہیں واللہ یارب انہوں نے جنت کو نہیں دیکھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ جنت کو دیکھ لیں تو پھر ان کا کیا حال ہوگا، حضور ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اگر وہ اس کو دیکھ لیں تو اس کی حرص و چاہت زیادہ کریں گے اور اسے بہت زیادہ طلب کریں گے اور اس کی جانب بڑی رغبت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پس وہ کس چیز سے پناہ پکڑتے ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ دوزخ کی آگ سے پناہ مانگتے ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کیا انہوں نے دوزخ کی آگ کو دیکھا ہے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے عرض کرتے ہیں واللہ یارب انہوں نے اسے بالکل نہیں دیکھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے عرض کرتے ہیں اگر وہ اس کو دیکھ لیں تو اس سے بہت دور بھاگیں گے اور اس سے بہت زیادہ ڈریں گے (اس پر) حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے فرشتو میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ بے شک میں نے ان کو بخش دیا۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ عرض کرتا ہے کہ ان میں فلاں شخص ایسا ہے جو ان میں سے نہیں۔ وہ اپنے کسی کام آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میرے وہ ذاکر بندے ایسے ہم نشیں ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والا بدبخت (بدنصیب) نہیں ہوتا۔ (یہ بھی بخش دیا گیا) (یعنی ان کے پاس بیٹھنے اور ان کی صحبت اختیار کرنے کی وجہ سے ان کے ساتھ بیٹھنے والا بدبختی کی نحوست سے بچا لیا جاتا ہے۔)۔

(صحیح بخاری،۶۴۰۸، صحیح مسلم،۲۶۸۹، سنن ترمذی،۳۶۰۰، مسند احمد،۷۶،۷۳)

غور فرمائیں! کوئی مسلمان کعبہ میں نماز پڑھے تو اس کا اجر تو زیادہ ہو جاتا ہے لیکن کعبہ میں نماز پڑھنا جنت کی ضمانت نہیں ہے، اور کوئی لیلۃ القدر کو پا کر عبادت کرے تو اسے ہزار ماہ سے زیادہ اجر ملے گا لیکن بخشش کی گارنٹی نہیں ہے، لیکن جو اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے ساتھ کسی مجلس میں رہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کی بخشش کی ضمانت دی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کریم کعبہ بھی ہے اور کریم لیلۃ القدر بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندے بھی کریم ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کا کرم کعبہ اور لیلۃ القدر کے کرم سے زیادہ ہے۔ (نعم الباری، ج،۱۳، ص،۷۰۷)]

اور ابو سعود بن ابی العشار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ [متوفی، ۶۴۴ھ] نے فرمایا: جو شخص چاہتا ہے کہ اس کو قیامت کے دن نہایت اونچا درجہ عطاء کیا جائے تو اس کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر صحبت اختیار کرے، اور جو شخص محبوب رکھتا ہے کہ اس سے موقف (میدان حشر) کی کڑواہٹ پھیر دی جائے۔ تو اس کو اللہ تعالیٰ کی خاطر میٹھی چیز میں سے کوئی چیز بھائی کو کھلانی چاہیے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَنْ وَافَقَ مِنْ أَخِيهِ شَهْوَةً غُفِرَ لَهُ ۔

”جو شخص اپنے (کسی دینی) بھائی کی (کھانے، پینے میں) خواہش کو پورا کردے، اس کی مغفرت ہو جائے گی“۔ (مسند البزار، ۲۸۹۰، مجمع الزوائد، ۷۸۷۴)

اور شیخ وفائیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کے ایک ذرہ کو ڈھیروں اعمال کے بدلے نہ فروخت کر۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ ۔ ”آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ وہ محبت رکھے گا“۔ (صحیح بخاری، ۶۱۶۸، ۶۱۶۹، صحیح مسلم، ۲۶۴۱، مسند احمد، ۳۷۱۰)

اور شیخ ابو مواہب شاذلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: تجھ پر قوم کی جماعت میں اضافہ کرنا لازم ہے، کیونکہ بے شک جس شخص نے کسی قوم کی جماعت میں اضافہ کیا وہ انہیں میں سے ہے۔ (نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَنْ كَثَّرَ سَوَادَ قَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ وَمَنْ رَضِيَ عَمَلَ قَوْمٍ كَانَ شَرِيكًا لِمَنْ عَمِلَهُ ۔

"جس شخص نے کسی قوم کی جماعت میں اضافہ کیا وہ انہیں میں سے ہے۔ اور جو شخص کسی قوم کے عمل سے راضی ہوا وہ اس کے عمل میں شریک ہے"۔

(مطالب العالیہ، ۱۶۰۵،مسند الفردوس، ۵۶۲۱، کنز العمال، ۲۴۷۳۵)

اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت وصحبت رکھے تو اس کی حفاظت کر

اور شیخ سیدی علی وفا [توفی، ۸۰۱ھ] رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: جب تو اللہ تعالیٰ کی خاطر کسی بھائی سے محبت کرے گا تو اس کی حفاظت کر، اس کے سبب اضافہ ہوگا اس سے جو تو نے اللہ تعالیٰ کی خاطر اس سے محبت کی۔

تعلیق و توضیح

[حضرت علقمہ عطاردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی وفات کے وقت اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: "اے بیٹے! جب تمہیں لوگوں کی مجلس اختیار کرنا پڑے تو ایسے آدمی کی صحبت اختیار کر کہ جب تو اس کی خدمت کرے تو وہ تیری حفاظت کرے، اگر تو اس کی مجلس اختیار کرے تو وہ تجھے زینت دے، اگر تجھے کوئی مشقت پیش آئے تو وہ برداشت کرے، اس آدمی کی صحبت اختیار کر کہ جب تو بھلائی کے ساتھ اپنا ہاتھ پھیلائے تو وہ بھی اسے پھیلائے، اگر وہ تم میں کوئی اچھائی دیکھے تو اسے شمار کرے اور اگر برائی دیکھے تو اسے روکے۔ اس آدمی سے دوستی اختیار کر کہ جب تو اس سے مانگے تو وہ تجھے دے اور اگر خاموش رہے تو خود بخود دے، اگر تجھے کوئی پریشانی لاحق ہو تو وہ غمخواری کرے۔ اس آدمی کی صحبت اختیار کرو کہ جب تم بات کہو تو وہ تمہاری بات کی تصدیق کرے، اگر تم کسی کام کا ارادہ کرو تو وہ اچھا مشورہ دے اور اگر تم دونوں میں اختلاف ہو جائے تو وہ تمہاری بات کو ترجیح دے۔ (احیاء العلوم، کتاب آداب الالفۃ والاخوۃ۔۔۔الخ، ۲/ ۲۱۴)]

اہل اللہ کی محبت سے اعراض کرنا مردود ہونا ہے

اور شیخ ابو مواہب شاذلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: جب تو اپنے نفس کو اہل اللہ کی محبت سے اعراض

کرنے والا دیکھے تو جان لے کہ بے شک تو اللہ کے دراوزہ سے دور، مردود، دھتکار دیا گیا ہے۔

تعلیق و توضیح

[حدیث قدسی میں ہے: جس نے میرے کسی ولی کی توہین کی بے شک اس نے میرے ساتھ جنگ کا اعلان کیا۔ (کنز العمال، کتاب الایمان والاسلام، قسم الاقوال، الحدیث ۱۶۷۶ :، ج۱، ص۲۰۰)

جس نے میرے کسی ولی سے عداوت رکھی میں اس کے ساتھ اعلانِ جنگ کروں گا۔
(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، الحدیث ۶۵۰۲ :، ص۵۴۵)

حضرتِ عالی امام ربانی مجدد الفِ ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی، حنفی، نقشبندی، قدس سرہ، متوفی ۱۰۳۴ھ، لکھتے ہیں: حضرت شیخ الاسلام ابو اسماعیل خواجہ عبداللہ بن محمد انصاری، ہروی، قدس سرہ [متوفی ۴۸۱ھ] فرماتے ہیں۔ الٰہی تو نے اپنے دوستوں کو کیا کر دیا ہے۔ کہ جس نے انہیں شناخت کرلیا تجھے پالیا، اور جب تک تجھے شناخت نہ کرسکا انہیں بھی نہ پاسکا۔ اس گروہ کے ساتھ بغض وعناد زہر قاتل ہے، اور ان پر اعتراض اور نکتہ چینی ابدی محرومی کا موجب ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں اور تمہیں اس ابتلا و آزمائش سے نجات دے۔ حضرت شیخ الاسلام سیدنا عبد اللہ انصاری ہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مذکور نے فرمایا ہے۔ الٰہی تو جسے مردود بارگاہ کرنا چاہتا ہے اسے ہم سے الجھا دیتا ہے۔

بے عنایات حق وخاصانِ حق ۔۔۔ گر ملک باشد سیاہ ہستش ورق

ترجمہ: حق تعالیٰ اور خاصان حق تعالیٰ کی عنایات اور مہربانیوں کے بغیر کوئی فرشتہ صفت بھی ہو تو اس کا نامہ اعمال سیاہ ہی رہے گا۔

(مکتوبات امام ربانی، دفتر، اوّل، مکتوب ۱۰۶، ج۱، ص۲۷۲، مرکز بخش: زاھدان، خیابان خیام، صدیقی، تہران)

حضرت ابو العباس محی الدین سید شیخ احمد کبیر رفاعی الحسنی، قدس سرہ، متوفی ۵۷۸، لکھتے ہیں:

"اے بزرگو! اولیاء اللہ کے قرب کی تلاش کرو، جو اللہ تعالیٰ کے ولی سے دوستی رکھتا، وہ اللہ تعالیٰ سے دوستی رکھتا ہے، ایسے ہی جو اللہ تعالیٰ کے ولی سے دشمنی رکھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے دشمنی کرتا ہے"۔ (البرھان المؤید، ص۸۰)

سہل بن عبد اللہ تستری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ”بد نصیبی اور محرومی کی علامتوں میں سے ہے کہ اولیاء اللہ کی صحبت و زیارت سے احتراز کرے اور ان کی باتوں اور نصیحتوں کو قبول نہ کرے بلکہ دل سے انکار کرے“۔ (سفینۃ الاولیاء، ص،۱۶)]

فقراء کی صحبت لازم پکڑو قیامت میں کام آئے گی

اور شیخ ابو مواہب شاذلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: تجھ پر فقراء کی صحبت لازم ہے، کیونکہ اگر انہوں نے قیامت کے دن تیرا ہاتھ ہی پکڑ لیا، باوجود اس کے کہ وہ جو اپنے اصحاب سے دار دنیا میں مصائب برداشت کرتے ہیں تو اس میں کفایت کرتا ہوگا۔ اور کتنے فقیر ان کی صحبت سے روشنی حاصل کرتے ہیں، اور کتنے ٹوٹے ہوئے درست کیے جاتے ہیں، اور کمینوں نے بلندی حاصل کی، اور قبیح و برے نے پردہ پوشی حاصل کی ہے، اور ظالم ہلاک ہوئے اور مظلوموں نے بلندی حاصل کی ہے۔ اور ان کے بارے میں حدیث وارد ہوئی ہے۔

بِهِمْ تُغَاثُونَ، وَبِهِمْ تُرْزَقُونَ، وَبِهِمْ تُمْطَرُونَ۔ ﴿وترحمون﴾ -

ان کی وجہ سے تمہاری مدد کی جائے گی اور ان کی وجہ سے تمہیں رزق دیا جائے گا اور ان کی وجہ سے تمہیں بارش دی جائے گی۔ (اور ان کی وجہ سے تم پر رحم کیا جائے گا)

(الفتح الکبیر، ۱۶۴۸، کنز العمال، ۳۴۶۰۲،)

تعلیق و توضیح

[رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يُصَفُّ أَهْلُ النَّارِ فَيَمُرُّ بِهِمُ الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَقُولُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ يَا فُلَانُ أَمَا تَعْرِفُنِي ـ أَنَا الَّذِي سَقَيْتُكَ شَرْبَةً ـ وَقَالَ بَعْضُهُمْ ـ أَنَا الَّذِي وَهَبْتُ لَكَ وَضُوءًا فَيَشْفَعُ لَهُ فَيُدْخِلُهُ الْجَنَّةَ۔

دوزخی لوگ صف بستہ ہوں گے تو جنتیوں میں سے ایک شخص ان پر گزرے گا تو ان میں سے

ایک دوزخی کہے گا اے فلاں کیا تو مجھے پہچانتا نہیں میں وہ ہی ہوں جس نے تجھے ایک گھونٹ پانی پلایا تھا اور بعض دوزخی کہے گا کہ میں وہ ہوں جس نے وضو کا پانی دیا تھا۲ یہ جنتی ان کی شفاعت کرے گا پھر اسے جنت میں داخل کرے گا۔۳ (سنن ابن ماجہ، ۳۶۸۵، مشکوۃ المصابیح، ۵۶۰۴)

شرح

۱ یعنی جنتیوں کے راستے میں گنہگار مؤمن دوزخ میں جانے کے لیے ایسے صف بستہ کھڑے ہوں گے جیسے امیر وغنی کے راہ میں بھکاری صفت بستہ کھڑے ہوتے ہیں۔ (مرقات) ان سے آس لگائے کہ کوئی ہمیں پہچان لے اور چھڑائے ادھر جنتی آگے پیچھے گزر رہے ہوں گے۔

۲ یا میں نے تجھے فلاں وقت کھانا کھلایا، یا میں نے تجھے فلاں وقت سلام کیا تھا، یا فلاں وقت کپڑا دیا تھا، یا فلاں وقت تیرے پاس محبت سے کچھ معمولی ہدیہ پیش کیا تھا۔ غرضکہ ڈوبتا ہوا تنکے کا سہارا لیتا ہے یہ بھی اسی طرح سہارا لے گا، یہ دو چیزیں بطور مثال ارشاد ہوئی ہیں۔ (مرقات)

۳ اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ صالحین، علماء، شہداء کی شفاعت برحق ہے۔ دوسرے یہ کہ شفاعت سے ہم جیسے گنہگاروں کی تقدیریں پلٹ جائیں گی، دیکھو یہ پکارنے والا دوزخیوں کی صف میں آگیا تھا شفاعت کی برکت سے وہاں سے نکل کر جنتی ہوگیا دنیا میں بھی یہ ہی حال ہے دعا سے قضا بدل جاتی ہے۔ تیسرے یہ کہ ہم جیسے گنہگاروں کو چاہیے کہ صالحین مقبولین کی خدمت کیا کریں ان کی خدمت بڑی کام آئے گی، ان سے تعلق رکھیں ان سے تعلق بہت فائدہ دے گا، انہیں ہدیہ پیش کریں اگرچہ کھجور کی کھانپ یا اچھی بات ہی ہو۔

(مرات المناجیح، ج ۷، ص ۴۶۷)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: روزِ قیامت ایک بندے کو لایا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے اس طرح معذرت فرمائے گا جیسے دنیا میں ایک شخص دوسرے سے معذرت کرتا ہے، پھر ارشاد فرمائے گا: مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! میں نے تجھ سے دنیا اس لئے دور نہیں کی تھی کہ میرے نزدیک تیری کوئی وقعت نہ تھی بلکہ اس لئے دور کی تھی کہ میں نے تیرے لئے عزت اور فضیلت

تیار کر رکھی ہے۔اے میرے بندے!ان صفوں کی طرف جاؤ اور جس شخص نے میری رضا کے لئے تمہیں کھانا کھلایا ہو یا کپڑا پہنایا ہو تو اس کا ہاتھ تھام لو، وہ تمہارے حوالے ہے۔اس وقت لوگوں کا حال یہ ہوگا کہ پسینے نے انہیں لگام ڈال رکھی ہوگی (یعنی منہ تک پسینہ ہوگا)۔وہ شخص صفوں میں جا کر اپنے ساتھ حُسنِ سلوک کرنے والوں کو تلاش کرے گا اور ان کا ہاتھ پکڑ کر انہیں جنت میں لے جائے گا۔(تفسیر روح البیان، پ ۷، سورۃ الانعام تحت الآیۃ ۵۲ : ۳/ ۳۸ ،احیاء العلوم، ج ۴،ص ۲۷۴)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: فقیروں کو اچھی طرح پہچان لو اور ان کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرو کیونکہ ان کے پاس دولت ہے۔عرض کی گئی: ان کی دولت کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: روزِ قیامت ان سے کہا جائے گا کہ ان لوگوں کو تلاش کرو جنہوں نے تمہیں روٹی کا ایک ٹکڑا کھلایا ہو، پانی کا ایک گھونٹ پلایا ہو یا لباس پہنایا ہو اور ان کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں لے جاؤ۔

(حلیۃ الاولیاء، ۴۴۲۰: ابوالربیع السائح، ۸/ ۳۲۹، حدیث ۱۲۳۸۱: بدون: اکثروا معرفۃ الفقراء، تاریخ مدینہ دمشق، الرقم ۱۵۵۶: ابوعلی الازدی الحسین بن عبدالغفار، ۱۴/ ۹۹، حدیث ۳۳۹۵: بتغیر، احیاء العلوم، ج ۴، ص ۲۷۴)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "قیامت کے دن ایک بندہ اپنے اعمال کی افلاس کی وجہ سے نامید ہوگا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو فلاں عارف کو جو فلاں محلہ میں رہتا تھا جانتا تھا، وہ عرض کرے گا کہ ہاں میں اس کو پہچانتا تھا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جا تجھ کو اس ولی کی معرفت وجہ سے بخش دیتا ہوں"۔(بہارستان، جامی، نفحات الانس، ص ۲۳)

میں حضرت عبداللہ بن نافع مزنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کی کہ ایک شخص مدینہ میں انتقال کر گیا تو اسے دفن کر دیا گیا پھر کسی شخص نے اسے خواب میں دیکھا، گویا کہ وہ اہلِ نار (دوزخ والوں) سے ہے تو اسے اس پر غم ہوا پھر سات یا آٹھ روز کے بعد دوبارہ اسے دیکھا، گویا کہ وہ اہلِ جنت سے ہے۔(خواب دیکھنے والے نے) اس سے (یہ معاملہ) پوچھا تو (مرنے والے نے) کہا کہ ہمارے ساتھ نیکوکاروں میں سے ایک مردِ صالح دفن کیا گیا، پس اس نے اپنے پڑوس میں سے چالیس آدمیوں کے لئے سفارش کی، ان (چالیس) میں سے ایک میں بھی تھا۔

(ابن ابی الدنیا فی قبور، شرح الصدور، باب دفن العبد فی الارض التی خلق منہا، ص ۱۰۲)

ایک حدیث شریف میں فرمایا گیا: "بڑوں کی صحبت میں بیٹھا کرو اور علماء سے باتیں پوچھا کرو اور حکما سے میل جول رکھو"۔ (المعجم الکبیر، الحدیث ۳۲۴: ج ۲۲، ص ۱۲۵)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "ایسی چیز میں نہ پڑو جو تمہارے لئے مفید نہ ہو اور دشمن سے الگ رہو اور دوست سے بچتے رہو، مگر جب کہ وہ امین ہو کہ امین کے برابر کوئی ہمنشین نہیں اور امین وہی ہے جو اللہ سے ڈرے اور فاجر کے ساتھ نہ رہو کہ وہ تمہیں فجور سکھائے گا اور اس کے سامنے بھید کی بات نہ کہو، اور اپنے کام میں ان سے مشورہ لو جو اللہ سے ڈرتے ہیں"۔

(کنز العمال، کتاب الصحبۃ قسم الافعال، باب آداب الصحبۃ، الحدیث ۲۵۵۶۵: ج ۹، ص ۷۵۔ شعب الایمان، باب فی حفظ اللسان، فصل فی فضل السکوت... الخ، الحدیث ۴۹۹۵: ج ۴، ص ۲۵۷)]

اخیار کی صحبت خیر کثیر، ایمان کامل کا سبب ہے

اور شیخ سلیمان خضیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اسے خیر کثیر دیا جائے تو اسے چاہیے کہ وہ اہل مراقبہ کی صحبت اختیار کرے"۔

اور سیدی علی خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کا ایمان کامل ہو جائے اور اس کا گمان اچھا ہو جائے تو اسے اخیار کی صحبت اختیار کرنی چاہیے"۔

تعلیق و توضیح

[ابراہیم قصار نے فرمایا: "دنیا میں دو چیزیں سب سے زیادہ پسندیدہ ہیں۔ (۱) فقیروں کی صحبت اور (۲) اولیاء اللہ کی محبت اور ان کی خدمت"۔ (سفینۃ الاولیاء، ص ۱۵)

سب سے زیادہ مفید چیز نیکوں کی صحبت ہے

ابو عبد اللہ سنجری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "سب سے زیادہ مفید چیز نیکوں کی صحبت ہے، اور افعال و اقوال میں ان کی اتباع و پیروی اور اولیاء اللہ کے مزارات مقدس کی زیارت اور حاضری۔ خواجہ

معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: نیکوں کی صحبت میں بیٹھنا، نیکی کرنے سے زیادہ بہتر ہے اور مفید ہے، اسی طرح بروں کی صحبت میں بیٹھنا گناہ کرنے سے زیادہ نقصان دہ ہے"۔

(سفینۃ الاولیاء، ص،۱۵)

احمد بن عبد اللہ الشروینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں ابو بکر بن یزدانیار کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا: آپ نے اعمال میں سے کس چیز کو زیادہ نفع دینے والا پایا؟ تو آپ نے فرمایا: "میں نے توحید کے بعد فقراء کی صحبت سے زیادہ نفع دینے والا کسی چیز کو نہیں پایا"۔

(المقدمۃ التصوف وحقیقتہ، باب صحبۃ الصوفیۃ، مجموعہ آثار ابو عبد الرحمن سلمی، ج،۲، ص،۴۶۳)

عارفین کی صحبت سے بندہ عارفین کے مقام تک پہنچ جاتا ہے

ابراہیم بن ادہم بن منصور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "عارفین فقراء کی صحبت سے بندہ عارفین کے مقام تک پہنچ جاتا ہے"۔

[(المقدمۃ التصوف وحقیقتہ، باب صحبۃ الصوفیۃ، ص،۲۱، مجموعہ آثار ابو عبد الرحمن سلمی، ج،۲، ص،۴۶۳)]

کیا میرے ولی سے دوستی کی اور میرے دشمن سے عداوت کی؟

اور سیدی افضل الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: تجھ پر اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت لازم ہے، پس تحقیق حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرماتے گا:

هَلْ وَالَيْتَ لِي وَلِيًّا أَوْ عَادَيْتَ لِي عَدُوًّا

"کیا تو نے میرے لیے کسی دوست سے دوستی کی یا میرے لیے کسی دشمن سے عداوت رکھی ہے"؟

(حلیۃ الاولیاء ج،۱۰، ص،۳۱۶، نوادر الاصول، ج،۴، ص،۸۴)

تعلیق و توضیح

["اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام میں سے کسی نبی علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی، کہ فلاں زاہد کو کہو کہ دنیا میں تیرا زہد اور دنیا سے بے رغبتی یہ ہے کہ تو نے اپنے نفس کی راحت و آرام کو جلدی پالیا ہے

اور سب سے جدا ہو کر مجھ سے تعلق رکھنا یہ ہے کہ تو نے میرے ساتھ عزت حاصل کی، پس اس بارے میں تو نے کون سا عمل کیا ہے جو میرے لیے تجھ پر لازم ہے؟ اس نے عرض کیا : اے میرے رب! تیرے لیے مجھ پر کیا لازم ہے؟ ارشاد فرمایا : کیا تو نے میرے لیے کسی دوست سے دوستی کی ہے یا میرے لیے کسی دشمن سے عداوت رکھی ہے؟۔ (حلیۃ الاولیاء، ج۱۰، ص۱۷، ۳۱۶، والتمہید لابن عبد البر، ج۷، ص۲۳۲، کنز العمال، ۲۴۶۵۳، الدر المنثور فی التفسیر الماثور، ج۶، ص۲۹۸، مکتبۃ الرحاب، القاہرہ)

''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایک بندے کو زندہ کرے گا اس کا کوئی گناہ نہیں ہوگا، تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: دو امروں میں سے کون سا امر تیرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے کہ تجھے تیرے عمل کا بدلہ اور جزاء عطاء فرماؤں یا تجھ پر اپنے احسان اور مہربانی کے ساتھ تجھے جزا عطا فرماؤں؟ وہ عرض کرے گا : اے میرے رب! تو جانتا ہے میں نے تیری کوئی نافرمانی اور گناہ نہیں کیا، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا : میرے بندے کو میری نعمتوں میں سے ایک نعمت کے عوض پکڑ لو۔ تو اس کی کوئی نیکی بھی باقی نہیں رہے گی، اللہ کی وہ ایک نعمت تمام نیکیوں کو محیط ہو جائے گی، تو پھر وہ عرض کرے گا : اے میرے رب! اپنے احسان اور اپنی رحمت کے طفیل (جزا عطا فرمایا) تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا، میری مہربانی اور میری رحمت کے ساتھ، اپنی ذات میں انتہائی نیکی کرنے والا آدمی لایا جائے گا، وہ یہ گمان نہیں کرے گا کہ اس کا بھی کوئی گناہ ہے، تو اسے کہا جائے گا کیا تو میرے دوستوں سے دوستی رکھتا تھا؟ وہ عرض کرے گا : اے میرے پروردگار! تو تو لوگوں سے سالم و محفوظ ہے، پھر رب کریم فرمائے گا : کیا تو میرے دشمنوں سے عداوت رکھتا تھا؟ تو وہ عرض کرے گا : اے میرے پروردگار! میں یہ پسند نہیں کرتا تھا کہ میرے اور کسی ایک کے درمیان کوئی شے ہو، تو اللہ تبارک و تعالیٰ فرمائے گا : مجھے اپنی عزت کی قسم! وہ میری رحمت کو نہیں پا سکے گا جس نے میرے دوستوں کے ساتھ دوستی نہ رکھی اور میرے دشمنوں کے ساتھ عداوت نہ رکھی''۔

(نوادر الاصول، ج۲، ص۸۷، ومجمع الزوائد، ج۱۰، ص۳۴۹، الدر المنثور فی التفسیر الماثور، ج۶، ص۲۹۸، القاہرہ)]

اہل قبور کے مقامات کا مشاہدہ /

اور سیدی افضل الدین [توفی ،۹۴۲،ھ] رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا : جو شخص چاہتا ہے کہ وہ اہل قبور کے اکابر میں سے ہو تو اس کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر صحبت اختیار کرے۔

میں (امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کہتا ہوں کہ اس کی تائید اس سے ہوتی ہے جس کو امام یافعی [متوفی ،۷۶۸،ھ] رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بعض اولیائے کرام کے سے اپنی کتاب "روض الریاحین" میں حکایت بیان کی ہے۔ بے شک اس نے فرمایا : میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ سے وہ مجھے اہل قبور کے مقامات دیکھائے، تو راتوں میں سے ایک رات کو میں نے خواب میں دیکھا، گویا کہ قیامت قائم ہو چکی ہے، اور قبریں کھل چکی ہیں اور ان میں سے کوئی سندس پر سویا ہوا ہے، اور ان میں کوئی حریر و دیباج پر سویا ہوا ہے، اور ان میں سے کوئی پھولوں پر سویا ہوا ہے، اور ان میں سے کوئی تخت پر سوا ہوا ہے، اور ان میں سے کوئی ہنس رہا ہے، اور کوئی رو رہا ہے، تو میں عرض کیا، اے رب! اگر آپ چاہتے تو کرامت ، بزرگی میں ان کے درمیان برابری کر دیتا، تو اہل قبور میں سے ایک پکارنے والے نے پکارا اے فلاں ! یہ اعمال کی منازل و مراتب ہیں : جو اصحابِ سندس ہیں : تو وہ حسنِ اخلاق والے ہیں، اور جو اصحاب حریر و دیباج ہیں، تو وہ شہداء ہیں، اور جو پھولوں پر سونے والے ہیں: تو وہ روزہ دار ہیں، اور جو ہنسنے والے : تو وہ توبہ کرنے والے ہیں، اور جو رونے والے ہیں : تو وہ گناہ کرنے والے ہیں، اور جو اصحابِ مراتب ہیں : تو وہ اللہ تعالیٰ کی خاطر آپس میں محبت رکھنے والے ہیں۔ حضرت یافعی نے فرمایا : اسی طرح اصل میں ذکر کیا گیا ہے جس سے میں نے نقل کیا ہے، یعنی تفصیل میں اہل مراتب بھی مذکور ہیں، حالانکہ مراتب کا پہلے ذکر نہیں ہوا، اور تخت والوں کا ذکر پہلے ہوا ہے اور اس کی تفصیل اب تک نہیں آئی ، تو شاید اہل مراتب سے تخت والے ہی ہیں، کیونکہ مراتب کی حقیقت یہ بزرگ مناصب اور مقامات زیادہ بلند ہیں۔ اور بے شک تخت والے مرتبہ کے اعتبار سے اشرف، اور منزلت کے اعتبار سے اعلیٰ ہیں اس

سے جو زمین پر لیٹے ہوئے ہیں، اور اگر چہ اہل زمین ریشمی فرش وغیرہ پر ہوں، اور غالباً تخت بھی ایسے فرش عزیزہ (اچھے فرش) سے خالی نہ ہوں گے، جب کہ یہ تخت ان کو بزرگی کی وجہ سے عنایت ہوئے ہیں، اگر چہ یہاں تخت کے ساتھ فرش کا ذکر نہیں ہوا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ۔ آپس میں بھائی ہیں تختوں پر روبرو بیٹھے ہیں۔ (سورۃ الحجر، ۴۷)

تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرش کو ذکر نہیں کیا لیکن اور آیات سے معلوم ہوا ہے کہ ان پر فرش بھی ہوگا۔ اور جب کہنے والا کہے گا: بادشاہ اپنے تخت پر بیٹھا تھا اور ہم اس کے پاس بیٹھے تھے، اس سے دو چیزیں معلوم ہوئیں، (۱) بے شک تخت پر بستر بچھا ہوا تھا۔ (اگر چہ اس کا ذکر کلام میں نہیں ہوتا) اور (۲) بادشاہ ہم سے او نچے تخت پر بیٹھے تھے اور ہم ان سے نیچے تھے، کیونکہ بادشاہ اپنے ہمراہ تخت پر نہیں بٹھلاتا ہے، اور نہ دوسرے کے برابر زمین پر بیٹھتا ہے۔ فرمایا: اسی بناء پر اللہ تعالیٰ کی خاطر آپس میں محبت رکھنے والے لوگوں سے جو کہ اس حکایت میں مذکور ہیں افضل واعلیٰ ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اور ترمذی صحیح کی حدیث میں آیا ہے:

قَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ: اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِیْ جَلَالِیْ لَھُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُوْرٍ یَغْبِطُھُمُ النَّبِیُّوْنَ وَالشُّھَدَاءُ۔

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری راہ میں محبت کرنے والے ان کے لیے نور کے منبر ہیں ان پر نبی اور شہداء تحسین کریں گے"۔ (سنن الترمذی، ۲۳۹۰، مشکوۃ باب الحب فی اللہ)

تو اس حدیث سے بھی واضح ہوگیا کہ اہل مراتب سے مراد تخت والے ہیں، یہ بڑا مرتبہ ہے اور کامل شرف ہے اور اس کے ساتھ خوش عیشی اور رویت جمال الٰہی اور قرب مولا بھی ہے، اللہ تعالیٰ ان کی نعمت اور زیادہ کرے اور ان پر اور ہم پر اپنے کرم سے فضل فرمائے۔ آمین۔

ظاہر ہوا جس کی خواب مذکور تائید کرتی ہے، کہ وہ اصحاب مراتب ہیں، اور اس کے ساتھ مراتب میں سے مبالغہ کیا گیا ہے، اور اس کے ساتھ مناصب میں سے اکرام کیا گیا ہے، بزرگی پر مشتمل ہے ان کی قدر بڑی ہے اور ان کا فخر عظیم ہے، ان کے لیے سبیل نہ ہونے کے باوجود۔ اب بہت روشن خوبصورتی، مولیٰ کریم کی ہمسائیگی میں ہمیشہ رہنے والی نعمتیں ہیں۔

اور رہا (یہاں پر متحابین کا) خوابِ مذکور میں تخت پر دیکھا جانا مذکور ہے اور مشہور حدیث میں نور کے منبروں کا ذکر تو ان دونوں کے درمیان کوئی تناقض نہیں ہے، اور نہ ہی کوئی عیب ونقص کا ذکر ہوا ہے، کیونکہ منبر قیامت میں ہوں گے اور تخت قبور میں ہوں گے، جیسا کہ مذکور خواب میں نظر آیا ہے اور آگے بھی نظر آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ حضرت یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کلام ختم ہوا۔

(روض الریاحین فی حکایات الصالحین، ص،۱۹۷، القصہ رقم،۱۶۱)

اور اللہ تعالیٰ کی خاطر آپس میں محبت کرنے کی فضیلت میں آثار بہت زیادہ ہیں، اور اسی مقدار پر کفایت کی ہے۔ اور تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

دوسری فصل:

حقوقِ صحبت میں سے کچھ کے ذکر کے بیان میں۔

تو جان لے! اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس کی توفیق دے جس کو وہ محبوب رکھتا ہے۔ بے شک صحبت کے حقوق بہت زیادہ ہیں، اور لیکن ہم آپ کے لیے ان تمام حقوق کو ذکر کریں گے جو ان میں سے مخالطت (مل جل کر رہنے) اور عشرت کے طریق میں ضروری ہیں۔ اور یہ بھی تو جا لے کہ بے شک مشائخ نے بھائیوں کے حقوق میں اہتمام پر ابھارا، برانگیختہ کیا ہے، اور انہوں نے فرمایا: جو شخص اپنے بھائیوں کے حقوق کو ضائع کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے حقوق ضائع ہونے میں اس کو مبتلاء کر دیتا ہے، اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو اس کے ساتھ مبتلاء کرتا ہے تو اس کو ناپسند کرتا ہے، اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو ناپسند کرتا ہے تو اس کو آگ میں ڈال دیتا ہے۔ جب تو نے اس کو جان لیا تو میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں۔

عیبوں کو چھپانا اور اچھا گمان کرنا

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے: کہ وہ اس کے عیبوں سے اپنی آنکھیں بند کر لیتا ہے، تو مشائخ نے فرمایا: جو شخص لوگوں کے عیبوں کی طرف نظر کرتا تو اس کا نفع کم ہو جاتا ہے اور اس کا دل ویران وخراب ہو جاتا ہے۔ اور انہوں نے فرمایا: جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ لوگوں کے

عیبوں پر موکل (تلاش میں لگا رہتا) ہے، ان کی خبر رکھنے والا ہے تو تم جان لو کہ بے شک اس کو اس ذریعے مکر و دھوکا دیا گیا ہے۔ اور انہوں نے فرمایا: بندہ کے لیے استدراج کی علامات میں سے ہے، اس کی نظر لوگوں کے عیبوں میں ہو، اور وہ اپنے نفس کے عیبوں سے اندھا ہو۔ اور انہوں نے فرمایا: اور میں نے اعمال کو زیادہ ضائع کرنے والی کوئی چیز نہیں دیکھی، اور نہ دلوں کو زیادہ فاسد کرنے والی کوئی چیز، اور نہ بندہ کو ہلاک کرنے میں زیادہ جلدی کرنے والی کوئی چیز، اور نہ نفرت کے زیادہ قریب کرنے والی کوئی چیز، اور نہ زیادہ لازم کرنے والی ریاست، عجب، ریاء کے راستہ کو، اپنے نفس کے عیبوں کو بندے کی معرفت کم ہونے سے، اور اس کی نظر لوگوں کے عیبوں میں ہو۔

اگر وہ تاویل کو نہ پائے تو اپنے نفس پر ملامت کرے

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ اس پر کسی وجہ سے جو کچھ دیکھے تو جہاں تک ممکن ہو اس کو اچھی تاویل پر محمول کرے، پس اگر وہ تاویل کو نہ پائے تو اپنے نفس پر ملامت کرے۔

سیدی ابراہیم دسوقی [توفی ۶۷۶ھ] رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وصیت میں سے ہے کہ تم اپنے بھائیوں کے حال، اور ان کے لباس اور ان کے کھانے کا اور ان کے پینے کا انکار نہ کرو، کیونکہ انکار اللہ تعالیٰ سے انقطاع اور وحشت پیدا کرتا ہے اور کسی پر انکار نہ کرو سوائے اس کے کہ وہ ایسی ممنوعات کا ارتکاب کرے جن کا شریعت مطہرہ نے صراحت کی ہے، پس بے شک خاص ہیں اور خاص الخاص ہیں، اور مبتدی ہیں اور منتہی ہیں، اور متشبہ ہیں، اور متحقق ہیں، اور قوی ضعیف کے ساتھ (چلنے میں) قدرت نہیں رکھتا، اور اس کا عکس، اور اللہ تعالیٰ بعض کی وجہ بعض پر رحم کرتا۔

امام سعید بن مسیب [متوفی ۹۳ھ] رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام میں سے ہے: ہر شریف اور فضل والے میں نقص ہوتا ہے، اور لیکن وہ شخص جس کا فضل اس کے نقص سے زیادہ ہو، اس کو نقص اس کے فضل کی وجہ دیا گیا ہے۔

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ اس کے لیے خیرات (نیکیاں)، اور مسامحت (چشم پوشی

کرنا) اور قبولِ توبہ کی امید رکھے، اور اگر اس نے معاصی اسلامیہ (یعنی وہ معصیت جو کفر نہ ہوا گرچہ کبیرہ گناہ ہو) سے ارتکاب کیا، جو کیا، جیسا کہ وہ اپنے نفس کے لیے امید رکھتا ہے۔

عیب پوشی کا فائدہ اور عیب جوئی کی سزا

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ اس کی اس لغزش کی طرف نظر نہ کرے جو اس سے ہو چکی ہو، اور اس کے اس مخفی عیب کو ظاہر نہ کرے جس پر پردہ ڈال دیا گیا ہو۔

اور حدیث شریف میں ہے :مَنْ رَأَى عَوْرَةً فَسَتَرَهَا، كَانَ كَمَنْ أَحْيَا مَوْؤُدَةً -

جو کسی کا مخفی عیب دیکھے اور اس پر پردہ ڈال دے تو وہ اس شخص کی طرح ہے جو زندہ درگور بچی کو زندہ کر دے۔ (مسند احمد، ۱۷۲۶۵، وابو داود، ۴۸۹۱، مشکوۃ المصابیح، باب الشفقۃ والرحمۃ)

اور مشائخ نے فرمایا: ہر وہ شخص جس نے اپنے بھائیوں کی ان لغزشوں پر پردہ نہ ڈالا جو اس نے ان سے دیکھیں، تو اس نے اپنے آپ پر اس کے مخفی عیب کے کشف کے دروازہ کو کھول دیا، اتنی مقدار جو اس نے ان کی لغزشوں کو ظاہر کیا۔ اور انہوں نے فرمایا: جب تم اپنے بھائیوں میں سے کسی کو معصیت پر دیکھو کہ اس نے اس کو ظاہر نہیں کیا تو تم اس کی پردہ پوشی کرو، اور اگر اس کو ظاہر کرتا ہے تو اس کی توبیخ (ڈانٹ ڈپٹ) کرو، اور اگر اس نے ڈانٹ ڈپٹ کی تو اس کی مصلحت کے لیے لوگوں کے درمیان اس کی توبیخ کرو، نہ کہ اس میں تسلی تسکین کے طور پر، تو شاید وہ اس کی رعایت اور زجر کرے، اور جب تک وہ اپنے گھر کی گہرائی (اندرونی حصہ) میں معصیت کرتا ہے اور گھر کے دروازہ کو اپنے اوپر بند کرتا ہے تو اس نے ظاہر نہیں کیا، مگر یہ کہ وہاں بچے ہوں جو دیکھتے ہیں وہ اس کی نقل کرتے ہیں، تو وہ مردوں کی طرح ہیں۔

تعلیق وتوضیح

[رسول اللہ ﷺ نے اشاد فرمایا: ”جو اپنے مسلمان بھائی کی پردہ پوشی کرے اللہ عَزَّ وَجَلَّ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا اور جو اپنے مسلمان بھائی کا عیب ظاہر کرے اللہ عَزَّ وَجَلَّ اس کا عیب ظاہر فرمائے گا یہاں تک کہ اسے اس کے گھر میں رسوا کر دے گا۔“

(سنن ابن ماجہ، ابواب الحدود، باب الستر علی المومن و دفع الحدود بالشبہات، الحدیث ۲۵۴۶: ص ۲۶۲۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر اقدس پر جلوہ افروز ہوئے اور بلند آواز سے ارشاد فرمایا: "اے وہ لوگو! جو زبان سے ایمان لائے ہو مگر ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا! مسلمانوں کو تکلیف نہ دیا کرو اور نہ ہی ان کے عیبوں کے پیچھے پڑو کیونکہ جو اپنے مسلمان بھائی کے عیب تلاش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے عیبوں کو ظاہر کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ جس کے عیب ظاہر فرما دے وہ اسے رسوا کر دیتا ہے اگرچہ وہ اپنے گھر میں ہی ہو۔" ایک دن حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعبہ شریف کی طرف دیکھا اور ارشاد فرمایا: "تیری شان کتنی بلند ہے اور تیری حرمت کتنی زیادہ ہے لیکن بندۂ مومن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تجھ سے بھی زیادہ محترم ہے۔"

(جامع الترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی تعظیم المومن، الحدیث ۲۰۳۲: ص ۱۸۵۵، دون قولہ: یوشک)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشاد فرمایا: "اے وہ لوگو جو زبان سے اسلام لائے ہو مگر ابھی ایمان تمہارے دل میں داخل نہیں ہوا! مسلمانوں کو تکلیف نہ دو اور نہ ہی ان پر عیب لگاؤ اور نہ ہی ان کی لغزشوں کو دیکھو۔" (الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الحظر والاباحۃ، باب الغیبۃ، الحدیث ۵۷۳۳: ج ۷، ص ۵۰۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشاد فرمایا: "اے لوگو جو زبان سے ایمان لائے ہو مگر ابھی ایمان تمہارے دل میں داخل نہیں ہوا! مسلمانوں کی غیبت نہ کیا کرو اور نہ ہی ان کے عیبوں کا کھوج لگاؤ کیونکہ جو مسلمانوں کے عیب تلاش کرتا ہے اللہ عَزَّ وَجَلَّ اس کے عیب ظاہر کر دیتا ہے اور اللہ عَزَّ وَجَلَّ جس کے عیب ظاہر کر دے وہ اسے اس کے گھر میں ہی رسوا کر دے گا۔"

(سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی الغیبۃ، الحدیث ۴۸۸۰: ص ۱۵۸۱، "اسلم" بدلہ "آمن"۔)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشاد فرمایا: "اگر تم لوگوں کی عیب جوئی کرتے پھرو گے تو انہیں بگاڑ دو گے یا انہیں خرابی تک پہنچا دو گے۔" (سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی التجسس، ۴۸۸۸: ص ۱۵۸۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشاد فرمایا: "جس نے کسی مسلمان کی کوئی دُنیوی پریشانی دور کی اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن کی پریشانی دور فرمائے گا اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا اور جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں ہوتا ہے اللہ

تعالیٰ اس کی مدد میں ہوتا ہے۔" (سنن ابی داود، کتاب الادب، ۴۹۴۶، ص ۱۵۸۵)

رسول اللہ ﷺ نے اشاد فرمایا : "مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ تو وہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ ہی اسے عیب دار کرتا ہے اور جو اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پوری فرماتا ہے اور جس نے کسی مسلمان کی مصیبت دور کی اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن کی مصیبت دور فرمائے گا اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔" (سنن ابی داود، کتاب الادب، باب المواخاۃ، الحدیث ۴۸۹۳: ص ۱۵۸۲)

رسول اللہ ﷺ نے اشاد فرمایا : "جو بندہ مومن اپنے (مسلمان) بھائی کا عیب دیکھ کر اسے چھپائے گا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔"
(المعجم الاوسط، الحدیث ۱۴۸۰: ج ۱، ص ۴۰۴)]

اس کو گناہ وغیرہ پر عار نہ دلائے

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ اس کو گناہ وغیرہ پر عار نہ دلائے، کیونکہ عار دلانا محبت کو ختم کر دیتا، یا اس کے صاف ہونے کو میلا کر دیتا ہے۔

امام حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام میں سے ہے کہ جب تمہیں کسی کے متعلق کوئی لغزش پہنچے، اور وہ حاکم کے پاس ثابت نہ ہو تو اس کی وجہ سے اس کو عار نہ دلاؤ، اس کے پھیلنے کو اس کی طرف سے جھوٹا قرار دو، خصوصاً اگر وہ تمہارے درمیان ہو، کیونکہ اصل براتِ ساحۃ (میدان کا صاف ہونا) ہے، یہاں تک کہ حاکم کے پاس بینہ عادلہ (منصفانہ ثبوت) قائم ہو جائے، پھر اس کے پاس اس کے ثبوت کے بعد، تو پھر تم اس کو عار دلانے سے بھی بچو۔ پس اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دے اور تم کو مبتلا کر دے۔ اور حدیث شریف میں ہے : مَنْ عَيَّرَ أَخَاهُ بِذَنْبٍ لَمْ يَمُتْ حَتَّى يَعْمَلَهُ۔ جس شخص نے کسی گناہ پر اپنے بھائی کو عار دلائی تو وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک وہ گناہ نہ کر لے۔ (ترمذی، ۲۵۰۵، مشکوۃ المصابیح، باب حفظ اللسان، ۴۸۵۵)

سیدی علی وفا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام میں سے ہے: ''اپنے بھائی کو مشقت میں نہ ڈال اس کی وجہ سے جو دنیا کے مصائب میں سے اسے پہنچی ہے، کیونکہ اس میں یا تو مظلوم ہوگا تو اللہ تعالیٰ عنقریب اس کی مدد فرمائے گا، یا وہ گناہگار ہوگا تو سزا دیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو رعونت، سرکشی سے پاک کر دے گا، اس پر تو فخر کرتا ہے جس کے سلب ہونے سے امن نہیں ہے، یا تو کسی کو عار دلاتا ہے اس چیز کی جو تیرے حق میں محال (ناممکن) نہیں ہے، اور حالانکہ تو جانتا ہے کہ تجھ پر جائز ہے اور اس کی مثل پر جائز نہیں ہے''۔

اس کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھ

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ اس کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھ، پس مشائخ فرما چکے کہ جس شخص نے اپنے بھائی کو حقارت کی نظر سے دیکھا تو اس کو رسوائی کی سزا دی جائے گی۔

تعلیق و توضیح

[رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان کی سب چیزیں مسلمان پر حرام ہیں اس کا مال اور اس کی آبرو اور اس کا خون آدمی کو برائی سے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے۔
(سنن ابی داود، کتاب الأدب، باب فی الغیبة، الحدیث ۴۸۸۲: ج ۴، ص ۳۵۴)]

بھائی کو نگاہِ محبت سے دیکھنے سے مغفرت

اور حدیث شریف میں ہے: مَنْ نَظَرَ إِلَى أَخِيهِ نَظْرَةً وُدٍّ غَفَرَ اللهُ لَهُ ۔

جس شخص نے اپنے بھائی کی طرف نگاہِ محبت سے دیکھا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دے گا۔
(المعجم الاوسط، ۵۸۴۵، نوادر الاصول، ج ۲، ص ۳۶۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت، الفتح الکبیر، ۱۲۳۸۴)

اس کے عیب پر اطلاع ملے تو اپنے نفس کو تہمت لگائے

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ جب اس کو اپنے بھائی کے عیب پر اطلاع ملے تو اس بارے میں وہ اپنے نفس کو تہمت لگائے، اور کہے: وہ عیب مجھ میں ہی ہے، کیونکہ مسلمان مسلمان کا

آئینہ ہوتا ہے۔اور انسان آئینہ میں اپنی ہی صورت دیکھتا ہے۔

تعلیق و توضیح

[عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ : رَأَى عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَجُلًا يَسْرِقُ، فَقَالَ لَهُ : أَسَرَقْتَ؟ قَالَ : كَلَّا وَاللهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، فَقَالَ عِيسَى : آمَنْتُ بِاللهِ، وَكَذَّبْتُ عَيْنِي۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بواسطہ ابو ہریرہ روایت فرمائی ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام نے ایک شخص کو چوری کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کیا تو نے چوری کی؟ اس نے جھٹ کہا ہرگز ایسا نہیں، اس اللہ تعالیٰ کی قسم جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا : میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا اور میں نے اپنی آنکھوں کو جھٹلایا۔

(صحیح البخاری، ۳۴۴۴، سنن ابن ماجہ، ۲۱۰۲، سنن النسائی، ۵۴۲۷)

اپنے بھائی کی لغزش کے ستر عذر تلاش کرو

امام ابن سیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں : ”آدمی اپنے بھائی ستر لغزشیں سہتا، برداشت کرتا ہے اور اس کا عذر تلاش کرتا ہے۔اگر یہ کافی ہو تو ٹھیک ورنہ وہ یوں کہتا ہے کہ شاید میرے بھائی کا کوئی مجھ سے پوشیدہ عذر ہو“۔(قوت القلوب، ج، ۲،ص، ۳۷۸)

حضرت علامہ امام محمد بن محمد غزالی، شافعی، قدس سرہ، متوفی، ۵۰۵ھ، لکھتے ہیں :

”کہا گیا ہے کہ اپنے بھائی کی لغزش کے ستر عذر تلاش کرو پھر بھی دل نہ مانے تو اپنے نفس کو ملامت کرو اور اپنے دل سے کہو کہ تم کس قدر سخت ہو تمہارے بھائی نے ستر عذر پیش کئے اور تم قبول نہیں کرتے لہٰذا عیب تمہارے اندر ہے تمہارے بھائی میں نہیں“۔(احیاء العلوم، ج، ۲،ص، ۲۶۲)

حدیث شریف میں ہے : اَلْمُؤْمِنُ مِرْآۃُ الْمُؤْمِنِ ۔ مومن مومن کا آئینہ ہوتا ہے۔

(ابو داؤد، ۴۹۱۸، والبیہقی فی السنن الکبریٰ، ج، ۳،ص، ۵۷۳، ومجمع الزوائد، ج، ۷،ص، ۲۶۴)]

اپنے عیب کے متعلق میرے علاوہ کسی اور سے پوچھو

اور ایک شخص نے حضرت ابو اسحاق براہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ [توفی ۱۶۲،ھ] کی صحبت اختیار کی تو جب اس سے جدا ہونے کا ارادہ کیا تو اس کو فرمایا : مجھ میں جو عیب ہیں آپ مجھے اس سے آگاہ (تنبیہ) کریں ، تو انہوں فرمایا : اے بھائی ! مجھے آپ میں عیب نہیں دیکھائی دیتا ، کیونکہ میں نے آپ کو محبت ، دوستی کی نگاہ سے دیکھا تو میں نے آپ کو اچھا جانا جب بھی میں نے آپ کو دیکھا ، پس اپنے عیب کے متعلق میرے علاوہ کسی اور سے پوچھو ۔ اور اسی معنی کے بارے میں انہوں [عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابوطالب ، توفی ، ۱۲۹،ھ] نے شعر کہا :

وَعَيْنُ الرِّضَا عَنْ كُلِّ عَيْبٍ كَلِيْلَةٌ ۔۔۔ وَلٰكِنَّ عَيْنَ السُّخْطِ تُبْدِي الْمَسَاوِيَا

ترجمہ : دوستی کی نگاہ ہر عیب سے بند ہوتی ہے مگر دشمنی کی نگاہ برائیوں کو ظاہر کرتی ہے ۔

(رسالہ قشیریہ ، باب الصحبۃ ، ۱۶۰ ، دارالسلام ، بیروت)

صحبت کے فوائد کا دارومدار اپنی ذات کی نفی ہے

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو ہمیشہ حقیر و کم دیکھے ، اور یہ یقین کے طریقہ پر ہو [تا کہ نفع حاصل ہو] ، اور گمان و تخمین ، قیاس کے طریقہ پر نہ ہو ، پس انہوں نے فرمایا : جو شخص اپنے آپ کو اپنے بھائی سے کم نہیں دیکھتا ، اس نے اس کی صحبت سے نفع نہیں پایا ۔

اور شیخ ابو مواہب شاذلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام میں سے ہے کہ بے شک زمین کے نیچے کرنے کے علاوہ تمام نباتات نہ اگتے ہیں اور نہ ہی پھل دیتے ہیں ، مردانگی کے اعلیٰ مقامات کو وہ پہنچے جنہوں نے اپنے نفسوں کو ہر ایک کے لیے زمین بنایا ۔ سیدی علی وفا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا ہی بنایا ، تا کہ وہ تم کو تواضع سکھائے ، پس تم تواضع اختیار کرو ، خوشی و مسرت حاصل کرو ۔

ہر چیز میں ان کو اپنے آپ پر ترجیح دے

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ ہر چیز میں ان کو اپنے آپ پر ترجیح دے ، پس انہوں نے

فرمایا : اپنے قریبی لوگوں پر کوئی سردار نہ بنے، مگر اپنے آپ پر ان لوگوں کو ترجیح دے، اور ان کی تکلیف کو برداشت کرے، اور وہ کسی چیز میں ان کا شریک نہ ہو جن کی طرف ان کے نفوس سر اٹھائیں۔

تعلیق و توضیح

[ایک مرتبہ حضور نبی اکرم ﷺ اپنے کسی صحابی کے ساتھ جنگل میں تشریف لے گئے، وہاں سے آپ نے دو مسواکیں چُنیں ایک ٹیڑھی تھی اور ایک سیدھی، آپ ﷺ نے سیدھی مسواک اپنے صحابی کو دے دی، انہوں نے عرض کی: "یارسولَ اللہ ﷺ! سیدھی مسواک کے آپ مجھ سے زیادہ حقدار ہیں۔" تو رسولَ اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: " جو شخص گھڑی بھر بھی کسی کی صحبت اختیار کرتا ہے تو اس سے اس صحبت کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ اس نے اس صحبت میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا حق ادا کیا یا ضائع کر دیا۔" (تفسیر الطبری، سورۃ النساء، ۸۵ / ۴، تحت الآیۃ ۳۶: الحدیث ۹۴۸۳: قوت القلوب لابی طالب المکی، ۳۸۷ / ۲، احیاء العلوم، ج ۲، ص ۲۴۸)

وہ کام جس سے اللہ تعالیٰ بھی محبت کرے اور لوگ بھی محبت کریں

حضرت سہل ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک شخص آیا تو بولا یارسول اللہ ﷺ مجھے ایسے کام پر رہبری کریں کہ جب میں وہ کروں تو مجھ سے اللہ تعالیٰ بھی محبت کرے اور لوگ بھی محبت کریں فرمایا: اِزْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبَّكَ اللهُ، وَازْهَدْ فِيمَا فِي أَيْدِي النَّاسِ يُحِبَّكَ النَّاسُ۔

"دنیا میں بے رغبت رہو تم سے اللہ محبت کرے گا اور لوگوں کے پاس کی چیزوں سے بے رغبت رہو تم سے لوگ محبت کریں گے"۔ (ابن ماجہ، ۴۱۰۲، مشکوۃ المصابیح، کتاب الرقاق، ۵۱۸۷)

روایت میں آتا ہے کہ صوفیاء کی ایک جماعت (حضرت ابو حمزہ، حضرت شیخ شبلی، حضرت شیخ جنید اور حضرت رقام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم) کو کسی خلیفہ (بادشاہ) کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے ان کو قتل کرنے کا حکم جاری کر دیا، ان میں حضرت سیدنا ابوحسین احمد بن محمد نوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی تھے۔ (جب جلاد نے حضرت رقام کو مارنے کے لیے خنجر اٹھایا تو) آپ فوراً جلاد کی طرف لپکے تا کہ سب سے پہلے

قتل کئے جائیں۔آپ سے اس کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا: (میرا طریقہ ایثار کا ہے اور دنیا میں سب زیادہ عزیز چیز جان ہے)"میں پسند کرتا ہوں کہ اس گھڑی اپنے بھائیوں کی زندگی کو خود پر ترجیح دوں۔" آپ کا یہ فرمانا سب کی نجات کا سبب بن گیا۔

(تذکرۃ الاولیاء،ص،۳۱۵،احیاء العلوم،ج،۲،ص،۲۴۶)]

بھائیوں کی خدمت نہ کرنے پر ذلت ملے گی

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ جب وہ بیمار ہو تو اس کی خدمت کرے،پس انہوں نے ذکر کیا کہ بے شک بھائیوں کی خدمت میں مروت و جوانمردی ہے۔استاد جنید[بن محمد الزجاج،ابو القاسم،توفی،۲۹۷،ھ] رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام میں سے ہے کہ انسان کو چاہیے کہ اپنے بھائیوں کی خدمت کرے،پھر ان سے معذرت کرے کیونکہ اس نے ان کے واجب حق کو ادا نہیں کیا،وہ اپنے آپ پر ان کی خیانت کا اقرار کرے،اگرچہ اسے معلوم ہو کہ وہ اس سے بری الذمہ ہے،جب تک اس پر حد یا تعزیر مترتب نہ ہو،اور مگر جو اس میں داخل ہوا،اس نے اپنے آپ پر ظلم کیا،اور یہ حرام ہے۔شیخ ابو مواہب شاذلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام سے ہے کہ جو شخص اپنے بھائیوں کی خدمت نہ کرے،اللہ تعالیٰ اس کو ایسی ذلت کا وارث بنائے گا جو اس سے کبھی بھی جدا نہیں ہوگی،اور جس شخص نے اپنے بھائیوں کی خدمت کی اس کو ان کے خالص اعمال میں سے عطاء کیا جائے گا۔

تعلیق و توضیح

[حضرت سیّدنا جعفر بن ترکان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:"میں فقراء کی صحبت میں بیٹھا کرتا تھا۔ ایک دفعہ مجھے ایک دینار ملا تو میں نے ارادہ کیا کہ یہ دینار ان فقراء کو دے دوں پھر میرے دل میں یہ خیال آیا کہ شاید مجھے اس کی ان سے زیادہ حاجت ہے۔تو اچانک مجھے دانت کا درد محسوس ہوا میں نے اپنے دانت کو جڑ سے اکھیڑ دیا پھر دوسرا درد کرنے لگا۔اس کو بھی جڑ سے اکھیڑ دیا تو ہاتف غیبی سے آواز آئی :اگر تم ان فقراء کو وہ دینار نہ دو گے تو تمہارے منہ میں ایک دانت بھی باقی نہ

رہے گا"۔(الروض الفائق فی المواعظ والرقائق،ص،۱۹۷)]

علماء اور حفاظ کا احترام کرنے کی فضلیت

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ وہ اس کا احترام اور توقیر وعزت کرے خصوصاً جب وہ اس کا مستحق ہو، علماء، سے ہو، یا قرآن کریم کے حاملوں، عمل کرنے والوں میں سے ہو، اور رسول اللہ ﷺ کی عترت، اولاد، عزیز وقارب میں سے ہو۔

تعلیق و توضیح

[رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جوان اگر بوڑھے کا اکرام اس کی عمر کی وجہ سے کریگا تو اس کی عمر کے وقت اللہ تعالیٰ ایسے کو مقرر کردے گا، جو اس کا اکرام کرے"۔

(سنن الترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی إجلال الکبیر، الحدیث ۲۰۲۹: ج ۳،ص۔۴۱۱)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "یہ بات اللہ تعالیٰ کی تعظیم میں سے ہے کہ بوڑھے مسلمان کا اکرام کیا جائے اور اس حامل قرآن کا اکرام کیا جائے جو نہ غالی ہو، نہ جافی (یعنی جو غلو کرتے ہیں کہ حد سے تجاوز کرجاتے ہیں کہ پڑھنے میں الفاظ کی صحت کا لحاظ نہیں رکھتے یا معنی غلط بیان کرتے ہیں یا ریا کے طور پر تلاوت کرتے ہیں اور جفا یہ ہے کہ اس سے اعراض کرے، نہ قرآن کی تلاوت کرے، نہ اس کے احکام پر عمل کرے) اور بادشاہ عادل کا اکرام کرنا"۔

(سنن ابی داود، کتاب الأدب، باب فی تنزیل الناس منازلھم، الحدیث ۴۸۴۳: ج ۴،ص۔ ۳۴۴)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جس نے کسی عالم کی تعظیم کی اس نے ستر (۷۰) نبیوں کی تعظیم کی اور جس نے کسی طالب علم کو عزت دی اس نے ستر (۷۰) شہیدوں کو عزت دی"۔

(مسند الفردوس، ۵۸۰۵)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن خچر پر سوار ہو کر آئے، تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی طرف کھڑے ہوئے اور ان کی رکاب کو پکڑ لیا یہاں تک کہ وہ اتر آئے، تو حضرت

زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا : کیا آپ یہ کرتے ہیں حالانکہ آپ رسول اللہ ﷺ کے چچا کے بیٹے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: ہمیں اسی طرح اپنے علماء کے ساتھ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، تو انہوں نے فرمایا: آپ اپنا ہاتھ میرے قریب کریں، تو انہوں نے اس کے قریب کر دیا، تو حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے ہاتھ کو چوما، تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ان سے فرمایا : آپ نے کیوں کیا؟ تو فرمایا: ہمیں اسی طرح اپنے نبی ﷺ کے اہل بیت کے ساتھ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (عیون الاخیار، ج۱، ص۲۶۹)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص نے کسی شخص (کی سواری) کی رکابیں پکڑ لیں نہ کوئی لالچ تھی اور نہ اس سے خوفزدہ تھا تو اس کی بخشش کر دی جائے گی''۔ (کنز العمال، ۲۵۰۱)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو اپنے مسلمان بھائی کی تعظیم کرتا ہے بے شک وہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرتا ہے''۔ (مسند حارث، ۲۰۵)

''بہترین نیکی ہمنشینوں کی تعظیم کرنا ہے''۔

(فردوس الاخبار، ذکر فصول اخر فی عبارات شتی، الحدیث ۱۴۳۸، ج۱، ص۲۰۷)]

اور [ابوزکریا، یحیی بن شرف] امام نووی [متوفی ۶۷۶ھ] رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وصیت میں سے ہے:
''تم کسی کو چھوٹا نہ سمجھو، پس بے شک عاقبت، انجام لپیٹا ہوا ہے، اور بندہ نہیں جانتا کہ اس کا خاتمہ کس پر ہوگا، پس جب تو گنا ہگار کو دیکھے تو اپنے آپ کو اس پہ مقدم نہ کر، پس ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم اس کا مقام تجھ سے اعلیٰ ہو، اور تو فاسقوں میں سے ہو اور ہوسکتا ہے کہ وہ قیامت کے دن تیرے بارے میں شفاعت کرے، اور جب چھوٹے کو دیکھے تو پس حکم کر کہ بے شک وہ تجھ سے بہتر ہے، اس اعتبار سے کہ وہ گناہوں کے اعتبار سے تجھ سے کم ہے، اور جب تو اس شخص کو دیکھے جو تجھ سے عمر میں بڑا ہے، پس حکم کر کہ وہ تجھ سے بہتر ہے، اس اعتبار سے کہ اسلام میں ہجرت کے اعتبار سے وہ تجھ سے مقدم ہے، اور جب تو کافر کو دیکھے تو اس کے لیے آگ (جہنم) کا قطعی (فیصلہ) نہ کر، اس -

احتمال کی وجہ سے کہ وہ اسلام قبول کرے اور اس کو مسلمان ہونے حالت میں موت آجائے"۔
بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ اس کی موجودگی اور غیر موجودگی میں شرعی طریقہ سے اس کی تعریف کرے، پس بے شک یہ چیز اس میں سے ہے۔ جس سے محبت کی صفائی، خلوص، پاکیزگی میں اضافہ ہوتا ہے۔

مومن کامل کے سامنے اس کی تعریف کرنا اس کے ایمان کو بڑھاتا ہے

اور طبرانی وغیرہ نے روایت کیا

---------- تعلیق و توضیح ----------

[حضرت خلاد بن سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے میرے سامنے میری تعریف بیان کی اور فرمایا: مجھے آپ کی تعریف آپ کے سامنے کرنے پر اس (حدیث) نے اکسایا، بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا] :

إِذَا مُدِحَ الْمُؤْمِنُ یعنی الکامل فِی وَجْهِهِ رَبَا الْإِیمَانُ فِی قَلْبِهِ۔

"جب مومن (کامل) کے سامنے اس کی تعریف کی جاتی ہے تو اس کے دل میں ایمان بڑھ جاتا ہے"۔ (المعجم الکبیر، ۴۲۴، والمستدرک للحاکم، ۶۵۳۵، ومجمع الزوائد، ۱۳۲۹۶)

---------- تعلیق و توضیح ----------

[علامہ حافظ مناوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: مومن سے مراد وہ کامل مومن ہے جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اور جس کو عجب اور تکبر کی جانب سے اس پر امن ہو گیا، بلکہ اس کے لیے نیک عمل کی زیادتی کا سبب ہوگا (فیض القدیر، ج ۱، ص ۴۴۰)]

یعنی کیونکہ جب مومن کامل کی تعریف کی جاتی ہے تو وہ اپنی خوبیوں کے اظہار پر اور اپنے نقائص

کی پردہ پوشی پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہے تو اس وجہ سے اس کا ایمان بڑھتا ہے،
پھر مخفی نہیں ہے بے شک وہ صرف محبت کی صفائی وخالص کے بعد اور اس کی صحت کے ہوگا، ہاں
جب محبت اور صحت صاف ہو جائے تو بے اس وقت تعریف اچھا نہیں ہے۔

انہوں نے شعر پڑھا :

إِذَا صَفَتِ الْمَوَدَّةُ بَيْنَ قَوْمٍ ... وَدَامَ إِخَاؤُهُمْ سَمُجَ الثَّنَاءُ

ترجمہ: جب کسی قوم کے درمیان محبت خالص ہو جاتی ہے اور ان کی دوستی صحیح ہو جاتی ہے تو
پھر تعریف کرنا اچھا نہیں ہے۔

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ جب وہ اس کے پاس آئے تو اس کی عزت واکرام
کرے، خندہ پیشانی کے ساتھ اور مرحبا کے ساتھ اس سے ملاقات کرے، اور اگر وہ سوار ہو تو اس کی
لگام پکڑے، اور اس کے لیے کوئی بچھونا بچھائے کہ وہ اس کو مٹی سے بچائے۔

تعلیق و توضیح

[''جو مسلمان بھی اپنے مسلمان بھائی کے پاس جاتا ہے اور وہ اس کے اکرام کی خاطر اسے تکیہ پیش
کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتا ہے''۔ (مستدرک، ۵۶۴۲، کنز العمال، ۲۵۴۹۴)]

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ جب اس کو دیکھے تو اس کے لیے وہ مجلس میں وسعت و
گنجائش بنائے، پس بے شک یہ وہ چیز ہے کہ جس سے محبت کی قوت میں اضافہ ہوگا۔

تعلیق و توضیح

[حدیث شریف میں ہے: ''جو شخص کسی مجلس میں آیا اور اس کے لیے کشادگی کر دی گئی حتیٰ کہ وہ
راضی ہو گیا، اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ قیامت کے دن اہل مجلس کو راضی کرے''۔ (کنز العمال، ۲۵۹۵)]

اور حدیث شریف میں ہے :إِنَّ لِلْمُسْلِمِ حَقًّا إِذَا رَآهُ أَخُوهُ أَنْ يَتَزَحْزَحَ لَهُ۔

بے شک مسلمان کا حق ہے کہ اسے اس کا بھائی دیکھے تو اس کے لیے جگہ چھوڑ دے۔
(شعب الایمان، ۸۹۳۳، کنز العمال، ۲۵۴۰۵)

موجودگی وغیر موجودگی میں القاب سے پکارنا

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ صرف اس کے نام سے اس کو نہ پکارے۔ بعض سے وصیت ہے کہ جب تو اپنے بھائی کو پکارے تو اس کی تعظیم کر اس کی محبت ثابت ہوگی، اور بھائی کو لفظ سیادت [سیدی]، اور لقب اور کنیت سے خالی پکارنا جفاء میں سے ہے، اور اسی طرح موجودگی اور غیر موجودگی میں اس کی اولاد اور اس کے پوتوں کو پکارنا۔

اس کے افضل ہونے کا اعتراف کرنا

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ اس کے افضل ہونے کا اعتراف کرے۔

تعلیق و توضیح

[حدیث شریف میں ہے: "ایسے کے ساتھ نہ رہو جو تمھاری فضیلت کا قائل نہ ہو، جیسے تم اس کی فضیلت کے قائل ہو"۔ (حلیۃ الاولیاء، رقم ۱۴۳۷۵: ج۱۰، ص۲۴)
یعنی جو تمھیں نظر حقارت سے دیکھتا ہو اس کے ساتھ نہ رہو یا یہ کہ وہ اپنا حق تمھارے ذمہ جانتا ہو اور تمھارے حق کا قائل نہ ہو۔]

اور اس کے ساتھ برابر نہ ہونے کو ظاہر کرے، خصوصاً اگر وہ ہدیہ سے ابتدا کرے، کیونکہ ابتدا سے وہ برابری پر قادر نہیں ہوتا، جیسا کہ محی الدین ابن عربی [توفی ۶۳۸ھ] رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔
اور حدیث شریف میں ہے:

من اودع معروفا فلینشرہ، من نشرہ فقد شکر، ومن کتمہ فقد کفر۔

"جس شخص کو نیکی امانت دی گئی تو اس کو چاہیے کہ اس کو پھیلائے، اور جس نے اس کو پھیلایا تو اس نے شکر ادا کیا، اور جس نے اس کو چھپایا تو اس نے ناشکری کی"۔

تعلیق و توضیح

[اور حدیث شریف میں ہے :

مَنْ أُولِیَ مَعْرُوفًا فَلْیَذْکُرْہُ، فَمَنْ ذَکَرَہُ فَقَدْ شَکَرَہُ، وَمَنْ کَتَمَہُ فَقَدْ کَفَرَہُ

"جس پر کسی نے احسان کیا تو اس کو اس کا ذکر کرنا چاہیے، پس جس شخص نے اس کا ذکر کر دیا تو اس نے شکر ادا کر دیا، اور جس شخص نے کسی کی نیکی کو چھپالیا تو اس نے کفران نعمت کیا (ناشکری کی)۔

(المعجم الکبیر، ۲۱۱، والاحادیث المختارہ، ۸۳۶، ج، ۳، ص، ۷، ۳، وکنز العمال، ۱، ۱۶۵۷۱،)]

اور حدیث شریف میں ہے :لَا یَشْکُرُ اللهَ مَنْ لَا یَشْکُرُ النَّاسَ۔

"وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرتا جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا"۔(شعب الایمان، ۹۱۱۷)

اللہ تعالیٰ کی خاطر بھائی کی زیارت کرو۔

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ تھوڑے وقفہ میں اس کی زیارت کرے۔

تعلیق و توضیح

[حدیث شریف میں ہے :زُرْ غِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا ۔"وقفہ سے ملا کرو محبت زیادہ ہوگی"۔

(مسند البزار، ۳۹۶۳، مسند الطیالسی، ۲۶۵۸، مسند حارث، ۹۲۰۱، معجم الاوسط، ۱۷۷۵، مجمع الزوائد، ۱۳۶۰۴)]

حدیث شریف میں ہے:

امْشِ مِیلًا عُدْ مَرِیضًا، وَامْشِ مِیلَیْنِ وَأَصْلِحْ بَیْنَ اثْنَیْنِ، وَامْشِ ثَلَاثًا وَزُرْ أَخًا فِی اللهِ

"ایک میل کی مسافت طے کرو اور مریض کی عیادت کرو، اور دو میل مسافت طے کرو اور دو شخصوں کے درمیان صلح کرو، اور تین میل مسافت طے کرو اور اللہ تعالیٰ کی خاطر بھائی کی زیارت کرو"۔

(ابن ابی الدنیا فی کتاب الاخوان ص، ۲۳، کنز العمال، ۲۴۷۵۸)

حدیث شریف میں ہے :الزَّائِرُ أَخَاهُ فِی بَیْتِهِ الْآکِلُ مِنْ طَعَامِهِ أَرْفَعُ دَرَجَةً مِنَ الْمُطْعِمِ لَهُ۔

''اپنے بھائی کی اس کے گھر زیارت کرنے والا، اس کے کھانے سے کھانے والا، کھانا کھلانے والے سے اس کا درجہ زیادہ بلند ہے''۔(المعجم الکبیر، کنز العمال، ۲۴۷۵۸)

اور حدیث شریف میں ہے:

إِذَازَارَ أَحَدُكُم أَخَاهُ فَأَلْقَى لَهُ شَيْئاً يَقِيهِ مِنَ التُّرَابِ وَقَاهُ اللهُ عَذَابَ النَّارِ۔

''جب تم میں سے کوئی اپنے دوست کی زیارت کو جائے اور اس نے اسے خاک آلود ہونے سے بچانے کے لیے زمین پر کوئی چیز بچھائی تو اللہ تعالیٰ اسے آگ کے عذاب سے بچائے گا''۔

(طبرانی فی الکبیر، ۶۱۸۸، کنز العمال، ۲۴۷۵۷)

اور حدیث شریف میں ہے: زُرْ فِي اللهِ فَإِنَّهُ مَنْ زَارَ فِي اللهِ شَيَّعَهُ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ۔

''اللہ تعالیٰ کی خاطر زیارت کرو کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی خاطر کسی سے ملاقات کرتا ہے ستر ہزار فرشتے اس کے ساتھ چلتے ہیں''۔(الفتح الکبیر، ۶۷۱۹، کنز العمال، ۲۴۶۶۵)

اور حضرت یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بعض اولیاء سے حکایت بیان فرمائی کہ میں مکہ معظمہ میں نے ایک قطب [غوث] (احمد بن عبد اللہ بلخی) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو [۳۱۵ھ میں] دیکھا، وہ سونے کی گاڑی پر سوار تھے، اور فرشتے اس کو سونے کی زنجیروں سے پکڑے ہوئے ہوا میں کھینچ کر لے جا رہے تھے ، میں نے کہا: آپ کس کی طرف تشریف لے جا رہے ہیں؟ تو اس نے فرمایا: اپنے بھائیوں میں سے ایک بھائی کے پاس جن کی زیارت کا مجھے اشتیاق ہے، تو میں اس سے عرض کیا: اگر آپ اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے کہ وہ اس کو آپ کے پاس پہنچا دیتا، تو اس نے فرمایا: اے بھائی پھر مجھے زیارت کا ثواب کہاں ملتا؟ انتہی۔(روض الریاحین، ۳۹۲، القصہ، ۴۱۳)

سیدی ابراہیم متبولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام میں سے ہے کہ اپنے بھائیوں کی طرف وسعت رکھ، اور اس سے تو بچ کہ تو ان سے علیحدہ ہو جائے اس حیثیت سے کہ وہ وحشت زدہ ہو جائیں تو وہ تیری زیارت کی طرف آئیں، پس بے شک اس زمانہ میں فقیر کے ساتھ جو تمام مدد ہے طریق واحد کے حق کو نہیں آتا، اس کی طرف چلا یا جاتا ہے۔ اور امام شافعی اپنے شاگرد امام احمد بن حنبل

[متوفی ۲۴۱ھ] رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی بہت زیادہ ملاقات کرتے تھے، اور اسی طرح انہوں نے دوسری بار ملاقات کی تو اس کے بارے میں امام شافعی سے کہا گیا تو انہوں اشعار پڑھے:

قَالُوا "يَزُورُكَ" أَحْمَدُ "وَتَزُورُهُ... قُلْتُ: الْفَضَائِلُ لَا تُفَارِقُ مَنْزِلَهُ

انہوں نے کہا: امام احمد رحمۃ اللہ تعالی علیہ آپ کی زیارت کرتا ہے تو آپ اس سے ملاقات کرتے ہیں، میں نے کہا: فضائل اس کے مقام کو جدا نہیں کرتے۔

اِنْ زَارَنِي فَبِفَضْلِهِ أَوْ زُرْتُه... فَلِفَضْلِهِ وَالْفَضْلُ فِي الْحَالَيْنِ لَهُ

اگر اس نے میری ملاقات کی تو اپنے فضل کے سبب کی یا میں نے اس کی زیارت کی تو فضیلت اس کے لیے ہے پس دونوں حالتوں میں فضیلت ان کے لیے ہے۔

(تاریخ اربل، ص۲۷۹، معجم الادباء، ج۳، ص۱۰۲۸)

امام احمد رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اس کا جواب دیا:

ان زرتنا بفضل منك تمنحنا ------ او نحن زرنا فللفضل الذی فیکا

اگر آپ نے ہماری ملاقات کی تو آپ کا اپنے آپ کو فضیلت دینا ہے، یا ہم نے زیارت کی تو اس فضیلت کی وجہ سے کی جو آپ میں ہے۔

فلا عدمنا کلا الحالین منك ولا ------ نال الذی یتمنی فیك شانیکا

تو دونوں حالتیں آپ سے ہیں، اور نہیں پاتا وہ جو آپ میں دشمنی کی تمنا کرتا ہے۔

بھائیوں کی زیارت دین میں اضافہ کرتی ہے

سیدی علی خواص رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے کلام میں سے ہے کہ بھائیوں کی زیارت دین میں اضافہ کرتی ہے، اور زیارت کو ترک کرنا دین کو ناقص کرتا ہے، اس لیے کہ یہ کھجور کی پیوندکاری کی طرح ہے، اور قوم نے فرمایا: جب تیرا راس المال کم ہو جائے تو اپنے بھائیوں کی زیات کرو۔

میں (امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ) کہتا ہوں: "بھائیوں کی زیارت، دین میں اضافہ نہیں کرتی مگر

زیارت کے ادب کو لازم کرنے کے ساتھ، اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے"۔
بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ جب بھی اس سے ملاقات ہو حکم کی فرمانبرداری اور تبرک کی نیت سے وہ اس سے مصافحہ کرے۔

جب دو مسلمان مصافحہ کرتے ہیں تو ان دونوں کی مغفرت ہو جاتی ہے

اور طبرانی نے روایت کیا: إِذَا تَصَافَحَ الْمُسْلِمَانِ لَمْ تَفْرَّقُ أَكُفُّهُمَا حَتَّى يُغْفَرَ لَهُمَا ۔

"جب دو مسلمان ایک دوسرے کے ساتھ مصافحہ کرتے ہیں تو ان دونوں کی ہتھیلیاں جدا ہونے سے پہلے ان دونوں کی مغفرت ہو جاتی ہے"۔ (المعجم الکبیر، ۸۰۷۶، مجمع الزوائد، ۱۲۷۷۲)

اور ابو شیخ نے روایت کیا: إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ فَسَلَّمَ أَحَدُهُمَا عَلَى صَاحِبِهِ كَانَ أَحَبُّهُمَا إِلَى اللهِ أَحْسَنَهُمَا بِشْرًا بِصَاحِبِهِ فَإِذَا تَصَافَحَا أَنْزَلَ اللهُ عَلَيْهِمَا مِائَةَ رَحْمَةٍ ۔

"جب دو مسلمان شخص ملتے ہیں تو ان میں سے ایک دوسرے کو سلام کرتا ہے، تو ان دونوں میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ محبوب وہ ہوتا ہے جو دوسرے کے ساتھ زیادہ خندہ پیشانی سے ملتا ہے، اور جب وہ دونوں مصافحہ کرتے ہیں تو ان دونوں پر اللہ تعالیٰ سو رحمتیں نازل فرماتا ہے"۔
(ان دونوں میں پہل کرنے والے کو نوے ملتی ہیں اور مصافحہ کرنے والے کو دس رحمتیں ملتی ہیں۔) (مسند البزار، ۲۰۰۳، مجمع الزوائد، ۱۲۷۶۷)

تعلیق و توضیح

[حدیث شریف میں ہے: "جب دو دوست آپس میں مصافحہ کرتے ہیں تو ان کے درمیان سو (۱۰۰) رحمتیں تقسیم کی جاتی ہیں جن میں سے ننانویں (۹۹) اس کے لیے ہوتی ہیں جو اپنے ساتھی سے زیادہ انسیت رکھتا ہے"۔ (علم القلوب، ۲۰۹، مسند البزار، ۳۰۸)

حدیث شریف میں ہے: "جب کوئی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اپنے مسلمان بھائی سے ملاقات کرے، پھر دونوں مصافحہ کریں اور ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرائے تو ان دونوں کے گناہ جھڑ جاتے ہیں"۔ (علم القلوب، ۲۰۹، ۲۱۰، معجم الاوسط، ۷۶۳۰)]

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ جب وہ اس سے ملاقات کرے اور مصافحہ کرے تو نبی کریم ﷺ پر درود اور سلام پڑھے اور وہ اس کو اس کی نصیحت کرے۔
اور ابو یعلی نے روایت کیا:

مَا مِنْ عَبْدَیْنِ مُتَحَابَّیْنِ فِی اللہِ یَسْتَقْبِلُ أَحَدُھُمَا صَاحِبَہُ فَیُصَافِحُہُ وَیُصَلِّیَانِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إِلَّا لَمْ یَفْتَرِقَا حَتّٰی تُغْفَرَ ذُنُوبُھُمَا مَا تَقَدَّمَ مِنْھُمَا وَمَا تَأَخَّرَ۔

"جب بھی دو ایسے بندے ملتے ہیں، جو ایک دوسرے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت رکھتے ہیں، تو ان دونوں میں سے ایک دوسرے کے سامنے آکر اس کے ساتھ مصافحہ کرتا ہے، اور وہ دونوں نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں، تو ان دونوں کے جدا ہونے سے پہلے ان کے گزشتہ اور آئندہ گناہوں کی مغفرت ہو جاتی ہے"۔ (شعب الایمان، ۸۹۴۴، مسند ابو یعلی، ۲۹۶۰، مجمع الزوائد، ۱۷۹۸۷)

ایک دوسرے کو تحفے دیا کرو آپس میں محبت پیدا ہوگی

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ تھوڑے تھوڑے دنوں میں وہ اس کو ہدیہ دے، خاص کر جب اس سے کچھ وقفہ ہو جائے۔

حدیث شریف میں ہے: تَھَادُوْا تَحَابُّوا، تَصَافَحُوا یَذْھَبُ الْغِلُّ عَنْکُمْ۔

"ایک دوسرے کو تحفے دیا کرو آپس میں محبت پیدا ہوگی، آپس میں مصافحہ کیا کرو تمہارا کینہ ختم ہو جائے گا"۔ (مسند احمد، ۲۱۳، ترمذی، ۳۱۳۰، مسند ابو یعلی، ۶۱۴۸، مجمع الزوائد، ۶۷۱۶، کنز العمال، ۱۵۰۵۶)

[سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: اکابر و شیوخ کی خدمت میں کبھی خالی ہاتھ نہ جائے، کوئی چیز بطورِ ہدیہ ضرور ساتھ لے، خواہ وہ پھول یا سبزہ کیوں نہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: من زار کریما صفر الیدین رجع مصفر الخدین۔

"جس نے کسی کریم سے خالی ہاتھ ملاقات کی وہ زرد رو ہو کر لوٹا"۔ درویش بھی زائر کو کچھ نہ کچھ تبرک

ضرور دے، چاہے ایک گھونٹ پانی ہی ہو۔حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

من زار حیا لم یذق منه شیئاً فکانما زار میتاً۔

"جس نے کسی زندہ سے ملاقات کی اور اس کے یہاں کچھ نہ چکھا تو گویا کہ اس نے کسی مردہ سے ملاقات کی"۔(کشف الخفاء، ج،۲،ص،۲۹۹،رقم،۲۴۳،لطائف اشرفیہ،ج،۱،لطیفہ،۱۷،ص،۶۰۲)]

جو تجھ پر بغاوت کرے اس سے بغاوت نہ کر

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ جو اس پر بغاوت کرے اس سے بغاوت کو ترک کرنے کی ہدایت کرے،اور جب مظلوم بھائی اس کو اللہ تعالیٰ سے مدد کی طرف اس کو ہدایت کرے،وہ اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرے،اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا بھائی کی مدد سے بڑا ہے۔

اور زبور سیدنا داؤد علیہ السلام میں ہے:

یا داود! لا تبغی علی من بغی علیك ، فمن بغی علی من بغی علیه تخلفت عنه نصرتی -

"اے داؤد! علیہ السلام جو تجھ پر بغاوت کرے اس سے بغاوت نہ کر،پس جس شخص نے اس سے بغاوت کی جس نے اس پر بغاوت کی میں اس سے اپنی مدد پیچھے کرلوں گا"۔

شادی میں اس کی مدد کرے

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ شادی میں اس کی مدد کرے،اور انہوں نے ذکر کیا ہے کہ بے شک اس میں مدد کرنا مکاتبوں (یعنی وہ غلام جس کو آقا یہ لکھ دے کہ اگر تو مزدوری وغیرہ کر کے اس قدر روپیہ ادا کردے گا،تو تجھے آزاد کر دیا جائے گا) اور غازیوں کی مدد کرنے کرنے سے افضل ہے، جب یہ افضل نوافل خیرات ہے،اور اجر سبب کے عظیم،بڑا ہونے کی وجہ سے عظیم،بڑا ہوتا ہے،پس اگر نکاح نہ ہو تو تعالیٰ کی خاطر عبادت کرنے والا،اور جہاد کرنے والا نہیں پایا جائے گا۔

مریض کی بیمار پرسی سے ستر ہزار فرشتے استغفار کرتے ہیں

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ جب وہ بیمار ہو تو خصوصاً رات میں اس کی خدمت سے اور اس کی عیادت سے غافل نہ ہو۔

حدیث شریف میں ہے: مَا مِنْ رَجُلٍ يَعُودُ مَرِيضًا مُمْسِيًا، إِلَّا خَرَجَ مَعَهُ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ يَسْتَغْفِرُونَ لَهُ حَتَّى يُصْبِحَ، وَكَانَ لَهُ خَرِيفٌ فِي الْجَنَّةِ، وَمَنْ أَتَاهُ مُصْبِحًا، خَرَجَ مَعَهُ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ يَسْتَغْفِرُونَ لَهُ حَتَّى يُمْسِيَ، وَكَانَ لَهُ خَرِيفٌ فِي الْجَنَّةِ ۔

جو شخص بھی کسی مریض کی بیمار پرسی عیادت کے لیے شام کے وقت جاتا ہے اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے بھی نکلتے ہیں جو اس کے لیے استغفار کرتے رہتے ہیں حتیٰ کہ صبح ہو جائے، عیادت کرنے والے کے لیے جنت میں ایک باغ مقرر کر دیا جاتا ہے اور جو شخص مریض کے پاس صبح کے وقت آتا ہے اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے اسے ستغفار کرتے ہوئے نکلتے ہیں حتیٰ کہ شام ہو جائے، عیادت کرنے والے کے لیے جنت میں ایک باغ مقرر کر دیا جاتا ہے۔

(سنن ابوداود، ۳۰۹۸، سنن الترمذی ۲۱۳۰، کنز العمال، ۲۵۱۴۶)

مریض کے پاس کوئی چیز نہ کھائے

اور آنے والے کو چاہیے کہ مریض کے پاس نہ کھائے۔ اور حدیث شریف میں ہے:

إِذَا عَادَ أَحَدُكُمْ مَرِيضًا فَلَا يَأْكُلْ عِنْدَهُ شَيْئًا فَإِنَّهُ حَظُّهُ مِنْ عِيَادَتِهِ۔

جب تم میں سے کوئی شخص کسی مریض کی عیادت کرے تو وہ مریض کے پاس کوئی چیز نہ کھائے کیونکہ اس کا حصہ تو مریض کی عیادت کرنا ہے۔ (مسند الفردوس، ۱۲۰۲، الفتح الکبیر، ۱۲۶۶، کنز العمال، ۲۵۱۳۸)

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ جب اس کی وفات کا وقت ہو جائے تو اس کو وصیت کی ہدایت کرے، اور اس میں طبعی حیاء کی پیروی نہ کرے، اور جو اس میں فائدہ ہے وہ معلوم ہے۔

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ جب وہ ایسی حالت میں ہو جو اسے موت تک پہنچانے والی ہو، اس کے پاس صبح تک بیدار رہے، پس اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اس وقت میں موت آجاتی ہے

،تو وہ حق ادا کرنے کے ساتھ ،اس کو اپنی وفاء پر جدا کرے گا۔

جب کوئی اپنی نسبت اکابر کی طرف کرے تو نسب میں طعن نہ کر

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ جب وہ اکابر یعنی اولیاء یا علماء یا امراء میں سے کسی کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرے تو اس کو سچا سمجھے۔شیخ محی الدین ابن عربی کی وصیت میں سے ہے کہ جب تیرا بھائی اپنی نسبت اکابر میں سے کسی کی طرف کرے تو اس کے نسب میں طعن کرنے سے پرہیز کر،اگرچہ دل میں ہو، پس اس شخص کے درمیان اور اللہ تعالیٰ کے درمیان،اور صاحب فراش (بیوی) کے درمیان داخل ہو جائے ہوگا،پس تو بڑے گناہ میں واقع ہو جائے گا۔

بلکہ حدیث شریف وارد ہوئی ہے :ان الطعن فی الانساب کفر ۔انساب میں طعن کرنا کفر ہے۔

تعلیق و توضیح

[حدیث شریف :اثْنَتَانِ فِي النَّاسِ هُمَا بِهِمْ كُفْرٌ: الطَّعْنُ فِي النَّسَبِ وَالنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ۔

”لوگوں میں دو خصلتیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے کفر میں بتلاء ہیں :(۱) کسی کے نسب میں طعن کرنا ۔اور (۲) میت پر نوحہ کرنا“۔(صحیح مسلم،۱۲۱)]

مسلمانوں کو کافر قرار دینے میں احتیاط کرے

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ اس کو کسی گناہ کی وجہ سے کافر قرار نہ دے،اگرچہ لوگ اس کے ساتھ نرمی (جلد بازی) کریں۔جب کہ آج کل لوگوں کے کلام میں پرہیزگاری کی قلت مخفی نہیں ہے،اور ایسے تمام الفاظ کی معرفت مشکل ہے جن کی وجہ سے انسان کافر ہو جاتا ہے،اور کافر کہنا۔جیسا کہ شیخ الاسلام سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: سخت ڈرانے والا معاملہ ہے، .بہت کم ہے وہ جو اس کے بارے میں کہ انسان کے متعلق خبر دی گئی ہو کہ وہ جہنم میں ہمیشہ رہے گا،اس پر احکام اسلام جاری نہیں ہوتے، نہ اس کی حیات میں اور نہ اس کے مرنے کے بعد۔

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ جب وہ نامناسب کام میں واقع ہو تو اس کی ذات سے

بغض نہ رکھے۔

شرعی عداوت اور طبعی عداوت میں فرق

سیدی علی خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام میں سے ہے کہ ہماری عداوت ایسے افعال کی وجہ سے ہے جس کی عدوات کا ہمیں حق تعالیٰ نے حکم دیا ہے شرعی عدوات ہے، اور ہماری عداوت اپنی ذات کے لیے طبعی عداوت ہے، اور سعادت شریعت میں ہے طبعیت میں نہیں ہے، اور لوگوں میں اکثر ان کا بغض ذات کے لیے ہوتا ہے جو انہوں اس کے متعلق سنا کہ اس سے حرام کا ارتکاب ہوا ہے ۔اور رہا اگر اس کے متعلق انہوں نے سنا کہ ان کے بارے میں کچھ کلام کیا گیا ہے اس کو وہ ناپسند کرتے ہیں، پس بے شک وہ اس کی اولاد کو اس کی ذات سے زیادہ ناپسند کرتے ہیں، اور وہ اس سے زیادہ ان کو حقیر سمجھتے ہیں، اور کبھی بعض گمان کرتے ہیں کہ وہ اس کو حقیر سمجھنے میں ٹھیک کرنے والا ہے، اور اس سے غائب ہوا کہ بے شک یہ محض جہالت ہے بندہ کو حقیر سمجھنا کہ اس پر حق تعالیٰ نے مہربانی فرمائی، اور اس نے اس کو عدم سے وجود کی طرف نکالا۔پس اے بھائی! اس سے پرہیز کر، بے شک اللہ تعالیٰ تجھے اپنی مخلوق میں سے کسی کو برا سمجھنے کا حکم نہیں فرمایا، اور اس نے تجھے صرف اس کے مخالف شریعت افعال پر انکار کرنے (برا جاننے) کا حکم دیا ہے اس کے علاوہ نہیں، پس تو گناہ گار کو (نیکی کا) حکم دے اور اس کو (برائی سے) منع کر، اس حال میں کہ تو اس کی حقارت کرنے والا نہ ہو۔اور تو لہسن کے درخت کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد میں غور وفکر کر: وَلٰکِنَّهَا شَجَرَۃٌ أَکْرَہُ رِیحَهَا ۔ لیکن میں لہسن کی بو کو ناپسند کرتا ہوں۔(صحیح مسلم، ۵۶۵)

پس اس کی ذات (لہسن) کو ناپسند نہیں کیا، اور اس کی صرف اس بو کو ناپسند کیا جو اس کی صفات میں سے ایک صفت ہے، تو معلوم ہوا کہ بے شک کفار سے ہماری عداوت، عداوت صفات ہے، اس دلیل سے کہ بے شک وہ جب مسلمان ہو جائیں اور ان کا حال اچھا ہو جائے تو ہم پر ان کی عداوت حرام ہے۔(الانوار القدسیۃ فی معرفۃ قواعد الصوفیۃ، ص،۱۷۷، المکتبہ العلمیہ، بیروت)

تعلیق و توضیح

ذات سے نفرت نہیں برے عمل سے نفرت کرنا چاہیے

[شیخ المشائخ امام شہاب الدین ابی حفص عمر بن محمد بن عبداللہ سہروردی بغدادی شافعی قدس سرہ ،متوفی ۶۳۲ھ لکھتے ہیں :اس معاملہ میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ اگر کسی سے قطع تعلق ہو جائے تو کیا اس سے بغض رکھنا چاہیے؟ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میرا دوست اپنی سابقہ حالت پر نہ رہے تو میں پھر اس سے جس طرح محبت رکھتا تھا اسی طرح بغض رکھوں گا۔ایک وسرے بزرگ اس کے برعکس فرماتے ہیں کہ کسی دوست کی صحبت میں رہنے کے بعد اس سے بغض نہیں رکھنا چاہیے البتہ اس کے عمل سے نفرت کرنا چاہیے۔اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ سے ارشاد فرمایا : فَاِنۡ عَصَوۡكَ فَقُلۡ اِنِّىۡ بَرِىۡٓءٌ مِّمَّا تَعۡمَلُوۡنَ۔

تو اگر وہ تمہارا حکم نہ مانیں تو فرمادو میں تمہارے کاموں سے بے علاقہ ہوں۔(سورۃ الشعراء،۲۱۶)

مذکورہ بالا آیت میں "کاموں سے بیزاری" کے اظہار کے لیے فرمایا گیا،ان کی ذات سے بیزاری کے لیے نہیں فرمایا گیا۔۔۔آراء کا اختلاف اس صورت میں ہے کہ جب دونوں (ظاہری اور باطنی) صورتوں میں جدائی ہو جائے لیکن جب صرف ظاہری مفارقت واقع ہو اور باطنی موافقت باقی رہے تو اس سلسلہ میں تفصیل کے بغیر کسی کا اطلاق اور کلی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا ہے،اس لیے کہ کچھ لوگ تو ایسے ہوتے ہیں جن میں یہ تبدیلی ایسی صورت میں نمودار ہوتی ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کے راستے سے ہٹ جاتے ہیں اور ان کی پہلے والی برائی ان میں واپس لوٹ آتی ہے،لہٰذا ایسے لوگوں سے بغض رکھنا ضروری ہے اور کچھ افراد ایسے ہوتے ہیں جن سے اتفاقیہ کوئی غلطی سرزد ہو جاتی یا غفلت اور کوتاہی سرزد ہو جاتی ہے لیکن اصلاح کی توقع ان سے رکھی جا سکتی ہے ایسے لوگوں سے بغض نہیں رکھنا چاہیے لیکن اس وقت ان کے عمل سے نفرت کا اظہار ضرور کرنا چاہیے مگر ان کی ذات سے نفرت نہیں کرنا چاہیے بلکہ ان کو محبت کی نگاہ سے دیکھنا چاہیے اور ان کی کشادگی اور درستی باطن کی طرف لوٹ آنے کا انتظار کرنا چاہیے۔(عوارف المعارف،ص،۲۵۳)]

سلف صالحین اپنے دشمنوں کی تعریف کرتے تھے

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ جب اس کے اور اس کے درمیان وقفہ ہو جائے تو محبت کی رعایت کرتے ہوئے، اس کی خوبیوں کو پھیلانے میں زیادہ اضافہ کرے، جو وقفہ سے پہلے تھیں۔

اور سلف صالحین اپنے دشمنوں کی تعریف کرتے تھے جب بھی ان کے سامنے اس کا نام ذکر کیا جائے، اس حیثیت سے کہ گمان کرنے والا گمان کرے کہ یہ ان سے محبت کرنے والوں میں سے عظیم (بڑا) محبت کرنے والا ہے، پس اے بھائی! ان کی اقتدا کر، اور بھلائی کے ساتھ اپنے بھائی کا ذکر کرنے میں اس پر غصہ کے دنوں کا انتظار نہ کر، اور اس کی عزت کے بارے میں واقع ہونے سے پرہیز کر، پس اکثر اوقات صلح ہو جاتی، تو یہ محبت کی صفائی کو میلا کر دے گی، اور اس کے پاس جو روٹی کھائی ہے، اور جو بھلائی پہلے گزر چکی ہے اس کو یاد کر، اور جو اس کو کرتے ہیں وہ کم ہیں۔

اس کی خدمت و حاجت کو اپنے مسنون نوافل سے مقدم رکھے

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ اس کی ضروری حاجات کو اپنی مسنون (نفلی) عبادات سے مقدم رکھے، اور یہ معلوم ہے کہ بے شک وہ بھلائی جس کا نفع دوسروں تک پہنچے وہ اس نیکی سے بہتر ہے جس کا نفع صرف فاعل کو پہنچتا ہے۔ (الانوار القدسیۃ فی معرفۃ قواعد الصوفیۃ، ص، ۱۷۷، المکتبۃ العلمیہ، بیروت)

تعلیق و توضیح

[حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ثابت بنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے تاکہ وہ کسی شخص کی حاجت کے بارے میں چلیں، تو ثابت نے فرمایا: میں اعتکاف میں ہوں، تو حضرت حسن نے فرمایا: میں کسی اپنے مسلمان بھائی کی حاجت پوری کروں مجھے ایک سال کے اعتکاف سے زیادہ محبوب ہے۔ (کتاب الزہد، لابن المبارک، باب اصلاح ذات البین، ص، ۲۳۱، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''جو میری اُمت میں کسی کی حاجت پوری کر دے جس سے مقصود اس کو خوش کرنا ہے، اس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا، اس نے اللہ (عزوجل) کو خوش کیا اور جس نے اللہ (عزوجل) کو خوش کیا، اللہ (عزوجل) اسے جنت میں داخل فرمائے گا''۔

(شعب الایمان، باب فی التعاون علی البر والتقوی، الحدیث ۷۶۵۳: ج ۶، ص. ۱۱۵)]

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ جب اس کے حق میں کچھ واقع ہو اور اس کو پہنچا یہ کہ استغفار کرنے اور سر ننگا کر کے زمین کی طرف جھکنے، جوتوں کے پاس کھڑے ہونے، اور ندامت کے اظہار کرنے میں جلدی کرے جو اس سے اپنے بھائی کے حق میں واقع ہوا ہے، اور ہمیشہ اسی حالت پر ہی رہے یہاں تک کہ اس کے بھائی کو اس پر رحم آجائے، پھر اگر اس نے اس پر نہ کیا تو اپنے آپ پر ملامت کرے، اور اعتراف کرے کہ بے شک وہ ہی ظالم ہے۔ اور وہ کم ہے جو اس کو کرے۔

اس کی معذرت قبول کرے

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ اس کی معذرت قبول کرے اگرچہ وہ باطل کرنے والا ہو ۔ترمذی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

(اس عاجز کو یہ روایت ترمذی میں نہ مل سکی مگر مستدرک وغیرہ میں موجود ہے)

وَمَنْ أَتَاهُ أَخُوهُ مُتَنَصِّلًا فَلْيَقْبَلْ ذٰلِكَ مِنْهُ مُحِقًّا كَانَ أَوْ مُبْطِلًا فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ لَمْ يَرِدْ عَلَيَّ الْحَوْضَ۔

"اور جس شخص کے پاس اس کا بھائی معافی کا طلبگار ہو کر آئے، تو اسے چاہیے کہ اس کی معذرت قبول کرے، آنے والا حق پر ہو یا باطل پر (سچا ہو یا جھوٹا) پھر جس نے ایسا نہیں کیا (معذرت چاہنے والے کی معذرت قبول نہ کی) وہ میرے حوض کوثر پر نہیں آسکے گا"۔

(مستدرک للحاکم، ۷۲۵۰، الترغیب والترھیب، ج ۳، ص ۲۱۷، کنز العمال، ۷۰۲۹)

انہوں نے اس معنی میں اشعار پڑھے:

اِقْبَلْ مَعَاذِيرَ مَنْ يَأْتِيكَ مُعْتَذِرًا ... إِنْ بَرَّ عِنْدَكَ فِيمَا قَالَ أَوْ فَجَرَا

"جو تیرے پاس معذرت کرنے آئے اس کی معذرت تو قبول کر، اگرچہ وہ اپنی بات میں سچا ہو یا جھوٹا ہو۔ اس کے بارے میں اس نے تیرے پاس اچھا کہا یا برا کہا"۔

فَقَدْ أَطَاعَكَ مَنْ أَرْضَاكَ ظَاهِرُهُ ... وَقَدْ أَضَلَّكَ مَنْ يَعْصِيكَ مُسْتَتِرَا

''پس جس نے ظاہراً تیری اطاعت کی اس نے تجھے راضی کر لیا، اور تحقیق جس نے چھپ کر تیری نافرمانی کی اس نے تیرے ساتھ گمراہی کی''۔ (شعب الایمان، ۱۱۲۰۲، ج ۷، ص ۴۵۳)

اور انہوں [ابن المعتز، عبداللہ بن محمد العباسی، متوفی ۲۹۶ھ] رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اشعار پڑھے:

قِيلَ لِي قَدْ أَسَاءَ إِلَيْكَ فُلَانٌ ... وَمَقَامُ الْغَنِيِّ عَلَى الذُّلِّ عَارُ

مجھے کہا گیا: فلاں شخص نے تیری برائی کی ہے، حالانکہ غنی آدمی کا ذلت کی جگہ ٹھہرنا عار ہے۔ اور عیب ہے۔

قُلْتُ قَدْ جَاءَنَا وَأَحْدَثَ عُذْرًا ... دِيَةُ الذَّنْبِ عِنْدَنَا الْاِعْتِذَارُ

میں نے (جواب میں) کہا: وہ میرے پاس معذرت کرنے آیا، ہمارے نزدیک گناہ کی دیت (سزا) معذرت کرنا ہے۔ (شعب الایمان، ۱۱۲۰۳، ج ۷، ص ۴۵۳)

اور اشعار پڑھے:

اذا اعتذر الصديق اليك يوما .... فجاوز عن مساويه الكثيرة

جب کسی دن تیری طرف دوست نے معذرت کی، تو اس کی بہت زیادہ برائیوں سے درگزر کر۔

فان الشافعی روی حدیثا .... باسناد صحیح عن المغیرة

پس بے شک امام شافعی نے حضرت مغیرہ سے صحیح اسناد کے ساتھ حدیث روایت کی ہے۔

عن المختار ان الله یمحو ..... بعذر واحد الفی کبیرة

بے شک اللہ تعالیٰ مختار سے ایک عذر سے دو ہزار گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

(کشف الخفاء، ۲۴۰۸، ج ۲، ص ۴۷۷)

اور ابن ماجہ میں روایت ہے۔

مَنِ اعْتَذَرَ إِلَى أَخِيهِ بِمَعْذِرَةٍ فَلَمْ يَقْبَلْهَا، كَانَ عَلَيْهِ مِثْلُ خَطِيئَةِ صَاحِبِ مَكْسٍ -

"جس نے اپنے بھائی سے معذرت کی اور اس نے قبول نہ کی تو اس پر اتنا گناہ ہے جتنا ٹیکس لینے والے، ظلم کرنے والے کا"

(ابن ماجہ، ۳۷۱۸، شعب الایمان، ۷۹۸۱، المراسیل لابی داؤد، ۵۲۱، اعتلال القلوب، ۵۰۱، مساوی الاخلاق، ۶۴۹)

سیدی علی خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام میں سے ہے کہ جب تمہارے بھائی تمہارے پاس معذرت کرنے آئیں تو تم ان کی معذرت قبول کرو، خصوصاً اگر وہ دیر تک ٹھہرے رہیں، پس اگر تم میں سے کوئی اپنے دل میں اپنے بھائی کے لیے رقت، نرمی نہ پائے تو اپنے نفس پر ملامت کرے، اور اس کو کہنا چاہیے کہ تیرے بھائی تیرے پاس معذرت کرنے آئے تو تم نے ان کی معذر قبول نہ کی؟ پس کتنی بار اتو اس کے حق میں واقع ہوا، پس تو نے اس کی طرف توجہ نہ کی، تو اس وقت تو اس سے بھی بہت زیادہ برا ہے۔ اور ان میں سے بعض نے فرمایا: جو اپنے بھائی کو محتاج بناتا ہے کہ وہ اس سے معذرت کرے وہ سچا بھائی نہیں ہے، اور نہ ہی وہ اہل طریق سے ہے، پس بے شک اہل طریق مخلوق کے لیے معذرت قائم کرتے ہیں اس سے پہلے کہ وہ ان سے معذرت کریں۔

حسد نیکیوں کو اس کھا جاتا ہے۔

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ اس کی خوشی اپنے بھائی کے لیے زیادہ ہو، جب اس کی طاعات زیادہ ہو جائے، اور لوگ اعتقاد کے ساتھ اس کی طرف پلٹ جائیں، اور اس شخص کی طرح نہ ہو جس کے ساتھ حسد کی بیماری قائم ہو۔

اور حدیث شریف میں ہے: فَإِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ۔

"بے شک حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے"۔

(سنن ابو داؤد، ۴۹۰۳، سنن ابن ماجہ، ۴۲۱۰، کنز العمال، ۷۴۳۸)

سیدی علی وفا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وصیت میں سے ہے کہ تو بچ کہ تو حسد کرے اس شخص سے جس کو اللہ تعالیٰ نے تجھ پر برگزیدہ کیا ہے، پس اللہ تعالیٰ تجھے ایسا مسخ کر دے گا جیسا کہ اس نے ابلیس کو صورتِ ملکیہ سے صورتِ شیطانیہ کی طرف مسخ کر دیا، جب اس نے سیدنا آدم علیہ السلام سے حسد کیا۔

سیدی احمد بدوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے مناقب میں سے ہے اللہ تعالی ہمیں ان کی برکات سے نفع عطا فرمائے، صاحب ایوان بطنتشا جو کہ چاند کے چہرہ سے موصوف، معروف تھے، ایک عظیم ولی تھے پس اس کو حسد ابھرا، جب سیدی احمد بدوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ بطنتشا کی طرف آئے، اور لوگوں کے اعتقاد اس کی طرف پھر گئے، تو اس کا حال سلب ہو گیا، اور اس کا نام اور اس کا ذکر مٹ گیا اور اس کی جگہ بطنتشا میں اب کتوں کا ٹھکانا ہے، اور بطنتشا کے خطباء نے اس سے بدلہ لیا، تو انہوں نے اس کے لیے اس وقت عمل، مقرر کیا، [انہوں نے مجالس ذکر سے اس کے لیے وقت کو خاص کیا تا کہ وہ اس کے پاس ہو] اور انہوں نے اس کے دربار کے لیے ایک بہت بڑا منارہ بنایا، تو سیدی عبد العال [مجذوب، خلیفہ شیخ احمد بدوی، متوفی، ۹۳۰ھ] رحمۃ اللہ تعالی علیہ آئے اور اس کو اپنے پاؤں سے پھینکا، گرادیا تو اس کے وقت کے لیے ہمارا یہ وقت غارت، ضائع ہو گیا۔

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ جب سفر کا ارادہ کرے نہ نکلے حتی کہ کلام کے ذریعے اس کو الوداع کرے اگر مرد ہو، اور اگر چھوٹا ہو تو اشارہ کے ساتھ اس کو الوداع کرے۔

حدیث شریف میں ہے وَإِذَا خَرَجَ أَحَدُكُمْ إِلَى سَفَرٍ فَلْيُوَدِّعْ إِخْوَانَهُ فَإِنَّ اللهَ جَاعِلٌ لَهُ فِي دُعَائِهِمُ الْبَرَكَةَ۔

جب تم میں سے کوئی سفر کو نکلے تو اپنے بھائیوں کو الوداع کہنا چاہیے کیونکہ اللہ تعالی اس کے لیے ان کی دعاؤں میں برکت کر دے گا۔

(تاریخ ابن عساکر، ج ۵۷، ص، ۷۲، ۳، ومکارم الاخلاق للخرائطی، ۸۰۵، مسند الفردوس، ۱۱۸۱، کنز العمال، ۱۷۴۷۳)

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ جب وہ سفر سے واپس آئے تو اس کی طرف اس کے گھر میں جائے، اور اس کو سلام کرے اور سلامتی کی مبارک باد دے، اور اسی طرح اس کی اولاد کو اور اس کے تمام عزیزوں کو جب وہ سفر سے واپس آئیں، یا مرض سے شفاء پائیں، اور اس کے حق میں سے ہے کہ اس کا بھائی اس کی طرف جائے اور اس کو سلامتی کی مبارک باد دے۔

وہ شخص ندامت کا شکار نہیں ہوتا جو مشورہ کرتا ہے

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ ہر اہم کام میں اس سے مشورہ کرے، تحقیق انہوں نے ذکر

کیا ہے کہ بے شک مشاورت محبت کی صفائی وخلوص میں اضافہ کرتی ہے۔

اور حدیث شریف میں ہے: مَنْ أَرَادَ أَمْرًا فَشَاوَرَ فِيهِ امْرَأً مُسْلِمًا، وَفَّقَهُ اللهُ لِأَرْشَدِ أُمُورِهِ۔

جو شخص کسی کام کا ارادہ کرے اور اس بارے میں کسی مسلمان سے مشورہ کرلے، تو اللہ تعالیٰ کاموں میں سے سب سے بہتر کام کے بارے میں اس کی رہنمائی کردے گا۔

(معجم الاوسط، ۸۳۲۹، مجمع الزوائد، ۱۳۱۵۸)

اور سیدی علی خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے کہ تم پر اپنے بھائیوں سے ہر اہم کام میں مشاورت کرنا لازم ہے، بے شک حدیث شریف میں ہے:

مَا خَابَ مَنِ اسْتَخَارَ، وَلَا نَدِمَ مَنِ اسْتَشَارَ، وَلَا عَالَ مَنِ اقْتَصَدَ۔

"وہ شخص رسوائی کا شکار نہیں ہوتا جو استخارہ کرتا ہے، اور وہ شخص ندامت کا شکار نہیں ہوتا جو مشورہ کرتا ہے، اور وہ شخص غریب نہیں ہوتا جو میانہ روی اختیار کرتا ہے"۔ (معجم الاوسط، ۶۶۲۳، مجمع الزوائد، ۱۳۱۵۷)

تعلیق و توضیح

[حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "ایسی چیز میں نہ پڑو جو تمہارے لیے مفید نہ ہو اور دشمن سے الگ رہو اور دوست سے بچتے رہو مگر جبکہ وہ امین ہو کہ امین کے برابر کوئی نہیں اور امین وہی ہے جو اللہ (عزوجل) سے ڈرے اور فاجر کے ساتھ نہ رہو کہ وہ تمہیں فجور سکھائے گا اور اس کے سامنے بھید کی بات نہ کہو اور اپنے کام میں ان سے مشورہ لو جو اللہ (عزوجل) سے ڈرتے ہیں"۔

(الصمت لابن أبي الدنیا، باب النھی عن الکلام فیما لا یعنیک، ص۔ ۱۲۴ وشعب ال ایمان، باب فی حفظ اللسان، فصل فی فضل السکوت عما لا یعنیہ، الحدیث ۴۹۹۵: ج ۴، ص۔ ۲۵۷)]

اور [احمد بن حسین شیرازی، ناصح الدین ارجانی، متوفی، ۵۴۴ھ] رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اشعار پڑھے:

شاور اخاك   فی الخفی المشکل ۔۔۔۔۔۔۔۔ واقبل نصیحۃ فاضل متفضل

مخفی مشکل میں اپنے بھائی سے مشورہ کر، بناوٹی فاضل کی نصیحت قبول کر۔

اور اشعار پڑھے:

شاور اخاک اذا نا بتک نائبۃ۔۔۔۔۔یوما وان کنت من اھل المشورات

اپنے بھائی سے مشورہ کر جب کسی دن تجھے مصیبت پہنچے، اور اگر تو اہل مشورات سے ہے۔

فالعین تلقی کفاحا ما نای ودنا۔۔۔۔۔۔ ولا تری نفسھا الا بمرآہ

پس آنکھ سامنے سے ملاقات کرتی ہے۔۔۔اور اپنے آپ کو نہیں دیکھا جاتا مگر شیشے کے ساتھ۔

اس کے عیال کی دیکھ بھال نہ کرنا صحبت کی خیانت ہے

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ اس کے عیال اور اولاد کی دیکھ بھال کرے جب وہ ان سے غائب ہو۔ اور ان کے کلام سے میں سے ہے: جس شخص نے اس کی غیر موجودگی میں اپنے بھائی کے عیال کی دیکھ بھال نہ کی تو اس نے صحبت کی خیانت کی۔

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ اپنے مال وغیرہ میں آدھا آدھا تقسیم کرے۔
شیخ ابو المواھب شاذلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا: ”فقیر پر واجب ہے کہ جب اللہ تعالی کی خاطر کسی کو بھائی بنائے تو اپنے مال میں آدھا آدھا تقسیم کرے، جیسا کہ مہاجرین نے انصار کے ساتھ کیا جس وقت مدینہ میں ان کے پاس آئے، اور وہ فقراء تھے، پس جو شخص اللہ تعالی کی خاطر اخوت کا دعوی کرے تو وہ اس میزان میں اپنا امتحان کرے“۔

سیدی ابو مدین تلمسانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا: ”اللہ تعالی ان کی برکت سے ہمیں نفع عطاء فرمائے: جس شخص نے ملک میں اپنے کپڑوں اور اپنے بھائی کے کپڑوں کے درمیان جدائی کی تو اس نے حق کے ساتھ صحبت کو پورا نہیں کیا“۔

سینہ کی کشادگی کے بغیر تیری صحبت کامل نہیں ہوتی

اور یہ بھی سیدی ابو مدین تلمسانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا: ”سینہ کی کشادگی کے بغیر تیری صحبت کامل نہیں ہوتی، ہر ایک کے لیے ہے کہ جو اس نے تیرے کھانے سے اور تیرے کپڑے

سے اور تیرے مال سے تیرے بھائی نے لیا، اور جب اس سے تو نے اپنے دل میں تنگی پائی تو اپنی صحبت میں منافق ہے"۔

اور بعض نے فرمایا: "دو کے درمیان صحبت صحیح نہیں ہوتی حتی کہ ان دونوں میں ایک دوسرے کو کہے "اے میں"، اور وہ بھائی نہیں ہے جو کہتا ہے: میرا پیالہ یا میرا کپڑا"۔

تعلیق و توضیح

[ایک شخص حضرت سیّدُنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: "میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے آپ کو اپنا بھائی بنانا چاہتا ہوں۔" آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "بھائی کا حق جانتے ہو؟" کہنے لگا: "آپ بتا دیجئے!" فرمایا: "تم اپنے درہم و دینار کے مجھ سے زیادہ حقدار نہ ہو گے۔" اس نے عرض کی: "میں ابھی اس درجے پر نہیں پہنچا۔" اس پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "میرے پاس سے چلے جاؤ۔"

حضرت سیّدُنا امام زَینُ العابِدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مجمع میں ارشاد فرمایا: "تم میں سے کوئی اپنا ہاتھ اپنے بھائی کی جیب یا اس کے بورے میں ڈال کر اس کی اجازت کے بغیر جو چاہے لے سکتا ہے؟" لوگوں نے کہا: "نہیں۔" تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "تم میں کوئی کسی کا بھائی نہیں۔" (احیاء العلوم، الباب الثانی فی حقوق الاخوۃ والصحبۃ، ج۲، ص۲۴۶)]

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ اس سے ناراض نہ ہو جب وہ اس کو کہے: میں تجھ سے بغض رکھتا ہوں، جس کی وجہ سے وہ بغض رکھتا ہے ان صفات کی تفتیش کرے اور ان کو ختم کرے، پس اگر اس کا بغض ختم ہو گیا (تو ٹھیک ہے) ورنہ دوسری اور تیسری بار تفتیش کا تکرار کرے۔

جس نے پردہ پوشی کی، تو اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی فرمائے گا

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ اس کے راز کو چھپائے، جب کہ راز عورت (پردہ کی چیز) کی طرح ہوتا ہے، اور اس کو کھولنا، اور اس کی طرف نظر کرنا، اور اس کے متعلق گفتگو کرنا حرام

ہے ۔اور حدیث شریف میں ہے :مَنْ سَتَرَ عَوْرَۃَ أَخِیہِ الْمُسْلِمِ، سَتَرَ اللّٰہُ عَوْرَتَہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ، وَمَنْ کَشَفَ عَوْرَۃَ أَخِیہِ الْمُسْلِمِ، کَشَفَ اللّٰہُ عَوْرَتَہُ، حَتّٰی یَفْضَحَہُ بِھَا فِی بَیْتِہِ۔

جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی کی پردہ پوشی کی، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا، اور جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی کی پردہ دری کی تو اللہ تعالیٰ اس کا پردہ کھول دے گا یہاں تک کہ وہ اپنے گھر میں بیٹھے اس کی وجہ سے رسوا ہو جائے گا۔

(سنن ابن ماجہ،۲۵۴۶،کنز العمال،۶۳۸۱)

شیخ ابو مواہب شاذلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وصیت میں سے ہے کہ اپنے بھائی کے راز کو اس کے غیر کے پاس ظاہر کرنے سے پرہیز کر، پس بے شک اللہ تعالیٰ اکثر اوقات اس کی وجہ سے تجھ سے بغض فرمائے گا، تو دنیا اور آخرت میں تیرا نقصان ہے۔

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ جو اس کی چغلی کرے اس کی کبھی بھی تصدیق نہ کرے۔

چغلی اور چغل خور سے چھٹکارا دلانے والے چھ اُمور

حجۃ الاسلام امام [ابو حامد محمد بن محمد، متوفی،۵۰۵ھ] غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ذکر فرمایا ہے کہ جس شخص کے پاس چغلی کی جائے اس پر چھ باتیں لازم ہیں۔(۱) اس کی تصدیق نہ کرے، یعنی چغل خور کی۔(۲) اسے چغلی سے منع کرے۔(۳) اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اس سے بغض رکھے ،کیونکہ چغل خور اللہ عَزَّ وَجَلَّ کو ناپسند ہے اور جسے اللہ تعالیٰ ناپسند کرے اس سے بغض رکھنا واجب ہے۔(۴) اپنے مسلمان بھائی یعنی جس کی غیبت کی گئی اس سے بدگمان نہ ہو۔(۵) جو بات تمہیں بتائی گئی وہ تمہیں تجسس اور بحث پر نہ اُبھارے کہ تم اسے حقیقت سمجھنے لگ جاؤ۔(۶) جس بات سے تم چغل خور کو منع کر رہے ہو اسے اپنے لئے پسند نہ کرو اور نہ ہی اس کی چغلی آگے بیان کرو۔

(احیاء العلوم، ج،۳،ص،۲۱۴)

کوئی شخص کسی صحابی کے بارے مجھ سے شکایت نہ کرے

شیخ ابو مواہب شاذلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام میں سے ہے کہ جب کوئی شخص تیرے ساتھی کے متعلق کلام کو تیری طرف نقل کرے تو کہے : اے یہ! میں اپنے بھائی کی صحبت کو یقین کے طور پر پسند کرتا ہوں اور تیرا کلام گمان کے طور پر ہے، اور یقین کو گمان کی وجہ سے نہیں چھوڑا جاتا۔

تعلیق و توضیح

[نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا : لَا يُبَلِّغُنِي أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِي عَنْ أَحَدٍ شَيْئًا، فَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَخْرُجَ إِلَيْكُمْ وَأَنَا سَلِيمُ الصَّدْرِ ۔ تم میں سے کوئی شخص کسی صحابی کے بارے مجھ سے شکایت نہ کرے کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ میں ان کی طرف نکلوں اور میرا دل صاف ہو۔

(سنن ابو داؤد، ۴۸۶۰، سنن الترمذی، ۳۸۹۶، کنز العمال، ۳۲۴۶۴)]

اور شیخ افضل الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام میں سے ہے کہ جب کوئی شخص تمہاری عزت کے بارے میں کسی کے متعلق تمہاری طرف کلام کو نقل کرے تم اس کی ڈانٹ ڈپٹ کرو، منع کرو اگرچہ تمہارے بھائیوں کے عزیزوں میں سے ہو، اور تم اس کو کہو : اگر تو ہمارے بارے میں اس کلام کا اعتقاد رکھتا ہے تو پھر تو اور جو تو نے اس کے متعلق نقل کیا برابر ہے، بلکہ تو حال کے اعتبار سے اس سے زیادہ برا ہے، کیونکہ اس نے ہمیں وہ نہیں سنایا، اور تو نے ہمیں وہ سنایا ہے، اور اگر تو ہمارے حق میں اس کلام کے باطل ہونے کا اعتقاد رکھتا ہے، اور ہم سے بعید ہے کہ اس کی مثل میں ہم واقع ہوں جس کے نقل کرنے میں ہمارے لیے کوئی فائدہ نہ ہو؟ ان کا کلام ختم ہوا۔ اس رسالہ کے علاوہ میں ہم نے ذکر کیا ہے کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کے ساتھیوں کی محبت ہمیشہ قائم رہے تو اس کو چاہیے کہ چغل خور کے کلام کو اپنی رائے سے رد کرے۔

تعلیق و توضیح

[حضرت علامہ عبد الوہاب شعرانی، نقشبندی، قادری، شاذلی، شافعی، متوفی، قدس سرہ، ۹۷۳ھ، لکھتے ہیں : ”تو یہ کہے اے فلاں! مجھے اپنے برادران طریقت کی محبت اور دوستی کا یقین ہے اور تمہارا

کلام محض گمان ہے پس میں یقین پر تجھے ترجیح نہیں دے سکتا۔اس طرح وہ چغل خور محتاط ہو جائے گااور دوبارا تمہاری طرف کوئی بات نقل نہیں کرے گا۔۔۔اور شیطان کاان مریدین کے خلاف جو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہیں سب سے مضبوط ہتھیار یہ ہے کہ وہ ان کو ایک دوسرے کے خلاف اکساتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ ان کی خواہش ریاکاری اور مخلوق کے ہاں مقام حاصل کرنے کی طلب ہے اور ہر اس شخص کا مقابلہ کرتے ہیں جو ان کے مقام کو گرانے کی کوشش کرتا ہے"۔

(الانوارالقدسیہ فی قواعد الصوفیہ، الباب الثالث،ص،۱۰۱،دارالکتب العلمیہ،بیروت)]

بھائی کی عزت کادفاع کرنے سے جہنم سے دوری

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ اس کی عزت کے متعلق اس کی حمایت کرے،لیکن نیک نیت اور اچھی سیاست کے ساتھ کرے۔

اور حدیث شریف میں ہے :مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ أَخِيهِ رَدَّ اللهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

جس شخص نے اپنے (مسلمان) بھائی کی عزت کادفاع کیا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے چہرے سے (جہنم کی) آگ دور کردے گا۔(مسند احمد،۲۷۴۱۴،وسنن الترمذی،۱۹۳۱،کنزالعمال،۲۱۷،۷)

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام میں سے ہے کہ اپنے بھائی کی اخوت میں سچا ہونے کی علامت یہ ہے کہ اس کی علت بیان کرنے کو قبول کرے،اور اس کے خلل کو بند کرے،اور اس کی لغزش کو معاف کرے۔

طاعت پر اس کی مدد کرے

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ وقت سے پہلے اس کو بیدار کرے کہ وقت داخل ہو اور وہ تیاری کرنے پر ہو،تو فرض سے پہلے اس کی سنت موکدہ فوت نہ ہو جائے اور نہ اس کی تکبیر تحریمہ فوت ہو جائے۔اور اسی طرح اس کے حق میں سے ہے کہ سحری میں اس کو بیدار کرے جب کہ دینی کام میں شفقت کرنا،دنیاوی کام میں شفقت کرنے سے بہتر اور افضل ہے،اور مناسب یہ ہے کہ اس کو

نرمی کے ساتھ کرے، پس بے شک سختی سے بیدار کرنے کے ساتھ نفس اکثر متحرک ہو جاتا ہے۔

تعلیق و توضیح

[حدیث شریف میں ہے: اچھا ساتھی وہ ہے کہ جب تو خدا کو یاد کرے تو وہ تیری مدد کرے اور جب تو بھولے تو وہ یاد دلائے۔ (الاخوان لابن أبي الدنیا، باب من أمر بصحبته ... إلخ، ص. ۴۶)]

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ مداہنت (سستی) نہ کرے۔

اور حدیث شریف میں ہے:

الدِّينُ النَّصِيحَةُ، قُلْنَا، لِمَنْ قَالَ لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ۔

دین خیر خواہی ہے، ہم نے عرض کیا حضور کس کے لیے خیر خواہی کریں، آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے لیے، اور اللہ تعالیٰ کی کتاب کے لیے، اور رسول اللہ ﷺ کے لیے، اور آئمہ مسلمین کے لیے اور عوام مسلمانوں کے لیے۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان، ۵۵)

بھائی خیر سے رہیں گے جب تک آپس میں نصیحت کرتے رہیں گے

قوم [رویم] رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: [صوفیہ] بھائی خیر سے رہیں گے جب تک آپس میں مناقشہ (اختلاف، باہم نصیحت) کرتے رہیں گے اور جب باہم صلح (نصیحت کو ترک) کرلیں گے تو ہلاک ہو جائیں گے۔ (آداب المریدین، فصل مصاحبۃ الجنس، ص. ۳۵، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

مداہنت اور مدارات میں فرق

اور مداہنت اور مدارات میں فرق یہ ہے کہ بے شک مدارات یہ ہے کہ جس کے ساتھ تو اپنے بھائی کی اصلاح کا ارادہ کرے اور مداہنت یہ ہے کہ اس کے ساتھ تو حظوظ نفسانیہ (نفسانی خواہشات) میں سے کسی چیز کا ارادہ کرے۔

اپنے نفس کو تکبر اور منافقت کی تہمت لگائے

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ اپنے نفس کو تکبر اور منافقت کی تہمت لگائے جب اس سے

بوجھل بن پائے، اور اپنے باطن سے اس کے ازالہ کی کوشش کرے، اور ایک شخص ابو بکر کتانی کی صحبت میں تھا، اور اس کے دل پر بوجھ تھا، فرمایا: پس میں نے اس کو ایک چیز اس نیت سے عطاء کی کہ میری طرف سے اس کا بوجھ زایل ہو جائے، تو وہ زایل نہ ہوا، اور میں نے اس کے ساتھ ایک دن خلوت اختیار کی اور اس کو کہا: میرے رخسار پر تو اپنا پاؤں رکھ تو اس نے انکار کیا، تو میں نے اس کو کہا: یہ ضروری ہے، پس اس نے کیا، تو جو میں اپنے باطن میں پاتا تھا وہ زایل ہو گیا۔

بھائی کی نصیحت قبول کرے

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ اس کی نصیحت قبول کرے، پس انہوں نے فرمایا: جس شخص نے تیری اس چیز کی طرف رہنمائی کی جس کے سبب تو حق تعالیٰ کے غضب سے نجات پائے تو اس نے تیرے بارے میں شفاعت کی، پس اگر تو نے اس کی اطاعت کی اور اس کی نصیحت کو قبول کیا تو تو نے اس کی شفاعت کو اپنے بارے میں قبول کیا، تو وہ تجھے نفع دے گی، ورنہ تو اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کر ایسی قوم سے جن کو شفاعت کرنے والوں کی شفاعت نفع نہ دے گی، اس وجہ سے کہ وہ نصیحت سے اعراض کرنے والے تھے۔

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ اس پر پختہ ارادہ کرے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اس کو جنت میں داخل کرے تو وہ اس میں داخل نہیں ہوگا مگر یہ کہ اس کے بھائی داخل ہوں اگرچہ حساب میں زمانہ دراز ہو جائے، اور وہ قیامت کے دن اپنی نیکیوں کے بارے میں باہم تقسیم میں اس سے سخاوت کرے گا۔

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ نہ کھائے اور نہ پیئے جب اس کا بھائی کسی گناہ یا محنت میں واقع ہو جائے یہاں تک کہ وہ اس پر اللہ تعالیٰ سے توبہ کر لے یا اس محنت سے نجات پا لے۔

اور ابن ادہم نے کھانا نہ کھایا جس وقت ایک اپنے بھائی کے پاس آئے جو چالیس دن آزمائش میں رہے، اور ہمیشہ بھوکے رہے یہاں تک کہ ان سے وہ اٹھالی گئی۔

صغیرہ گناہ کو کبیرہ گناہ سمجھے

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ کی حدود سے تجاوز کرنے سے دور رہنے اور اللہ تعالیٰ کی حرمات کی تعظیم کرنے کی رہنمائی کرے۔اس حیثیت سے کہ وہ ہو جائے جب اس سے صغیرہ گناہ واقع ہو جائے تو وہ مخالفت کے جمع ہونے کی وجہ سے اس صغیرہ گناہ کو کبیرہ گناہ سمجھے،پس اسی طرح رہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ایک لحظہ کی غفلت کو زنا اور جان کو قتل کرنے سے زیادہ سخت و برا سمجھے۔

منہیات اور ماموارت میں فرق

پھر جب سالک کامل ہو جائے تو اس سے اکمل کی طرف رجوع کرے،اور وہ اللہ تعالیٰ کی حدود سے تجاوز کرنے کو بڑا سمجھے اس طور پر جو شریعت میں وارد ہوئی ہے،پس بے شک بندہ اس کے تابع ہے جو شریعت کے مطابق ہے،تو خلافِ اولیٰ پر مکروہ کو اور مکروہ پر صغیرہ کو اور صغیرہ پر کبیرہ کو بڑا سمجھے،اور جو شارع ﷺ نے حدود کے مراتب واضح بیان فرمائے ہیں تاکہ ہم اس کے فرق کو جانیں،اور ہم حسبِ مراتب اس کو بڑا سمجھیں۔اور ماموارت اسی طرح قول ہے،پس ہم ادب سے مندوب کو اور مندوب سے واجب کو زیادہ بڑا سمجھیں،اور اس پر شارع نے جو تاکید فرمائی ہے اس کے مطابق ہم ہر ایک پر ندامت کریں،تو سالک اپنے نہایت (انتہاء) کے حال میں اپنے بدایت (ابتدا) کی صورت کی طرف رجوع کرتا ہے،اور قصد،ارادہ درجہ میں منہیات یعنی جن سے منع کیا گیا ہے اور ماموارت یعنی جن کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے کے فرق کی حیثیت سے مختلف ہے،اور اللہ تعالیٰ کی خاطر تعظیم کی شدت کی وجہ سے سالک کے لیے بدایت (ابتدا) میں اوامر اور نواہی برابر تھے،پس مخالفت کے دروازہ کو بند کرنے کے لیے اور خوف کرتے ہوئے اس کے ماموارت اور منہیات کو بڑا سمجھے،ان دونوں کے فرق کا مشاہدہ حکمت سے قطع نظر کرتے ہوئے،جیسا کہ شرع میں وارد ہوا ہے،پس یہ مقام رفیع،اور مقام ارفع ہے۔

میرے نزدیک غفلت سے بڑا کوئی گناہ نہیں ہے

اور اس پر مقرر رہے جو محمول ہے حضرت جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان : اللہ تعالیٰ سے غفلت کرنے سے

زیادہ بڑا گناہ میرے نزدیک کوئی گناہ نہیں ہے ،پس بے شک غیبت غفلت سے اعظم ہے ، یا بے شک اس نے دیکھا کہ گناہوں میں بندے کا واقع ہونے کا سبب اللہ تعالیٰ سے غفلت ہے۔

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ وہ اس کو مقام کو پوشیدہ رکھنے کا حکم دے، جب ظہور کی طرف میلان کو اس سے اشارہ پائے ،اور جس نے خفاء کو پسند کیا تو وہ عبد خفاء ہے، جو کوئی بھی اپنے لیے اذنِ خاص کے پائے جانے سے پہلے مخلوق کی طرف نکلا تو وہ فتنہ میں مبتلاء کیا ہوا ہے، اور لوگوں کے لیے مسخرہ ہے ،اور اولیاء مخلوق کے لیے نہیں نکلتے مگر بعد اس کے کہ سلب سے وہ ڈرائے گئے اگر انہوں نے نہ کیا۔پس عاقل وہ شخص ہے جس نے اپنے مقام کو پوشیدہ رکھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کی مراد کے بغیر اس کے اظہار کا متولی ہو جائے۔

شیخ سے بغض رکھنے والے سے محبت

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ وہ عداوت کے ساتھ مدد کرے جو شخص اس سے ناحق دشمنی رکھتا ہے، رہا باطن میں اس سے عداوت رکھنا تو وہ جائز نہیں ہے، یہاں تک کہ انسان کے شیخ کا دشمن، اس (مرید) کے لیے باطن میں اس (شیخ کے دشمن) سے عداوت رکھنا جائز نہیں ہے، بلکہ اس پر اپنی عداوت کے ساتھ صرف اس کی مدد کرنا واجب ہے، جیسا کہ اس پر اجتناب کرنا واجب ہے جس شخص پر اس کا شیخ غضبناک ہوا۔

تعلیق و توضیح

[حضرت سیدنا محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا : مجھے معلوم ہوا کہ فلاں شخص حضرت سیدنا شیخ ابو مدین سے بغض رکھتا ہے (اعتراض کیا کرتا تھا) میں اس شخص سے بغض کرنے لگا ،تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں (تین بار) دیکھا، (کہ حضور مجھ سے اعراض (بے رخی) فرمارہے ہیں) (اور میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ! میرا کیا گناہ ہے؟) مجھے فرمایا تم (اپنے شیخ کی وجہ سے) فلاں شخص سے کیوں کراہت و نفرت کرتے ہو؟ میں نے عرض کی ،اس لیے کہ وہ ابو مدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بغض رکھتا ہے، آپ نے فرمایا: کیا وہ شخص اللہ

تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت نہیں کرتا؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: تو ابو مدین کے بغض کی وجہ سے اس سے کیوں بغض رکھتا ہے، اور اس کے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرنے کی وجہ سے اس سے محبت نہیں کرتا (تم نے اپنے شیخ کے ساتھ اس کے بغض کو اس کی مجھ سے محبت میں فنا کیوں نہیں کیا؟) تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اب تک اللہ کی قسم مجھ سے لغزش اور غفلت ہو گئی اب میں توبہ کرتا ہوں اور وہ مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہے پس آپ ﷺ نے تنبیہ فرمائی اور نصیحت فرمائی تو جب میں بیدار ہوا تو اسکے گھر کی طرف گیا اور تمام واقعہ بیان کر دیا تو وہ رویا اور خواب کو اللہ کی طرف سے تنبیہ شمار کیا تو ابو مدین کا بغض اس سے ختم ہو گیا اور اس سے محبت ہو گئی۔ (شیخ محی الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: اس دن سے میں نے کسی ایسے شخص کو جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے صرف اس لیے ناپسند نہیں کیا کہ میرے شیخ اس سے بغض رکھتے ہیں)۔

(تفسیر روح البیان، ۸، ص، ۳۴۴، دار الکتب العلمیہ، بیروت، الانوار القدسیۃ فی معرفۃ قواعد الصوفیۃ، ج، ۲، ص، ۵۱، ۵۲، دار الکتب العلمیہ، بیروت، البحر المورود فی المواثیق والعھود، ص، ۴۹۷)]

اپنے سردار کی طرف اٹھ کر جاؤ

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ اس کے لیے کھڑا ہو جب وہ اس کے پاس آئے، اگرچہ وہ اس کو ناپسند کرے خاص طور پر محافل میں، پس تحقیق انہوں نے فرمایا: محافل میں اپنے بھائی کے لیے کھڑے ہونے کو ترک کرنے سے بچو، پس بعض اوقات اس سے بغض، کینہ اور عداوتیں پیدا ہو جاتی ہیں، پس پھر تو اس کے بعد اس کے ازالہ سے عاجز ہو جائے گا۔

تعلیق و توضیح

[حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب بنی قریظہ حضرت سعد رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم پر اترنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلا بھیجا اور وہ حضور سے قریب ہی تھے چنانچہ وہ ایک گدھے پر سوار آئے تو جب مسجد سے قریب ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے فرمایا کہ اپنے سردار کی طرف اٹھ کر جاؤ۔

(صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب اذا نزل العدو علی حکم رجل، الحدیث ۳۰۴۳: ج ۲، ص ۳۲۲ و کتاب المغازی، باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاحزاب... الخ، الحدیث ۴۱۲۱: ج ۳، ص ۵۶ و صحیح مسلم، کتاب الجہاد... الخ، باب جواز قتال من نقض العہد... الخ، الحدیث ۶۴: (۱۷۶۸)، ص ۹۷۲)

اس فرمان عالی میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انصار کو دو حکم دیئے: ایک حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا، دوسرے ان کے استقبال کے لیے کچھ آگے جانا ان کو لے کر آنا بزرگوں کی آمد پر یہ دونوں کام یعنی تعظیمی قیام اور استقبال جائز بلکہ سنت صحابہ ہیں بلکہ حضور کی سنت قولی بھی۔

(مرات المناجیح، ج ۶، ص ۳۷۰)

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کی یہ خوشی ہو کہ لوگ میری تعظیم کے لیے کھڑے رہیں، وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے۔

(سنن الترمذی، کتاب الادب، باب ما جاء فی کراھیۃ قیام الرجل للرجل، الحدیث ۲۷۶۴: ج ۴ ص ۳۴۷)

جہاں یہ اندیشہ ہو کہ تعظیم کے لیے اگر کھڑا نہ ہوا تو اس کے دل میں بغض و عداوت پیدا ہو گا، خصوصاً ایسی جگہ جہاں قیام کا رواج ہے تو قیام کرنا چاہیے تاکہ ایک مسلم کو بغض و عداوت سے بچایا جائے۔

(رد المحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، باب الاستبراء وغیرہ، ج ۹، ص ۶۳۳)

آنے والے کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا جائز بلکہ مندوب ہے، جبکہ ایسے کی تعظیم کے لیے کھڑا ہو جو مستحق تعظیم ہے، مثلاً عالم دین کی تعظیم کو کھڑا ہونا۔ کوئی شخص مسجد میں بیٹھا ہے یا قرآن مجید پڑھ رہا ہے اور ایسا شخص آگیا جس کی تعظیم کرنی چاہیے تو اس حالت میں بھی تعظیم کو کھڑا ہو سکتا ہے۔

(الدر المختار، ورد المحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، باب الاستبراء وغیرہ، ج ۹، ص ۶۳۲)]

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ اس کو کوئی جھوٹی بات نہ کرے، کیونکہ اس میں اس کی

اہانت طلب کرنا ہے۔ اور حدیث شریف میں ہے:

كَبُرَتْ خِيَانَةً أَنْ تُحَدِّثَ أَخَاكَ حَدِيثًا هُوَلَكَ بِهِ مُصَدِّقٌ، وَأَنْتَ لَهُ بِهِ كَاذِبٌ -

"یہ بہت بڑی خیانت ہے کہ تم اپنے بھائی سے کوئی ایسی بات کہو جس میں وہ تجھے سچا سمجھ رہا ہو اور تو اس بات میں جھوٹ بول رہا ہو"۔ (سنن ابوداؤد، ۴۹۷۱، کنز العمال، ۸۲۱۰)

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ جب بھی اپنے رب کے ساتھ صاف خالص اپنے وقت کو پائے، رحمت اور مغفرت اور عفو (معافی) کی دعا سے اس کو نہ بھولے، برابر ہے کہ وہ رات میں ہو یا دن میں ہو، یا سجود میں ہو یا اس کے علاوہ ہو۔

جو کینہ، بغض، دشمنی، رکھتا ہے تو وہ قوم کے طریقہ میں جھوٹا ہے

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ اس سے کینہ، بغض نہ رکھے۔

حدیث شریف میں ہے ثَلَاثٌ مَنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ وَاحِدَةٌ مِنْهُنَّ فَإِنَّ اللهَ يَغْفِرُ لَهُ مَا سِوَى ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ:

مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا، وَلَمْ يَكُنْ سَاحِرًا يَتَّبِعُ السَّحَرَةَ، وَلَمْ يَحْقِدْ عَلَى أَخِيهِ۔

"تین چیزیں ایسی ہیں کہ اگر کسی شخص میں ان میں سے ایک بھی نہ ہو، تو پھر اللہ تعالیٰ جس کی چاہے گا مغفرت کر دے گا، جو شخص ایسی حالت میں انتقال کرتا ہے کہ وہ کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک قرار نہ دیتا ہو، اور وہ جادو کرنے والا نہ ہو کہ جادوگروں کے پیچھے جاتا ہو، اور وہ اپنے بھائی سے بغض، کینہ، دشمنی نہ رکھتا ہو"۔ (المعجم الکبیر، ۱۳۰۰۴، مجمع الزوائد، ۳۸۹، کنز العمال، ۴۳۲۱۶)

اور قوم نے فرمایا: جو شخص بھی مخلوق میں سے کسی ایک کے لیے غش (کھوٹ) یا خدیعہ (فریب) یا مکر (دھوکا) یا حقد (کینہ، بغض، دشمنی) رکھتا ہے تو وہ قوم کے طریقہ میں جھوٹا ہے، اور اس کا اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والا ہونا جائز نہیں ہے۔

جب وہ بات کرے تو وہ اس کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھے

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ جب وہ بات کرے تو وہ اس کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھے (نگاہ اس کی طرف رکھے) یہاں تک کہ وہ اپنی بات سے فارغ ہو جائے، کیونکہ اس سے محبت کی

صفائی میں اضافہ ہوتا ہے، جیسا کہ بھائی کی بات سے کھیلنا یا اس کے کلام کے مکمل ہونے سے پہلے اس کی بات کاٹنا جفاء پیدا کرتا ہے۔

اس کا امتحان نہ لے ورنہ اس سے نفرت کرے گا

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ اس کا امتحان نہ لے، کیونکہ امتحان لینا پردہ کھولنے کی جنس سے ہے۔ اور تحقیق انہوں نے فرمایا: تم اس سے بچو کہ تم اپنے بھائیوں کا امتحان لو، پس بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا امتحان نہیں لیتا مگر بے شک وہ ان کی وفاء کو جانتا ہے تا کہ وہ ان کو اظہار سے شرمندہ نہ کرے جو ان کے نزدیک چھپانے والا ہے۔ اور کبری کو کہا گیا: کیا آپ اپنے اصحاب کا امتحان نہیں لیتے؟ تو فرمایا: جب ہم نکلتے ہیں تو ہم عیبوں کو کھا جاتے ہیں۔

تعلیق و توضیح

[حدیث شریف میں ہے: عنقریب میری امت پر ایسا وقت آئے گا تمہارے لیے کسی شخص کا نام سننا اس سے ملاقات کرنے سے بہتر ہوگا اور اگر تم اس سے ملاقات کرو تو یہ بات اس کا تجربہ کرنے سے بہتر ہوگی کیونکہ اگر تم اس کا تجربہ کرو گے تو اس سے نفرت کرو گے اور اس کے عمل سے بھی نفرت کرو گے۔ (تنبیہ المغترین، ص، ۲۰۴)]

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ حرمت اور تعظیم کے ساتھ اس کی ملاقات کے لیے تیار رہے جب اس سے جدا ہو۔ شیخ محی الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اگر چہ جدا ہونے کا زمانہ تھوڑا سا ہی ہو، احسان کا گمان کرنے کے لیئے کہ بے شک اللہ تعالیٰ کی بخشش ہوا کا جھونکا ہے یا اس کی نظروں میں سے اس کی طرف ایک نظر ہو جو وہ اپنے بندوں کے دلوں کی طرف دن اور رات کرتا ہے، تو وہ اس کے سبب اس سے مقام کے اعتبار سے اعلیٰ ہو گیا ہو، پھر اگر وہ معاملہ صحیح ہو تو تحقیق اس نے اس کا حق پورا کیا، اور اگر وہ صحیح نہ ہو تو تحقیق اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ادب کیا، اس حیثیت سے اس نے وہ معاملہ کیا جس کا مرتبہ الالٰہیہ تقاضا کرتا ہے، یعنی اس کی بارگاہ سے ہر آنے والے کا

اکرام کرنا۔فرمایا: دلوں پر غفلت مضبوط ہونے کی وجہ سے،یہ معاملہ بہت کم ہے کہ جو اس میں اپنے آپ کو مفقود (گم) پاتا ہے۔

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ جب وہ اس کو اس کام میں دیکھے جو اس کے لیے مناسب نہیں،تو وہ اعتقاد رکھے کہ بے شک اس نے اپنے وقت میں توبہ کرلی ،اور اپنی تنہائی ،پوشیدگی میں ندامت کرلی،اور ایک بزرگ فرماتے تھے: بے شک میں اللہ تعالیٰ سے حیاء کرتا ہوں کہ میں کسی شخص سے توبہ منقطع ،جدا سمجھوں جس نے میرے سامنے اپنے رب کی نافرمانی کی ہو، پھر دیوار کے ساتھ مجھ سے پوشیدہ ہوگیا۔اور انہوں نے فرمایا: جس شخص نے گنا ہگاروں میں سے کسی ایک سے توبہ کو جدا سمجھا اس نے ضروری طور پر اپنے آپ کو اس سے بہتر سمجھا،اور جس کسی شخص نے مسلمانوں میں سے کسی ایک سے اپنے آپ کو بہتر گمان کیا تو وہ دھوکا دیا ہوا جاہل ہے اگر چہ اسے کرامات سے عطاء کیا گیا ہو جو عطاء کیا گیا ہو۔

برائی کرنے والے سے بھلائی کرے

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ محبت کی رعایت کرتے ہوئے اس کی محبت کی حفاظت کرے،اور اگر اس نے خیانت کی تو وہ ٹیڑھا ہوا۔حضرت ابن خطاب نے فرمایا: میں نے خواب میں رب العزت کو دیکھا،تو میں نے عرض کیا: اے میرے رب! مجھے کوئی ایسی چیز یکھا جو میں آپ سے بلاواسطہ حاصل کروں،تو ارشاد فرمایا: اے ابن خطاب! جس شخص نے اس سے اچھائی کی جس نے اس سے برائی کی تو اس شخص نے اللہ تعالیٰ کے لیے شکر کو خالص کرلیا،اور جس شخص نے اس شخص سے برائی کی جس نے اس سے اچھائی کی تو اس شخص نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کو ناشکری سے تبدیل کیا،تو میں نے عرض کیا: اے میرے رب! مجھے کافی ہے۔تو ارشاد فرمایا: تجھے کافی ہے ،انتہی۔

اور یہ معاملہ اس زمانہ میں عزیز (کمیاب) ہوگیا ہے،اور کتوں کے علاوہ اس کے اہل میں سے باقی نہیں رہا،جیسا کہ وہ کتاب "فضل الکلاب علی کثیر ممن لبس الثیاب" میں مذکور ہے۔

جھگڑے میں بھلائی کا ذکر اس میں اخلاص نہ ہونے پر عنوان ہے

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ اپنا احسان اس پر نہ جتائے جس کے ساتھ اس نے بھلائی کی ہو، جب اس سے جھگڑا ہو، اور وہ اس بھلائی کو بھول گیا ہو۔ پس بے شک جھگڑے میں بھلائی کا ذکر اس میں اخلاص نہ ہونے پر عنوان ہے، اور اصل کے خراب ہونے پر دلیل ہے، پس بے شک اصل کا پاک شخص کبھی بھی احسان نہیں جتلاتا جو اس نے اپنے بھائی کے ساتھ بھلائی کی ہوتی ہے، بلکہ وہ اس بھائی کے لیے فضیلت دیکھتا ہے، مثلاً جس نے اس کے پاس کھایا، یا اس سے ہدیہ قبول کیا۔ حدیث شریف میں ہے :

ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ "قَالَ : فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مِرَارًا، قَالَ أَبُو ذَرٍّ : خَابُوا وَخَسِرُوا، مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ : "الْمُسْبِلُ، وَالْمَنَّانُ، وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ۔

"تین بار فرمایا، تین شخصوں سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کلام نہیں فرمائے گا، اور نہ ان کی طرف نظر رحمت سے دیکھے گا اور نہ ان کو گناہوں سے پاک کرے گا، اور انہیں دردناک عذاب دے گا، عرض کیا حضور یہ لوگ تو سخت نقصان اور خسارے میں رہے، یہ کون ہیں؟ ارشاد فرمایا : (ٹخنوں سے) نیچے کپڑا لٹکانے والا، اور احسان جتلانے والا، اور اللہ تعالیٰ کی جھوٹی قسم کھا کر مال فروخت کرنے والا"۔ (صحیح مسلم، ۱۰۶، سنن النسائی، ۴۴۵۸، سنن ابو داود، ۴۰۸۷، کنز العمال، ۴۳۸۱۵)

جھگڑا چھوڑ دے اگرچہ وہ حق پر ہو

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ اس سے جھگڑا نہ کرے۔

تعلیق و توضیح

[حدیث شریف میں ہے: أَنَا زَعِيمٌ بِبَيْتٍ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَإِنْ كَانَ مُحِقًّا ۔

"میں اس کے لیے جنت کے نچلے حصہ میں ایک گھر کا ذمہ دار ہوں جو شخص لڑائی جھگڑا چھوڑ دے اگرچہ وہ حق پر ہو" (سنن ابو داود، ۴۸۰۰، کنز العمال، ۸۲۹۹)]

پس بے شک آپس میں جھگڑا کرنا محبت کو ختم کر دیتا ہے، اور انہوں نے فرمایا: جھگڑے سے زیادہ دل کو مشغول کرنے والی اور جھگڑے سے زیادہ دین کو لے جانے والی کوئی چیز نہیں پائی گئی، اور جھگڑے سے غضب، اور کینہ اور دھوکا پیدا ہوتا ہے، یہاں تک کہ وہ نماز میں ہوتا ہے اور اس کے خیالات دلائل کے ساتھ معلق ہوتے ہیں، اور اس سے پوشیدہ نہیں ہے جو اس میں ہے۔

حدیث شریف میں ہے: كَفَىٰ بِكَ إِثْمًا أَنْ لَا تَزَالَ مُخَاصِمًا۔

تمہارے لیے یہی گناہ (ظلم) کافی ہے کہ تم ہمیشہ جھگڑوں میں پڑے رہو۔

(سنن الترمذی، ۱۹۹۴، کنز العمال، ۷۹۲۸، ۷۹۳۱)

اور انہوں اشعار پڑھے:

تجنب قرين السوء واصرم حباله ... فإن لم تجد عنه محيصاً فداره

برے ساتھی سے پرہیز کر اور اس کی رسی (تعلق) کو کاٹ دے، پس اگر اس سے ہٹنے کی جگہ نہ پائے پھر مدارات کر۔

وأحبب حبيب الصدق واحذر مراءه ... تنل منه صفو الود ما لم تماره

سچے ساتھی سے محبت کر اور اس سے جھگڑنا چھوڑ، اس سے محبت کا خلوص حاصل کر جب تک اس نے جھگڑا نہیں کیا۔ (صید الافکار فی الادب والاخلاق والحکم والامثال، ص، ۶۷۲)

اس کو چھوڑنے میں جلدی نہ کرے

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ اس کو چھوڑنے میں جلدی نہ کرے، پس بے شک اس کی مثل میں جلدی کرنا محمود نہیں ہے، اور اس کی خطاء اس کے صواب و درستگی سے بہت زیادہ ہے، اور چھوڑنے کے جواز کی شرائط کو ہم نے اس رسالہ کے علاوہ میں ذکر کیا ہے۔

تعلیق و توضیح

[حضرت علامہ عبد الوہاب شعرانی، نقشبندی، قادری، شاذلی، شافعی، متوفی، قدس سرہ، ۹۷۳ھ، لکھتے

ہیں: اور کسی سے قطع تعلق نہ کر مگر اللہ تعالیٰ کے لیے اور یہ اس وقت ہے جب تو اسے کبیرہ گناہ کا مرتکب یا صغیرہ گناہ پر پابندی کرنے والا پائے۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اسے کبیرہ کا مرتکب دیکھنے سے مراد یہ ہے کہ اس کا علم ہوا گرچہ گواہ کے ساتھ ہو، پس قطع تعلقی کے جواز کے لیے قطع تعلقی کرنے والے کا گناہ گار کو اپنے آنکھوں سے ارتکاب کرتے دیکھنا شرط نہیں ہے۔ اسی لیے سیدی علی خواص نے فرمایا: چھوڑنے کے جواز کے لیے چھوڑے ہوئے کے اس جرم میں واقع ہونے کے متعلق اسے چھوڑنے والے کو علم یقینی ہونا شرط ہے، صرف گمان اور اندازہ کافی نہیں تو تیرے لیے بغیر ثبوت کے قطع تعلق کرنا اور چھوڑنا جائز نہیں اور اس مسئلے میں بہت سی مخلوق ہلاک ہوگئی اور وہ اس وقت تک نہیں مرے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ان جرائم میں مبتلا کردیا جن کی انہوں نے لوگوں پر تہمت لگائی۔ (طبقات الکبری للشعرانی، ص ۲۷۸)

حدیث شریف میں ہے: ”آدمی کے لیے یہ حلال نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑ رکھے، کہ دونوں ملتے ہیں ایک ادھر مونھ پھیر لیتا ہے اور دوسرا اُدھر موںھ پھیر لیتا ہے اور ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو ابتداءً سلام کرے“۔ (صحیح البخاری، کتاب الآدب، باب الھجرۃ، ۶۰۷۷: ج ۴، ص ۱۲۰)

”جو شخص اپنے بھائی کو سال بھر چھوڑ دے، تو یہ اس کے قتل کی مثل ہے“۔

(سنن أبي داود، کتاب الآدب، باب فیمن یھجر أخاہ المسلم، الحدیث ۴۹۱۵: ج ۴، ص ۳۶۴)

”مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑ دے، پھر جس نے ایسا کیا اور مر گیا تو جہنم میں گیا“۔

(سنن أبي داود، کتاب الآدب، باب فیمن یھجر أخاہ المسلم، ۴۹۱۴: ج ۴، ص ۳۶۴)]

محبت کی رعایت کرتے ہوئے اس کی پکڑ نہ کرے

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ محبت کی رعایت کرتے ہوئے اس کی پکڑ نہ کرے جب وہ اس کے حق میں کوتاہی کرے۔

سیدی علی خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وصیت میں سے ہے: جتنا ہو سکے اپنے بھائی کے لیے اپنے حق کو

ترک کردے،اور اپنے بھائیوں میں سے اہل مروءات اور اہل ہیئات (اہل حیثیت) کی لغزشوں کو معاف اور درگزر کر،اور تو اس سے بچ کہ تو اس پر زیادتی کرے جو تجھ پر زیادتی کرے، پس بے شک حق تعالیٰ نے صرف مثلیت (برابری) کی شرط کے ساتھ زیادتی جائز فرمائی ہے،اور برابری بہت مشکل ہے،پس کبھی زیادتی ہو جاتی ہے اور کبھی دشمن میں اس برائی کا اثر اس سے زیادہ ہو جاتا ہے جتنا تجھ میں اثر ہوا۔پس کمزوروں کے لیے بدلہ لینے کی رخصت ہے۔

اس کی اولاد پر اپنی شفقت ہمیشہ رکھے

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ اس کی اولاد پر اپنی شفقت ہمیشہ رکھے اور اس کی موت کے بعد ان کے ساتھ قائم رکھے۔

اور قوم نے فرمایا: جس شخص نے اپنے بھائی کی اولاد پر اس کی غیر موجودگی میں شفقت نہ کی،اس کی موت کے بعد ان کے ساتھ قائم نہ رکھی تو وہ اپنی اخوت میں سچا نہیں ہے۔

اہل بدعت کی مجلس سے پرہیز کرے

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ بدعت پر اس کو مقرر نہ کرے، پس اگر اس نے اس سے رجوع نہ کیا تو اس کو چھوڑ دے اپنے آپ پر خوف کرتے ہوئے یہ کہ اس کی نحوست اس کو لاحق ہو جائے گی۔

اور اہل بدعت کی مجالست (ہم نشینی) سے سلف صالح پرہیز کرتے تھے،اور فرماتے تھے: جس شخص میں تھوڑی سی بدعت ہو اس کی مجالست سے بچو،اور جس شخص نے اس میں سستی کی تو اس پر اس کی نحوست لوٹ آئے گی اگرچہ ایک زمانہ بعد آئے۔

تعلیق و توضیح

[حضرت ہشام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: کہ حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت امام محمد بن سرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دونوں فرمایا کرتے تھے: بدعتیوں کے پاس مت بیٹھو! نہ ان سے جھگڑا کرو اور نہ ہی ان کی بات سنو۔(شعب الایمان،۹۴۶۷)

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: بدعتی کے پاس نہ بیٹھنا کیونکہ مجھے اس پر لعنت اترنے کا خوف ہے۔ (شعب الایمان، ۹۴۷۲)

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: جو شخص بدعتی کے پاس بیٹھتا ہے اس کو حکمت (فراست و دانائی) نہیں عطاء کی جاتی۔ (شعب الایمان، ۹۴۸۲)

حضرت وکیع بن الجراح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے ذکر کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا: میں نے بدعتی سے ایک جملہ سنا تھا بیس سال ہونے کو ہیں آج تک اس کو کانوں سے نہیں نکال سکا اور جب حضرت طاؤس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس کوئی بدعتی آتا تو آپ کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے کہ کہیں اس کی بات سن نہ لیں۔ (رسالۃ المسترشدین، ص، ۵۸)

اسماء بن عبید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں، دو بد مذہب شخص ابن سیرین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بولے اے ابوبکر (یہ ابن سیرین کا لقب ہے) ہم آپ کو ایک حدیث سناتے ہیں۔ ابن سیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا: نہیں۔ وہ بولے پھر ہم آپ کے سامنے اللہ کی کتاب کی کوئی آیت تلاوت کر دیتے ہیں۔ ابن سیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا نہیں تم دونوں اٹھ کے چلے جاؤ ورنہ میں اٹھ کے چلا جاؤں گا۔ راوی بیان کرتے ہیں وہ دونوں اٹھ کے چلے گئے تو حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا اے ابوبکر اگر وہ آپ کے سامنے قرآن کی کوئی آیت پڑھ دیتے تو اس میں کیا حرج تھا، تو ابن سیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا: مجھے یہ اندیشہ تھا کہ یہ لوگ میرے سامنے کوئی آیت پڑھیں گے اور اس کی اپنی طرف سے کوئی تفسیر بیان کریں گے اور وہ میرے دل میں پختہ ہو جائے گی۔

(سنن دارمی، باب اجتناب اہل الاھواء والبدع، رقم ۴۱۲ :)]

اس کی بیوی سے شادی نہ کرے

بھائی پر بھائی کے حق میں سے یہ ہے کہ اس کی بیوی سے شادی نہ کرے، اس کے شوہر نے اس کو

طلاق دی ہو یا اس کا شوہر فوت ہو گیا ہو، اگر چہ اس نے اس کی وصیت کی ہو، اور کہا: غیر سے زیادہ حق دار تو ہے۔

پس اے بھائی! اس فصل میں جو کچھ ہے اس کو تو اپنے آپ پر پیش کر، پس اگر تو اپنے آپ کو ان اخلاق پر عمل پیرا پائے تو اللہ تعالیٰ کا شکر کر، ورنہ اپنے بھائیوں کے حقوق میں قصور کرنے کی وجہ سے تجھ پر دن، رات استغفار کرنا لازم ہے، اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

تیسری فصل:

قوم کے آداب کے ذکر میں

تو جان لے! اللہ تعالیٰ مجھے اور تجھے اس کی توفیق عطاء فرمائے جس کو وہ محبوب رکھتا ہے۔ بے شک قوم کے آداب بے حساب ہیں، بے شک وہ کتب الہیہ میں اور احادیث نبویہ میں اور صحابہ کرام اور پہلے بزرگوں کے آثار میں جمع ہیں، لیکن ہم ان آداب میں سے کچھ تبرک کے طور پر اور دروازہ کھولنے کے طور پر ذکر کرتے ہیں، پس ہم اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتے ہیں۔

قوم کے آداب سے ہے: کشف اور شہود کا علم ہونے کی وجہ سے تمام مخلوق سے پہلے تمام تکلیفوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگیں، بے شک تمام چیزوں کی بادشاہی اللہ تبارک وتعالیٰ کے دستِ قدرت میں ہے، بخلاف ان کے علاوہ پس بے شک وہ اس کی مخلوق پر وقوف (آگاہی) کے بعد ہی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

تعلیق و توضیح

[اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنِّیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ۔

تو اللہ کی طرف بھاگو بیشک میں اس کی طرف سے تمہارے لئے صریح ڈر سنانے والا ہوں۔

(الذاریات، ۵۰)]

وہ اپنا ثواب اس سے حاصل کرے جس کے ساتھ اس کا دل حاضر تھا

قوم کے آداب سے ہے: عمل کی حالت میں دل اور حواس کو جمع کرنا، بعض کتب الٰہیہ میں آیا ہے اللہ تعالیٰ کراماً الکاتبین فرشتوں کو فرماتا ہے: اکتبوا عمل عبدی فلان، واکتبوا این کان قلبہ حال العمل لیاخذ ثوابہ ممن کان قلبہ حاضر معہ۔

"میرے فلاں بندے کا عمل لکھو، اور عمل کی حالت میں اس کا دل کہاں تھا لکھو تاکہ وہ اپنا ثواب اس سے حاصل کرے جس کے ساتھ اس کا دل حاضر تھا"۔

تعلیق و توضیح

[اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَ مَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَ یُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ یُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَ ذٰلِكَ دِیْنُ الْقَیِّمَةِ۔ اور ان لوگوں کو تو یہی حکم ہوا کہ اللہ کی بندگی کریں نرے اسی پر عقیدہ لاتے ایک طرف کے ہو کر اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور یہ سیدھا دین ہے۔ (سورۃ البینہ، ۵)

قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِیْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ یَعْلَمْهُ اللّٰهُ۔ تم فرماؤ کہ اگر تم اپنے جی کی بات چھپاؤ یا ظاہر کرو اللہ کو سب معلوم ہے۔ (سورۃ آل عمران، ۲۹)]

سیدی علی خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام میں سے ہے: "ہر وہ عمل جس میں بندہ اپنے رب تعالیٰ کے ساتھ حاضر نہ ہوا تو وہ میت کی طرح ہے، اور وہ نفاق کے زیادہ مشابہ ہے، یہ اس لیے کہ لوگ وہم کرتے ہیں کہ وہ اپنی مناجات کی حالت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوتا ہے، حالانکہ وہ مخلوق کے ساتھ ہوتا ہے، اور تحقیق لوگوں پر اس سے ان کی غفلت کی وجہ سے طریق طویل ہو گئی ہے، پس انہوں نے اپنے معمول سے اعمال کو حجاب بنا لیا، اور اگر انہوں نے اپنے معمول کو ملاحظہ کیا تو اس کی وجہ سے اعمال سے مشغول ہو گئے"۔

وہ اپنی عبادات سے مقام یا حال یا قرب کو طلب نہیں کرتے

قوم کے آداب سے ہے: بے شک وہ اپنی عبادات سے مقام یا حال یا قرب کو حضرت الہیہ سے طلب نہیں کرتے، تحقیق انہوں نے فرمایا: جس شخص نے مقام کو طلب کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی خدمت کی تو اس نے اپنے قطع تعلق کو طلب کیا، اور جس شخص نے عذاب کے خوف سے یا ثواب کی طلب کے لیے اس کی خدمت کی تو اس نے اپنے طمع میں پہل کی اور اپنا گھٹیہ پن ظاہر کیا۔

اور انہوں نے فرمایا : اللہ تعالیٰ کے نزدیک مخلوق میں سے سب سے ناپسندیدہ وہ شخص ہے جو طاعات وعبادات کے ساتھ سحری میں اس کی طرف چاپ لوسی کرتا ہے، اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا قرب طلب کرتا ہے۔

اور انہوں نے فرمایا: اگر تم سے ہو سکے تو جس کا شریعت نے حکم دیا ہے اس کو کرو، اور لیکن اس کی مشروعیت اور اس کا حکم ہونے کی حیثیت سے، کسی دوسری علت (سبب) کی حیثیت کی وجہ سے نہیں ، اور اپنے تمام احوال اور اپنے تمام اعمال میں اس کی تمام علتوں (سببوں) کو ترک کرو، اور ثواب کی طرف نظر نہ کرو، پس جس شخص نے دنیا یا آخرت سے اپنے اعمال میں ثواب کی طرف نظر کی تو تحقیق وہ عبودیت کے ان اوصاف سے نکل گیا جن کے لیے کوئی ثواب نہیں مگر حق تعالیٰ کی رضا۔

قوم کے آداب سے ہے: صبح ،شام اپنے ظاہری اور باطنی اعضاء کی تفتیش (تلاش، جستجو) کرے، کیا اللہ تعالیٰ کی ان حدوں کی حفاظت کی جن کو اس نے ان کے لیے حد بندی فرمائی یا حد سے تجاوز کیا؟ یا کیا جس کا اس کو حکم دیا گیا اس کو قائم کیا؟ یعنی نگاہ کا نیچا رکھنا، اور دل، اور کان اور زبان کی حفاظت کرنا، اور اس کے علاوہ اخلاص کے طور پر قائم رہا یا قائم نہ رہا؟

پس اگر اپنے اعضاء اطاعت کرتے دیکھو تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو، اور اپنے نفوس کو انہوں اس کا اہل نہ دیکھا اور، اور اگر انہوں نے گناہوں سے کچھ آلودگی دیکھی تو انہوں نے ندامت اور استغفار میں پکڑ کی، پھر وہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں، جب اس معصیت (گناہ) سے ان پر زیادہ قدرت نہ

ہوئی، اور اس نے اپنے ان اعضاء کو الگ نہیں کیا جنہوں نے گناہوں کی حالت میں نافرمانی کی، پس ہر وہ عضو جس نے گناہ کیا وہ اپنے گناہوں کی حالت میں بلاء کے نزول کا مستحق ہے۔

جس کو ردی اخلاق زائل ہونے کا گمان ہوا تحقیق اس کو وہم ہوا

قوم کے آداب سے ہے: بے شک وہ اپنے باطن کی تفتیش سے غافل نہیں ہوتے، پس بے شک ردی اخلاق بندہ میں اطمینان کی طرح ہے، اور معلوم یہ ہے کہ بے شک فقراء جب مقامات ترقی کرتے ہیں تو ظاہری گناہوں میں ان کا واقع ہونا غالباً معدوم ہوتا ہے، پس ان میں سے کوئی ایک اس میں واقع ہوتا ہے، اور وہ اپنے باطن کی تفتیش بھول جاتا ہے، اور وہ اہل عرفان کے درجہ سے قصور کرنے والا ہوتا ہے، اور جس شخص نے یہ گمان کیا کہ ان سے ردی اخلاق زائل ہو گئے تو تحقیق اس کو وہم ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔

"اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا گیا تو وہی کامیاب ہیں"۔ (سورۃ الحشر، ۹)

پس نہیں کہا گیا: اور جس شخص نے اپنے نفس کے لالچ کو زائل کر دیا، بلکہ اس میں لالچ باقی رہتا ہے، مگر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عنایت سے بندہ اس عمل سے بچ جاتا ہے۔

شیخ افضل الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام سے ہے: بے شک اللہ تعالیٰ نے آدمیوں کی طینت (اصلی خصلت) میں سے تمام اخلاق حمیدہ اور ذمیمہ میں تمام ضدوں کو بنایا، ان کی ذاتوں میں طلوع اور غروب ہوتے ہیں، اور لیکن جب تک عنایت ربانی رہتی ہے بندہ کنارے رہتا ہے تو تمام اخلاق ذمیمہ بجھے ہوئے بیکار رہتے ہیں، پس جب عنایت اس سے پیچھے ہو جائے تو استعمال کے لیے اخلاق ذمیمہ متحرک ہو جاتے ہیں اور اس کے اخلاق حسنہ بجھ جاتے ہیں۔

پھر پوشیدہ نہ رہے کہ بے شک انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی طینت (اصلی خصلت) کو اللہ تعالیٰ نے سابق عنایت سے تمام رذائل سے ان کو پاک فرمایا ہے، پس تو سمجھ لے اور غلطی سے بچ۔

قوم کے آداب سے ہے: وعدہ کے لیے ان کی الفتوں کا نہ ہونا، پس وعدہ میں کسی ایک کو بھی شمار نہیں کرتے مگر نادر طور پر کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ بے شک وعدہ کا سچا ہونا نہیں ہوتا مگر انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے لیے کیونکہ وہ معصوم ہوتے ہیں، اور رہے ان کے علاوہ تو وہ کبھی وعدہ کرتے ہیں اور (عمل) اس کے خلاف کرتے ہیں، پس اس میں نفاق میں سے ایک خصلت ہوگی۔

قوم کے آداب سے ہے: جب ان میں سے کسی ایک سے ان کے شیخ کے متعلق سوال کیا جائے تو یہ کہتا ہے: میں اس کا خادم تھا یا اس کے پاس آنے جانے والوں میں سے تھا، اور یہ نہیں کہتا: میں اس کا صاحب تھا، پس بے شک صحبت کا مقام عزیز ہے، جب کہ انسان کا صاحب وہ ہے جو اس کے سمندر سے پیئے جیسا کہ رسالہ کے شروع میں گذر چکا ہے۔

قوم کے آداب سے ہے: جب ان کے اصحاب میں کسی ایک کا ذکر ان کے سامنے اس کی غیر موجودگی میں کیا جائے تو وہ یہ نہیں کہتے: وہ ہمارے اصحاب میں سے ہے، یا ہمارے اکابر، بزرگ اصحاب میں سے ہے، اگر ان سے درجات میں کم ہو، پس اگر ان کے (درجہ میں) مساوی، برابر ہو یا (درجہ میں) ان سے اوپر ہو، تو کہتے ہیں: ہم اس کی اتباع کرنے والوں میں سے اور اس کی خدمت کرنے والوں میں سے ہیں۔

قوم کے آداب سے ہے: وہ نہیں کہتے : کہ اکابر، بڑے بزرگ، اور سچے لوگ چلے گئے، پس بے شک وہ درحقیقت گئے نہیں ہیں، اور وہ صرف صاحب دیوار کے خزانہ کی طرح ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ عطاء فرماتا ہے جو آخری زمانہ میں آیا پہلے زمانہ والوں سے اس کو حجاب نہیں بنایا، پس بے شک اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی ﷺ کو وہ کچھ عطاء فرمایا جو کچھ آپ سے پہلے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو نہیں عطاء فرمایا، پھر تعریف میں ان پر آپ ﷺ کو مقدم کیا۔

جو کہتے ہیں: اولیاء کہاں ہیں؟ آپ کہیں: بصیرت کہاں ہے؟

صاحب "الحکم" کے کلام میں سے ہے: تبدیل کر جو کہتے ہیں: اولیاء کہاں ہیں؟ صالحین، نیک لوگ کہاں ہیں؟ آپ کہیں: بصیرت کہاں ہے؟ کیا گندگی میں ملوث کے لیے کنواری کی صلاحیت ہوتی

ہے، کہ وہ شہزادی کو دیکھے۔انتہی ۔(تاج العروس الحادی علی تہذیب النفوس،ص،۵۸)

اور اس کی مثل لفظ نہیں واقع ہوتے مگر اس شخص سے جس کا اپنے زمانہ کے اولیاء اور اپنے زمانہ کے علماء کے بارے اس کا اعتقاد نہ ہو،اور اس سے پوشیدہ نہیں ہے جو اس میں ہے۔

جس شخص نے طلب کیا حاسد نہ ہو،اس نے طلب کیا نعمت نہ ہو

قوم کے آداب سے ہے: وہ یہ طلب نہیں کرتے کہ ان کے لیے کوئی حاسد نہ ہو،پس بے شک حکیم وجودی حسد کے ساتھ نعمت کے مقابلہ کا تقاضا کرتا ہے،پس جس شخص نے طلب کیا کہ اس کے لیے حاسد نہ ہو پس تحقیق اس نے طلب کیا کہ اس کے لیے نعمت نہ ہو۔

قوم کے آداب سے ہے: جب وہ اپنے گناہوں کا ذکر کرتے ہیں تو اس پر :لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰہِ ، نہیں کہتے،تاکہ اس میں اللہ تعالیٰ پر حجت کی بو(تک) نہ ہو، بلکہ وہ کہتے ہیں :

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ۫ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (۲۳)

"دونوں نے عرض کی اے رب ہمارے ہم نے اپنا آپ برا کیا تو اگر تو ہمیں نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور نقصان والوں میں ہوئے"۔(سورۃ الاعراف،۲۳)

اور ساتھ یہ ورد کرتے ہیں :اے میرے رب! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا پس تو میری مغفرت فرما،بے شک تو بخشنے والا،اور رحم کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ انس ومحبت میں اختلاف

قوم کے آداب سے ہے: وہ نہیں کہتے: ہمیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ انس ہے،پس بے شک انسان انس نہیں کرتا مگر اپنی جنس سے،اور جو حق تعالیٰ ہے اس کے درمیان اور اس کے بندوں کے درمیان وجوہات میں سے کوئی مجانست کی وجہ نہیں ہے،پس اگر تو قوم میں سے کسی ایک کے کلام میں دیکھے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ انس کرتا ہے تو جان لے کہ بے شک وہ غیر محقق (بغیر تحقیق کے)بات ہے،اور اگر تحقیق کی تو اس کی انس کو پائے گا اس کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے،اللہ تعالیٰ کے ساتھ نہیں ہے،مجانست کی نفی کے لیے۔

اور اسی طرح جن ہے ہم میں سے کوئی ایک ان کے ساتھ انس نہیں رکھتا، بلکہ انسان کا ہر بال کھڑا ہو جاتا ہے جب جنوں کو دیکھتا ہے۔

اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ انس صحیح نہیں ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ تلذذ (لذت پانا) صحیح نہیں ہے۔

اور قوم نے فرمایا: اور یہ حکم دونوں جہان میں ہمارے لیے ہے، پس بے شک شارع ﷺ نے ہمارے لیے لذت کے سبب کو ظاہر نہیں فرمایا، جب ہمارے لیے رؤیت واقع ہو گی، بلکہ فرمایا: پس جو لذت عطاء کیے گئے، لذت کی مثل ان کا نظر کرنا اپنے رب کی طرف، اور یہ لذت وہ ہے جس کو ہم اس وقت نہیں سمجھتے۔

تعلیق و توضیح

[شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ سے انس صرف اسی بندے کو حاصل ہوتا ہے جس کی طہارت مکمل اور اس کا ذکر صاف ہو اور وہ ہر اس چیز سے وحشت محسوس کرے جو اسے اللہ تعالیٰ سے مشغول کر دے، پس اس وقت اسے اللہ تعالیٰ اپنا انس عطا فرماتا ہے اور حقائق انس ثابت کرنے کے لیے اس کا ارادہ فرماتا ہے پس اسے ماسوا کے خوف کے ذائقے سے کھینچ لیتا ہے۔ (طبقاتِ شعرانی، ص، ۲۹۴)

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: جاننا چاہیے کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی محبت مقامات و درجات میں سب سے انتہائی درجہ رکھتی ہے اور درجۂ محبت پر فائز ہونے کے بعد جو بھی مقام اور حال ہو گا جیسے شوق، اُنس اور رضا وغیرہ یہ اسی محبت کا ثمرہ اور اس کا تابع ہے جبکہ محبت سے پہلے جو بھی مقام اور حال ہو گا جیسے توبہ، صبر اور زہد وغیرہ، وہ محبت کے مقدمات میں سے ہے۔ سارے مقامات اگرچہ نادِرُالوُجود ہیں مگر دل ان کے ممکن ہونے پر ایمان لانے سے خالی نہیں ہوتے اور جہاں تک محبّتِ الٰہی کا تعلق ہے تو اس پر ایمان لانا بہت مشکل ہے۔ یہاں تک کہ بعض علما اس کے امکان کا انکار کرتے ہوئے کہتے ہیں: "اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی محبت کا یہی معنی ہے کہ اس کی اطاعت پر ہمیشگی

اختیار کی جائے اور جہاں تک حقیقی محبت کا تعلق ہے تو وہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے ساتھ محال ہے کیونکہ یہ ہم جنس اور ہم مثل کے ساتھ کی جاتی ہے۔" پس جب انہوں نے حقیقت محبت کا انکار کیا تو اس کے ثمرات جیسے انس، شوق، لذتِ مناجات اور اسی طرح محبت کے تمام لوازمات اور توابع کا بھی انکار کر دیا۔ لہٰذا اس بات سے پردہ ہٹانا ضروری ہے۔

(احیاء العلوم، کتاب المحبۃ والشوق والانس والرضا، ج ۴، ص ۴۰۷)

اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے محبت کے اثبات پر درج ذیل فرامین باری تعالیٰ دلالت کرتے ہیں:

یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗۤ ۔ "وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا"۔ (پ ۶، المائدہ ۵۴:)

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ۔ "اور ایمان والوں کو اللہ کے برابر کسی کی محبت نہیں"۔

(پ ۲، البقرۃ ۱۶۵:)

یہ آیات محبت کے اثبات پر دلالت کرتی ہیں اور اس بات پر بھی کہ لوگ محبت کرنے میں متفاوت ہیں۔

احادیثِ مُبارکہ میں رسولِ اکرم، شفیعِ مُعظّم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی محبت کو ایمان کی شرط قرار دیا ہے۔ چنانچہ، حضرتِ سیدنا ابو رَزِین عُقیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایمان کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: "ایمان یہ ہے کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہوں"۔ (المسند للامام احمد، حدیث ۱۶۱۹۴:)

"تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اللہ عَزَّ وَجَلَّ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب نہ ہو جائیں"۔

(المسند للامام احمد، مسند انس بن مالک النضر، ۴/ ۴۱۲، حدیث ۱۳۱۵۰:)

"بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے اہل، مال اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں"۔ (مسلم، کتاب الایمان، باب وجوب محبۃ، ص ۴۲، حدیث ۴۴:)

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: "اس کی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔"

(المسند للامام احمد، مسند الشامیین، حدیث عبداللہ بن ھشام جد زھرہ بن معبد،۶/ ۳۰۳،حدیث۱۸۰۶۹:)

حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن ادہم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم پہاڑ سے اتر رہے تھے کسی نے پوچھا: آپ کہاں سے آرہے ہیں؟ تو جواب دیا: اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے اُنس حاصل کر کے آرہا ہوں۔

(احیاء العلوم، ج،۴،ص،۴۵۹)

اور اُنس کی علامت یہ ہے کہ عقل اور فہم سب کا سب لذتِ مناجات میں مُستَغرَق ہو جس طرح کوئی شخص اپنے معشوق کو مخاطب کر کے اس سے مناجات کرتا ہو۔ اسلافِ کرام میں سے ایک بزرگ کو اس درجے کی لذت پہنچی کہ وہ نماز میں مشغول تھے اور ان کے گھر میں آگ لگ گئی لیکن ان کو پتا تک نہ چلا اور ایک بزرگ کا بیماری کی وجہ سے نماز کی حالت میں پاؤں کاٹ دیا گیا اور انہیں معلوم تک نہ ہوا۔ جب محبت اور اُنس بندے پر غالب ہوتے ہیں تو خلوت اور مناجات اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک بن جاتے ہیں جس کی وجہ سے تمام فکریں دفع ہوجاتی ہیں بلکہ اُنس اور محبت دل کو اس طرح ڈھانپ لیتے ہیں کہ اُمورِ دنیا جب تک کئی بار کانوں سے نہ ٹکرائیں تب تک سمجھ میں نہیں آتے چنانچہ ایسے کی مثال اس عاشق کی طرح ہے جو اپنی زبان سے تو لوگوں کے ساتھ گفتگو کر رہا ہوتا ہے لیکن باطن میں وہ محبوب کے ذکر سے مانوس ہو رہا ہوتا ہے۔

(احیاء العلوم، ج،۴،ص،۴۵۹)]

قوم کے آداب سے ہے: وہ یہ نہیں کہتے: ہم اللہ تعالیٰ کو طلب کرتے ہیں، [illegible] طلب نہیں ہوتی مگر مفقود کی، اور اللہ تعالیٰ موجود ہے، اور اس کے درک (پانے) کو طلب نہیں کیا جاتا، کیونکہ اس کی کوئی غایت نہیں ہے، اور ہم صرف اللہ تعالیٰ کی معرفت کی طرف طریق (راستہ) طلب کرتے ہیں۔

قوم کے آداب سے ہے: وہ کسی چیز سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب نہیں کرتے، اور وہ صرف اس کے شر سے پناہ طلب کرتے ہیں، اور اسی طرح وہ یہ نہیں کہتے: اے اللہ تعالیٰ! ہمیں اپنی تمام مخلوق سے بے نیاز فرمایا، اور وہ یہ کہتے ہیں: ہمیں اپنی مخلوق کے شریروں سے بے نیاز فرما۔

چکنی چپڑی باتیں نہیں کرتے

قوم کے آداب سے ہے: چکنی چپڑی باتیں نہیں کرتے ان کتابوں میں جو وہ اپنے بھائیوں کی طرف بھیجتے ہیں، جھوٹ کا خوف کرتے ہوئے۔

ابو نصر بشر حافی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی وصیت میں سے ہے: جب تم میں سے کوئی ایک کسی ایک کی طرف کتاب کو لکھتے تو وہ حسنِ الفاظ کے ساتھ اس کو چکنی چپڑی باتیں نہ کرے، پس بے شک میں نے ایک مرتبہ ایک کتاب لکھی، پس اس نے مجھے کلام پیش کیا، بے شک آپ نے اس کو بہت اچھی کتاب لکھی، اور وہ جھوٹ تھا، اور اگر میں اس کو ترک کرتا تو کتاب قبیح ہو جاتی، اور وہ سچ تھا، تو میں نے سچے کلام پر پختہ ارادہ کر لیا، تو گھر کی جانب سے غائب کی آواز آئی:

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ -

اللہ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔ (سورۃ ابراہیم، ۲۸)

وہ کثرت سے استغفار کرتے ہیں

قوم کے آداب سے ہے: وہ کثرت سے استغفار کرتے ہیں جب وہ اپنے اندر خلق کا اعتقاد رکھتے ہیں، اور وہ باطن میں اس کے خلاف ہوں۔

اور حدیث شریف میں ہے: طُوْبٰى لِمَنْ وَجَدَ فِي صَحِيْفَتِهٖ اسْتِغْفَارًا كَثِيْرًا۔

واہ کیا خوشی کا مقام ہوگا اس شخص کے لیے جو اپنے نامہ اعمال میں کثرت سے استغفار پائے گا۔
(سنن ابن ماجہ، ۳۸۱۳، کنز العمال، ۲۰۸۸)

اور تحقیق انہوں نے دن اور رات استغفار کرنے کی توجہ دلانے پر برانگیختہ کیا، برابر ہے کہ بندہ کو معین گناہ یاد ہوں یا یاد نہ ہوں۔

اپنی تعریف پر شکر و استغفار کثرت سے کرتے ہیں

قوم کے آداب سے ہے: جب ان کی تعریف کی جاتی ہے تو شکر اور استغفار کی کثرت کرتے ہیں، اور یہ کہتے ہیں: اے اللہ تعالیٰ! تو ان سے ہمیں زیادہ جانتا ہے، اے اللہ تعالیٰ! جو وہ گمان کرتے

ہیں اس سے تو ہمیں بہتر بنا، اور ہمارا اس پر مواخذہ نہ فرما جو وہ کہتے ہیں، اور ہماری مغفرت فرما جو وہ نہیں جانتے۔

وہ اپنے کسب پر اعتماد نہیں کرتے

قوم کے آداب سے ہے: وہ اپنے کسب پر اعتماد نہیں کرتے، پس بے شک کسب پر اعتماد کرنا اللہ عزوجل کے ساتھ شرک کرنا ہے، اور تحقیق اس شرک سے نجات کے طریق کی معرفت کو ہم نے اس رسالہ کے علاوہ میں ذکر کیا ہے، اور بے شک جو شخص اس سے خلاصی، نجات پالے تو وہ ایسا مومن ہے جو اپنا رزق وہاں سے پائے گا جہاں سے اس کو گمان نہیں ہوگا۔

اپنے نفوس کی طرف اعمال صالحہ کی نسبت نہیں کرتے

قوم کے آداب سے ہے: وہ اپنے نفوس کی طرف اعمال صالحہ میں سے کسی چیز کی نسبت نہیں کرتے مگر صرف تکلیف کی نسبت کی مقدار کے مطابق۔

قوم نے فرمایا: ہر وہ عمل جس کے ساتھ بندہ کا شہود ملا ہوا ہو تو وہ غیر مقبول ہوتا ہے، پس جس شخص نے عمل کو مشاہدہ کیا، تو اس کا عمل اس کے نفس کے نزدیک ہے، اس کے رب کے نزدیک نہیں ہے، اور جس شخص کی نظر نے ثابت کیا تو اس نے جانا بے شک کہ وہ تکوین کی حیثیت سے کسی چیز کے فعل میں مخلوق کے لیے کوئی اثر نہیں ہے، اور اس کے لیے اس میں صرف حکم ہے اور اکثر لوگ اثر اور حکم کے درمیان فرق نہیں کرتے۔

اور سیدی علی خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام میں ہے: جب تک بندہ ذوق کے اعتبار سے کاموں کو اپنے نفس کے لیے منسوب کرتا ہے اور علم کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتا ہے تو وہ محجوب ہے، اور جب حجاب اٹھ جاتا ہے تو ذوق کے اعتبار سے اپنے نفس کے علاوہ اپنے تمام افعال کو اللہ تعالیٰ کی خلق دیکھتا ہے، پس مرید کا حال کامل نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ اپنے تمام افعال کو ذوق کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی خلق ہونے کا مشاہدہ کرے، اور رہا اس کا علم کہ بے شک ان کو اللہ تعالیٰ نے خلق (پیدا) کیا ہے، تو وہ اس کو کافی نہیں ہے، جب کہ علم ذوق کی طرح نہیں

ہے۔

فرمایا: اور اکثر مریدین اپنے لیے اپنے افعال کی توحید میں اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت قدم نہیں رہے، اور اسی طرح اللہ تعالیٰ سے جزاء طلب کرتے ہیں ان اعمال صالحہ کی جو ان کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ جاری کرتا ہے، اور اسی طرح خلق سے جزاء طلب کرتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے ان پر احسان کرتے ہوئے ان کے ہاتھوں پر جاری کیا، پس اگر ان کی وہ نسبت اپنے نفسوں کی طرف نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ سے جزاء طلب نہ کرتے، اور نہ خلق سے جزاء طلب کرتے، اور عارف نے کبھی نہیں کہا:

اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ "ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں"۔ (سورۃ الفاتحہ، ۴)

مگر صرف تلاوت کی طور پر، نہ اس طور پر کہ فعل میں اس کی کوئی شرکت ہے اللہ تعالیٰ کا فعل شرک سے بلند ہے، پس تو سمجھ لے۔

قوم کے آداب سے ہے: عزت اور غنیٰ سے تجرد (خالی ہو کر)، اور ذلت اور فقر کے ساتھ تحقیق کر کے، جب دنیوی یا اخروی معاملہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں، تاکہ قبولیت سے منع نہ کیے جائیں۔

اور ان کے کلام سے ہے: جب تو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو تو اس کی طرف توجہ کر اس حال میں کہ تو فقیر ذلیل ہو، پس بے شک تیرا غنیٰ اور تیری عزت۔ اور اگر وہ دونوں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہیں تو وہ دونوں تجھے قبولیت سے منع کر دیں گے، کیونکہ غنیٰ اور عزت دونوں صفتیں ایسی ہیں جن کے ساتھ بندہ کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دخول کبھی بھی صحیح نہیں ہوتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے لیے عزت ذاتی ہے، تو عزیز اور غنی کو قبول نہیں کرتا۔

تعلیق و توضیح

[رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اَلْعِزُّ اِزَارُہٗ، وَالْکِبْرِیَاءُ رِدَاؤُہٗ، فَمَنْ یُنَازِعُنِی عَذَّبْتُہٗ۔

عزت اللہ تعالیٰ کا ازار ہے، اور بڑائی اس کی چادر ہے جو مجھ سے جھگڑے گا میں اسے عذاب دوں گا۔ (صحیح مسلم، ۲۶۲۰، کنز العمال، ۷۷۷۹)]

قوم کے آداب سے ہے : دونوں جہان کے کاموں میں سے کسی چیز کا اللہ تعالیٰ سے سوال نہیں کرتے مگر کام کو سپرد کرنے کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کی طرف علم کو لوٹانے کے ساتھ، اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے عموم پر عمل کرتے ہوئے :

وَعَسٰٓى اَنۡ تَكۡرَهُوۡا شَيۡـــًٔا وَّهُوَ خَيۡرٌ لَّـكُمۡ‌ وَعَسٰٓى اَنۡ تُحِبُّوۡا شَيۡـــًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّـكُمۡ‌ وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ وَاَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۲۱۶﴾

"اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں بری لگے اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں پسند آئے اور وہ تمہارے حق میں بری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے"۔

(سورۃ البقرۃ،۲۱۶)

پس ان میں سے ایک اپنے سوال میں کہتا ہے : اے اللہ تعالیٰ! مجھے ایسا ایسا عطاء فرما اگر اس میں میرے لیے بھلائی ہے، اور مجھ سے ایسے ایسے کو پھیر دے اگر اس میرے لیے اس میں شر ہے۔سیدی شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وصیت میں سے ہے : اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مانگنے سے پرہیز کر مگر کام کو سپرد کرنے کے ساتھ، اور ہاں جب اللہ تعالیٰ کوئی چیز بغیر سوال کے عطاء کرے تو وہ تمہارے لیے مبارک ہے، اور اس کا انجام محمود، پسندیدہ ہوتا ہے، اور ان شاء اللہ تعالیٰ اس میں تمہارا حساب نہیں ہوگا، کیونکہ وہ نفس کی حرص کے بغیر آیا ہے۔(اس میں برکت دی جاتی ہے، اور جو نفس کی حرص کے ساتھ حاصل کیا جاتا اس میں برکت نہیں ہوتی۔)

نعمت دینے والے سے ہٹ کر نعمت کے ساتھ مشغول نہ ہونا

قوم کے آداب سے ہے: منعم سے (ہٹ کر) نعمت کے ساتھ مشغول نہ ہونا، جب کہ منعم کے علاوہ نعمت سے الفت رکھنا، اس کی طرف میلان رکھنا بندہ کو قبیح کرتا ہے، پس بے شک اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر چیز کی طرف میلان مذموم (قابل مذمت) ہے، مگر اللہ تعالیٰ کے حقوق میں اور اس کے مامورات (جن کا اس نے حکم دیا ہے) میں۔

سیدی شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وصیت میں سے ہے: جو مال اللہ تعالیٰ نے تجھے عطاء

فرمایا ہے اس کے ساتھ مشغول ہونے سے تو بچ، پس وہ دنیا اور آخرت میں اس سے تیرا حجاب بن جائے گا، اور بعض اوقات تجھ سے اس مال کو تیری سزا کے لیے سلب کرلیا جاتا ہے، اور جب تو اس مال سے اس کی اطاعت میں مشغول ہوتا ہے تو وہ مال محمود ہے مذموم نہیں ہے۔

ابتدا میں گوشہ نشینی اختیار کرنے کی محبت ہونا

قوم کے آداب سے ہے: انتہا کے علاوہ ابتدا میں گوشہ نشینی اختیار کرنے کی محبت ہونا، اور یہ اس لیے کہ مبتدی اس کے ضعف کی وجہ سے ادنی چیز اللہ تعالیٰ سے اس کو مشغول کر دیتی ہے، اور منتہی اس طرح نہیں ہوتا، کیونکہ اس نے جس وقت سے اللہ تعالیٰ کو معرفت معروفہ اور قوم کے درمیان پہچان لیا تو مشغولیت نے اس کو اللہ تعالیٰ سے مشغول نہیں کیا، اور دو حالوں میں خلق سے خلوت اختیار نہیں کرتے: یا ان میں سے کوئی ایک زیادہ ٹیڑھا ہے تو اس پر اس سے قرب واجب ہے یہاں تک کہ اس کے ٹیڑھے پن کو وہ درست کرے، یا وہ مستقیم، درست ہے تو وہ اس سے علم اور ادب کا استفادہ حاصل کرے۔ اور صرف ہم نے نہیں کہا: تین احوال میں اس کے پاس خلق خلوت نہیں کرتی: ہم اس سے قریبی لوگوں کو اس کے مساوی شمار کرتے ہیں، ان کے قول کے لیے: وجود میں دو چیزیں تمام وجوہات میں مساوی نہیں ہیں، پس باقی نہیں رہتا مگر زائد یا ناقص ہوتا ہے، اور اسی طرح جو حد سے زیادہ بھوک کے بارے میں قول، وہ لوگ جو طریق میں ابتدائی طور پر داخل ہوئے ہوتے ہیں تو اپنے پاس کھانا ہونے کے باوجود، اپنے نفسوں سے مجاہدہ کرتے ہیں، رہا ان کے کمال کا حال: تو وہ بھوکے نہیں رہتے مگر جب کھانا نہیں پاتے، کیونکہ وہ اپنے جوارح، اعضاء میں سے ہر صاحب حق کا حق عطاء کرنے کا مطالبہ کرنے والے ہیں، اور کمال کے بعد اللہ تعالیٰ کی رضاؤں میں اپنے نفوس کا اپنے ظلم پر مواخذہ کرتے ہیں، عکس، الٹ ہے جو وہ اپنے ابتدائی معاملہ میں جس پر تھے۔ اور یہاں کہا گیا ہے: اکابر کی بھوک اضطراری (مجبوری) ہے نہ کہ اختیاری ہے، ان کا ابتدا میں معاملہ برخلاف ہے، پس بے شک وہ اپنے نفوس کو سزا کے طور کھانا ہونے کے باوجود بھوک کو اختیار کرتے ہیں، تاکہ اپنے لیے تنقید کریں جب

انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضاؤں کا دعویٰ کیا، کیونکہ وہ ریاضت سے پہلے سرکش جانور کے مشابہ ہے۔

مسلمانوں کے لیے رحم لازمی کرے

قوم کے آداب سے ہے: مسلمانوں کے لیے رحم لازمی کرے۔

حدیث شریف میں ہے : الرَّاحِمُونَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ، تبارک وتعالیٰ ۔

رحم کرنے والوں پر رحمٰن تبارک وتعالیٰ رحم فرماتا ہے۔

(مسند احمد، ۲۳۲۱۰، سنن الترمذی، ۱۹۲۳، کنز العمال، ۵۹۶۹)

سیدی علی خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام میں سے ہے: تجھ پر مسلمانوں کے لیے رحم کرنا لازم ہے اگر تو چاہتا ہے کہ تجھ پر رحم کیا جائے، اور ان کے لیے رحم میں سے ہے کہ ان کے غموں کو برداشت کرے۔ فرمایا: تو جان لے کہ بے شک ہمارا اپنے مسلمان بھائیوں کے غموں کو برداشت کرنا تسلیم کے منافی نہیں ہے جیسا کہ بعض کو وہم ہوتا ہے، پس بندہ اپنے بھائیوں کے غم کو برداشت کرتا ہے اس حیثیت سے کہ جو انہوں نے گناہوں کا ارتکاب کیا تو وہ اپنے اوپر بلاء کے نازل ہونے کے مستحق ہوئے، اور وہ اس تقدیر الٰہی کی حیثیت سے تسلیم کرتے ہیں جس کا ان کو پہلے علم ہوتا ہے، جب کہ اس کی مثل کو رد کرنا ممکن نہیں ہوتا، پس تو سمجھ لے، پس بے شک اس میں مشائخ کی ایک جاہل جماعت کو غلطی ہوئی ہے بے شک وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لیے تسلیم کرنے والے ہیں، اور وہ نکالتے ہیں اس شخص پر جو دیکھتے ہیں اس کو کہ وہ اپنے بھائیوں کا غم برداشت کرتا ہے، اور وہ کہتے ہیں: فلاں کو کیا ہے اور اقدار کا معارضہ کرتے ہوئے، اور وہ وہم کرتے ہیں کہ بے شک وہ اس پر زیادہ کامل ہیں، حالانکہ وہ جاہل ہے۔

اور حدیث شریف میں ہے : من لم یحمل ھمّ المسلمین فلیس منھم ۔

جس شخص نے مسلمانوں کے غم، پریشانی کو برداشت نہ کیا تو وہ ان میں سے نہیں ہے۔

(تفسیر القرانی للقرآن، تحت سورۃ المومنون، ۴، ج ۹، ص ۱۱۱۲)

اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: وَمَنْ لَمْ يَهْتَمَّ بِأَمْرِ الْمُسْلِمِينَ فَلَيْسَ مِنْهُمْ۔

اور جو شخص مسلمانوں کے لیے اہتمام نہیں کرتا (یعنی ان کے لیے پریشان نہیں ہوتا) وہ ان میں سے نہیں ہے۔ (معجم الاوسط، ۴۷۳، مجمع الزوائد، ۱۸۱۷۸، کنز العمال، ۲۴۸۶)

اہل زمین کی ہر بلاء پہلے قطب پر نازل ہوتی ہے

جب مسلمانوں پر کوئی بلاء نازل ہوتی تو امام عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی بھی ہنستے نہیں تھے، اور اسی طرح عمر بن عبد العزیز، اور سفیان ثوری، اور عطاء سلمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم، یہاں تک کہ وہ بلاء اٹھ جاتی۔ فرمایا: اور قطب کے مقام سے ہے: وہ اس بلاء کو برداشت کرتے ہیں جس کی پہاڑ طاقت نہیں رکھتے، تو اہل زمین کی ہر بلاء پہلے اس پر نازل ہوتی ہے، پھر ان اماموں کی طرف منتقل ہوتی ہے، پھر ابدال کی طرف، پھر ہمیشہ منتقل ہوتی رہتی ہے یہاں تک کہ اصحاب دوائر اور اصحاب مقامات پر عام ہو جاتی ہے، پس جب اس کے بعد کچھ عام ہو جاتی ہے عام مسلمانوں پر متفرق (تقسیم) ہو جاتی ہے، اور بعض اوقات کوئی ایک تنگی اور قبض پاتا ہے یہاں تک کہ ہلاکت کے قریب ہو جاتا ہے، اور اس کا سبب نہیں پہچانتا، پس یہ اس کا سبب ہے۔ اور یہاں سے انہوں نے فرمایا: رحمت خاص ہے اور بلاء عام ہے، وہ من جملہ (تمام) گناہگاروں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے، پس بے شک وہ اگر ان کے تمام گناہوں کی بلاء ان پر نازل ہو جس کے وہ گناہ کے سبب مستحق ہوئے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے نشان کو مٹا دے۔ اور وہ لوگوں پر صرف متفرق (تقسیم) ہوتا ہے، پس ہر ایک کو تھوڑی مقدار پہنچتا ہے اس کو قریب محسوس نہ کرے۔

قوم کے آداب سے ہے: جو آیات اور احادیث میں وارد ہوا ہے اس کے ساتھ صبح اور شام میں مسلمانوں کی حفاظت کرے، اور کیڑوں سے ان کی کھیتی کی حفاظت کرنا، اور باغی و گناہگاروں سے ان کے پلوں کی حفاظت کرنا، اور دریائے نیل کی حفاظت کرے یہاں تک کہ عادت میں اس کا اضافہ پورا ہو جائے اور پھل جب سردی اور گرمی سخت ہو جائے وہ پھول پھلنے۔

مخلوق کی طرف ان کا شکوا نہ کرے

قوم کے آداب سے ہے: مخلوق کی طرف ان کا شکوا نہ کرے جو محنت اور بلاء وغیرہ سے ان کو پہنچے

۔اور سیدی عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وصیت سے ہے: تو اپنے رب کا شکوا کرنے سے پرہیز کر اور تو اپنے بدن میں درگزر کرنے والا ہے، یا تجھے اس بلاء کو برداشت کرنے کی قدرت ہے جو اللہ تعالیٰ نے تجھے اس کی قوت دی ہے، پھر تو کہتا ہے: میرے پاس نہ قوت ہے اور نہ قدرت ہے ،یا اس کی مخلوق کی طرف اس کا شکوا کرتا ہے، اور تیرے پاس وہ نعمت ہے جس کے ساتھ اس نے تجھ پر انعام کیا ہے، اور تو اس کی مخلوق سے اس کے ساتھ زیادہ شکوا کرنے کا ارادہ کرتا ہے، اور تو اس کی طرف سے نعمت دیا گیا ہے اس سے جو تیرے پاس عافیت اور نعمتیں ہیں، پس تو اپنی کوشش سے مخلوق کے شکوا سے پرہیز کر، اگرچہ وہ تیرا گوشت کاٹ لیں، اور بے شک ابن آدم ،انسان پر اکثر بلاء جو نازل ہوتی ہے وہ ان کے شکوا کی جہت (وجہ) سے نازل ہوتی ہے، اور بندہ اس ذات کا کیسے شکوا کرتا ہے؟ جو شفقت کے اعتبار سے اس کی ماں سے بھی زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

وہ نعمت پر کثرت سے شکر کرتے ہیں

قوم کے آداب سے ہے: وہ نعمت پر کثرت سے شکر کرتے ہیں حکم پر عمل کرتے ہوئے، نہ کہ اضافہ ہونے کی طلب کرتے ہوئے۔

قوم کے آداب سے ہے: تجھ پر نعمت کا شکر لازم ہے، پس بے شک جس شخص نے نعمت کا شکر نہ کیا تو وہ اس کے زوال کا درپے ہوتا ہے، اور تو پرہیز کر کہ تیرا شکر تیری وجہ سے ہو، بلکہ تیرا شکر کرنا اپنے رب کے حکم پر عمل کرنے کے لیے ہونا چاہیے۔

اور لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اَنِ اشْكُرْ لِیْ ۔ یہ کہ میرا شکر کر۔ (سورۃ لقمان، ۱۴) پس تو سمجھ لے۔

وہ اپنے مقام کو بہت زیادہ پوشیدہ رکھتے ہیں

قوم کے آداب سے ہے: وہ اپنے مقام کو بہت زیادہ پوشیدہ رکھتے ہیں، پس تحقیق انہوں نے فرمایا: کامل وہ شخص ہے جو اپنے نفس کو ہضم کرتا، توڑتا ہے، یہاں تک کہ اس کا رب اس کو پاک کر دیتا ہے۔ اور انہوں نے فرمایا: کسان لوگ اچھی طرح بیج بوتے ہیں پھر بیج کو بونے کے

بعد اس کو چھپاتے ہیں، یہاں تک کہ وہ زمین کے اندر اگتا ہے، اور وہ کتنا قبیح ،برا ہے جو زمین کے اوپر اگتا ہے، کیونکہ وہ ثابت نہیں رہتا۔ اور انہوں ننے فرمایا: صاحب حق پر ہے کہ وہ اس کی شان کے اظہار کا خوب اہتمام کرے خلق کے ساتھ مدد پر اس کو محمول کرے، پس بے شک وہ اگر نورِ حق پر ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اظہار کرتا ہے :وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۙ وَكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ﴿۴۵﴾

''اور اللہ کافی ہے والی اور اللہ کافی ہے مددگار''۔(سورۃ النساء،۴۵)

اور اگر وہ ظلمت (تاریکی) پر ہے تو وہ باطل ہے، اور وہ اس کی شان کے اظہار میں اور اس کی اشاعت میں سبب ہوگا پس وہ اس سے نفع نہیں پائے گا، اس سے نفع نہ پا مگر تھوڑا،

پھر :وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا ﴿۸۴﴾

''اور اللہ کی پکڑ بہت سخت ہے اور اس کا عذاب بہت شدید ہے''۔(سورۃ النساء،۸۴)

محمود تدبیر اور مذموم تدبیر

قوم کے آداب سے ہے : تدبیر کا ترک کرنا، اور اس کی دو قسمیں ہیں :(۱) محمود تدبیر، اور (۲) مذموم تدبیر۔(۱) پس محمود تدبیر :وہ ہے جو تجھے اللہ تعالیٰ کے قریب کرے ،حقوق العباد سے مذمت کی براءت میں تدبیر کی طرح ، یا وفاء، یا حلال سمجھتے ہوئے، اور توبہ کے صحیح ہونے میں ،اور اس میں جو خواہش اور شیطان کے ختم کرنے کی طرف لے جائے۔

(۲) اور مذموم تدبیر: دنیا کے لیے دنیا کی تدبیر کرنا، اور وہ فخر کے طور پر اور کثرت کے طور پر اس کے جمع کرنے کے اسباب میں غور وفکر کرنا ہے، (اسباب پر اعتماد کرنا شرک خفی ہے) اور جب بھی اس سے کوئی چیز زیادہ ہو جائے تو اس کی حکومت کرنے کو، دھکا کھانے کو اور غفلت کرنے کو زیادہ کرے : یہ کہ موافقت (اوامر الٰہیہ کا ان کے اوقات میں ادائیگی) سے اس کو مشغول کر دے، اور اس کو مخالفت کی طرف لے جائے۔

رہا آخرت کے لیے دنیا کی تدبیز کرنا: تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، جیسا کہ تجارت کی جگہوں کا تدبیر کرنا، تاکہ اس سے حلال پاکیزہ کھائے، اور اس سے فاقہ والوں پر اتصال (ملنے) کے طور

انعام کرے، اور اجمال کے طور پر سوال سے ان کے چہرے کو اس کے سبب بچائے، اور اس کی
علامات: کثرت اور ذخیرہ نہ کرنا، اور اس سے حاجت روائی کرنا اور ایثار کرنا۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ اختیار کا ترک کرنا

قوم کے آداب سے ہے: اللہ تعالیٰ کے ساتھ اختیار کا ترک کرنا، پس تحقیق انہوں نے ذکر کیا ہے کہ
بنی اسرائیل نے جب اپنے لیے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اختیار بنایا:

ضُرِبَتۡ عَلَيۡهِمُ الذِّلَّةُ وَالۡمَسۡكَنَةُ ۔ "ان پر خواری اور ناداری مقرر کر دی گئی"۔ (سورۃ البقرۃ، ٦١)

اور انہوں نے فرمایا: اس حال سے بھاگنے سے بچ جس میں اللہ تعالیٰ نے تجھے قائم فرمایا ہے،
پس بے شک وہ خیر، بھلائی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے منتخب کیا ہے، اور تو غور فکر کر کہ
حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام جب بنی اسرائیل سے بھاگے جس وقت انہوں نے آپ علیہ
الصلاۃ والسلام کی تعظیم کی کیسے اللہ تعالیٰ کے علاوہ عبادت کیے گئے تو اس سے زیادہ سخت حال میں
واقع ہوئے جس سے بھاگے تھے۔ اور انہوں نے فرمایا: اصل میں بندہ کا اختیار کرنا صرف وہ ہے
جو بندہ کے گمان کے لیے ہے بے شک وہ اپنے نفس کے لیے مخلوق ہے، اور حق تعالیٰ نے بندہ کو
پیدا نہیں کیا مگر اپنے لیے، پس وہ اپنے بندہ کو نہیں عطاء فرماتا مگر جس کی وہ صلاحیت رکھتا ہے کہ
وہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہو جائے۔ اور انہوں نے فرمایا: تو کسی چیز کی طرف مائل نہ ہو، کسی چیز کے
لیے اور کسی غیر کی چیز کے لیے اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے مطمئن نہ ہو، اور کسی چیز کو منتخب نہ کر، پس بے
شک تو نہیں جانتا کہ جس کو تو نے منتخب کیا ہے اس کی طرف تو پہنچے گا یا نہیں پہنچے گا؟ پھر اگر تو اس کی
طرف پہنچ جائے تو تو نہیں جانتا کہ اس میں تیرے لیے خیر ہے یا نہیں ہے؟ اور اگر تو اس کی طرف
نہ پہنچے تو تو اس کا شکر ادا کر جس نے تجھے منع کیا، پس بے شک اس نے بخل سے تجھے منع نہیں
کیا، اور جب اللہ تعالیٰ کسی معاملہ میں تجھے اختیار دے تو تو اختیار کے نہ ہونے کو اختیار کر، کسی چیز
کے ساتھ نہ ٹھہر، اور نہ کسی چیز پر غمگین ہو جو تجھ سے چلی جائے، پس بے شک اگر وہ تیرے لیے
ہوتی تو وہ تجھ نہ جاتی، اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ دنیا اور آخرت کے امور میں سے تجھے جو چیز حاصل ہوتی

ہے اس سے خوش نہ ہو۔اور انہوں نے فرمایا: نعمتوں کے لینے کو اختیار نہ کرے،اور نہ آزمائش کو دفع کرنے کو اختیار کرے،پس بے شک نعمتیں قسمت کے ساتھ تیری طرف پہنچنے والی ہیں،تو اس کو لینے کی طلب کرے یا اس کو دفع کرے،اور آزمائش تیرے ساتھ ایک حالت ہے،اگرچہ تو اس کو دفع کرے یا تو اس کو ناپسند کرے،پس تو ہر ایک میں اللہ تعالیٰ کے لیے راضی رہ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے،پس اگر تیرے پاس نعمتیں آئیں پھر تو ذکر اور شکر میں مشغول ہو،اور اگر تیرے پاس آزمائش آئے تو پھر تو صبر اور موافقت یا رضا کو لازمی اختیار کر،اور اس مقدار کے ساتھ ناز نعمت سے پرورش حاصل کرنا جو حالات سے وہ عطاء کرے یہاں تک کہ تو رفیق اعلیٰ کی طرف پہنچ جائے اور تو اس مقام میں کھڑا ہو جائے جو متقدمین سے گذر چکا۔

خواہشات دنیا میں کمی کے ساتھ راضی رہتے ہیں

قوم کے آداب سے ہے : شہوات،خواہشات دنیا سے وہ ہر اس چیز میں کمی کے ساتھ راضی رہتے ہیں جس کو ان کا نفس پسند کرتا ہے،اور جب اللہ تعالیٰ معیشت میں ان پر تنگی کرتا ہے تو وہ ثابت قدم رہتے ہیں۔ پھر مخفی نہ رہے کہ شہوات،خواہشات دنیا سے وہ ہر اس چیز میں کمی کے ساتھ راضی رہتا ہے کہ جس کو اس کا نفس پسند کرتا ہے،تو اس کے درمیان اور کسی ایک کے درمیان جھگڑا واقع نہیں ہوتا اور نہ ہی دشمنی ولڑائی واقع ہوتی ہے،اور اس کا قلب اور اس کا دم (خون) زائد کے حصول میں مشقت سے آرام پاتا ہے،پس اگر جَو کے ایک ٹکڑے کا رزق دیا جائے تو اس پر قناعت کرے،اور اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر،اور اگر ایک دانہ رزق دیا جائے تو اس پر قناعت کر،اور اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر کر،پھر اس کے بعد اگر کوئی امر زائد آجائے تو بدن اور زبان کے ساتھ اس پر کثرت سے شکر کرے۔

قوم کے آداب سے ہے: بے شک وہ ان کی طرف مہمانی نہیں کرتے مگر اس کے ساتھ جو حاضر ہو یہ کہ وہ ان پر اللہ تعالیٰ کی نعمت میں سے ہے،نہ یہ کہ غفلت کے ساتھ اور ملک کے دعویٰ کے ساتھ وہ ان کی مہمانی کریں۔

قوم کے آداب سے ہے: بے شک وہ نہیں کہتے اس شخص کو جوان کے پاس کسی حاجت میں آئے : لوٹ جا اور ہماری طرف کسی اور وقت آنا، اور نہ وہ سائل کو منع کرتے ہیں مگر کسی حکمت کے لیے، نہ کہ حرص وبخل کے لیے۔

قوم کے آداب سے ہے: ہر وہ جگہ جس میں لوگ ان کی تعظیم کریں اور اس سے فتنہ کا خوف کریں اس سے الفت نہ کریں۔ (یعنی اس کی طرف دوسری مرتبہ نہیں لوٹتے اپنے نفس پر خوف کرتے ہوئے)

قوم کے آداب سے ہے: کھانے پر گفتگو کم کرنا، کیونکہ وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کے دسترخوان پر بیٹھنے والے ہیں، اور اللہ تعالیٰ ان کی طرف اور ان کے آداب کی طرف اور ان کا بعض کا بعض کے لیے ایثار کرنے کو دیکھنے والا ہے، اور ان کا اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا۔

کھانے اور دعوت کے آداب

اور اسی طرح قوم کے آداب سے ہے: بے شک وہ برتن کے درمیان سے نہیں کھاتے۔

حدیث شریف پر عمل کرتے ہوئے :

إِنَّ الْبَرَكَةَ تَنْزِلُ فِي وَسَطِ الطَّعَامِ فَكُلُوا مِنْ حَافَّاتِهِ وَلَا تَأْكُلُوا مِنْ وَسَطِهِ۔

''بے شک کھانے کے درمیان برکت نازل ہوتی ہے اس لیے اس کے کناروں سے کھاؤ اور درمیان سے نہ کھاؤ''۔ (مسند احمد، ۲۹۴۱۷، سنن الترمذی، ۱۸۰۵، مستدرک للحاکم، ۷۱۱۸، کنز العمال، ۴۰۷۵۴)

قوم کے آداب سے ہے: وہ اپنے باہم ملاقاتی بھائی کی دعوت کو قبول کرتے ہیں جب ان کو وہ اپنے کھانے کی دعوت دیتا ہے۔ سیدی علی خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام سے ہے: جب تیرا مومن بھائی جو ملاقات کرے تجھے اپنے کھانے کی دعوت دے تو اس کی دعوت کو قبول کر کے اس کو خوش کر، اور ظالم اور فاجر کی دعوت قبول نہ کر، اور جو سود کا کام کرتا ہے اس کی دعوت قبول نہ کر، اور جو شخص فقراء کے علاوہ مالداروں کو اپنی دعوت کے ساتھ خاص کرے اس کی دعوت قبول نہ کر، اور جب تو کھانا کھائے تو مشغل نہ ہو یہاں تک کہ دسترخوان اٹھا لیا جائے، پس بے شک یہ سلف

صالحین کی سنت ہے، اور جب تو اپنے ہاتھوں کو دھوئے تو برکت کی دعا کر، نکلنے میں اجازت طلب کر۔

قوم کے آداب سے ہے: وہ ان سے اکیلے کھانا نہیں کھاتے، جب کہ وارد ہوا ہے کہ لوگوں میں سے برا وہ شخص ہے جو اکیلا کھاتا ہے۔ اور سیدی علی خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وصیت میں سے ہے: تو اکیلا نہ کھا، اور اندھیرے میں نہ کھا، اور کھانے میں سے کوئی چیز ضائع نہ کر، پس بے شک تیرے آگے نہیں کیا گیا مگر اس کو کھانے کے لیے، نہ کہ زمین پر ڈالنے کے لیے نہیں، اور جو گر جائے اس کی طرف جلدی کر اور اس کو کھالے۔ پس بے شک حدیث شریف میں آیا ہے:

ان من اکل ما سقط صرف اللہ عنہ الجنون والجذام والبرص، وعن ولدہ وولد ولدہ الی رابع اھل بیتہ۔

"بے شک جس نے کھانے کے جو ٹکڑے گرتے ہیں ان کو اٹھا کر کھائے تو اس سے اور اس کی اولاد اور اس کی اولاد کی چوتھی پشت تک اللہ تعالیٰ برص اور جذام، جنون کو پھیر دے گا"۔

تعلیق و توضیح

[مَنْ أَكَلَ مَا يَسْقُطُ مِنَ الْخِوَانِ وَالْقَصْعَةِ أَمِنَ مِنَ الْفَقْرِ وَالْبَرَصِ وَالْجُذَامِ وَصُرِفَ عَنْ وَلَدِهِ الْحُمْقُ

"جو شخص کھانے کے ٹکڑے جو دستر خوان اور پیالہ سے گرتے ہیں ان کو اٹھا کر کھائے تو وہ فقر اور برص اور جذام سے امن میں رہے گا اور اس کی اولاد سے حماقت پھیر دی جائے گی"۔

(المقاصد الحسنہ، ۱۰۷۰)

من أكل مما يسقط من المائدة لم يزل في سعة من الرزق، ووقي الحمق في ولده وولد ولده.

"جس نے کھانے کے ٹکڑے دستر خوان پر سے اٹھا کر کھائے تو وہ رزق کی کشادگی میں رہے گا اور اپنے بیٹوں، پوتوں میں حماقت سے محفوظ رہے گا"۔ (کنز العمال، ۴۰۸۲۲)]

پیتے وقت حاضرین سے اپنے چہروں کو نہ پھیرے

اور ان کے آداب میں سے نہیں ہے: پیتے وقت حاضرین سے اپنے چہروں کو پھیر لینا۔

شیخ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی ایک پیئے تو اس کو پینا چاہیے اور اس کا چہرہ قوم کی طرف ہو، اور اپنے چہرہ کو ان کی طرف سے نہ پھیرے جیسا کہ عوام احترام کے ارادہ سے کرتے ہیں، اور جب تم میں سے کوئی ایک ہاتھ دھونے سے فارغ ہو تو اسے اس کی مانند دعا کرنی چاہیے اس شخص کے لیے جس نے اس پر پانی ڈالا: اللہ تعالیٰ تجھے گناہوں سے پاک کرے۔

جو شخص خلوت میں ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہوتا ہے

قوم کے آداب سے ہے: جب استبراء کرتے ہیں یعنی پاک ہونا چاہتے ہیں تو اپنے ہاتھوں کو کپڑے کے اندر سے کرتے ہیں، اور اپنی شرمگاہ پر دائیں ہاتھوں کو واقع ہونے سے خوف کرتے ہیں، قرآن عظیم کا اور کتب علم کا اکرام کرتے ہوئے، اور اس تسبیح کا اکرام کرتے ہوئے جس پر تسبیح پڑھتے ہیں۔ شیخ افضل الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام سے ہے: بے شک میں حیاء کرتا ہوں یہ کہ میں اس کپڑے کے ساتھ بیت الخلاء میں داخل ہوں جس میں میں نماز پڑھتا ہوں، یا میں قرآن پڑھتا ہوں، اور میں نے قبیح کلمہ بولا، اور بعض اوقات میں نے قراءت ترک کی جب میں زیادہ دیر قبیح کلمہ بولتا ہوں، یہاں تک کہ میں وہ کلمہ بھول جاتا ہوں، اور اسی طرح مجھے حیاء آتی ہے یہ کہ میں اپنی شرمگاہ کو اپنے دائیں ہاتھ کے ساتھ مس کروں۔ فرمایا: اور ہمیں بعض صحابہ کرام سے پہنچی ہے کہ:

انہ لم یمس فرجہ بیدہ الیمنی منذ بایع رسول اللہ ﷺ الی مات ۔

جب سے اس نے رسول اللہ ﷺ بیعت کی اس نے موت تک اپنی شرمگاہ کو اپنے دائیں ہاتھ سے مس نہیں کیا۔ اور مجھے یہ بھی پہنچی ہے کہ شیخ نجم الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مریدوں میں سے ایک مرید تھا کہ خلوت میں اس کا ہاتھ اس کی شرمگاہ پر واقع ہوا، تو اس پر فتح مشکل ہوگئی، پس جب فتح کے بعد نکلا تو شیخ نے اس کو فرمایا: تجھے معلوم ہے کہ تیرا ہاتھ تیری شرمگاہ پر واقع ہوا، حالانکہ تو خلوت، تنہائی میں تھا، اے میرے بیٹے اسی سبب سے تجھ پر فتح موقوف ہوگئی، تم میں سے کوئی ایک اللہ تعالیٰ کے سامنے کیسے بیٹھتا ہے اور وہ اپنا ہاتھ اپنی شرمگاہ پر رکھتا ہے؟ لیکن تو نے جان لیا کہ

جو شخص خلوت میں ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہوتا ہے۔

لباس کے آداب

قوم کے آداب سے ہے: وہ اپنے کپڑوں میں تقصیر کرتے ہیں۔ شیخ [حسن] بصری نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد: وَثِیَابَكَ فَطَهِّرْ ﴿۴﴾ ''اور اپنے کپڑے پاک رکھو''۔ (سورۃ المدثر، ۴) میں فرمایا: پس کمی کرو۔

تعلیق و توضیح

[رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ہر کم درجہ کا لباس پہننے والے کو جس کو اس کی پروا نہ ہو کہ اس نے کیا پہنا محبوب رکھتا ہے''۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے آستین کو اگر وہ انگلیوں سے بڑھ جاتی تو کاٹ دیتے تھے۔ (آداب المریدین، فصل فی آداب اللباس، ص، ۴۸، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''منافق کی علامت اپنی شلوار کو لمبا کرنا ہے تو جس شخص نے اپنی شلوار کو لمبا کیا حتیٰ کہ قدموں کے نیچے تک پہنچ گئی تو اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی اور جس شخص نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی تو اس کیلئے جہنم کی آگ ہے''۔

(الدیلمی، جامع الاحادیث، رقم ۱۴۱۶۱: ج، ۱۴، ص، ۲۲۴، کنز العمال، رقم ۴۱۱۹۱: ج، ۱۵، ص، ۱۳۷، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

حضرت ابن عربی مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''شرح الترمذی'' میں فرمایا: مرد کو جائز نہیں کہ اس کا کپڑا اس کے ٹخنوں سے نیچے ہو اور نہ اس کو یہ کہنا جائز ہے کہ میں تکبر کی نیت سے نیچے نہیں رکھتا، کیونکہ الفاظ کے اعتبار سے نہی اس پر مشتمل ہے، اور حکم کے اعتبار سے اس کو لفظ کا شامل ہونا جائز نہیں ہے، اور نہ اس کو یہ کہنا جائز ہے کہ میں ان میں سے نہیں ہوں جو اس کو لٹکاتے ہیں، کیونکہ مجھ میں وہ علت نہیں ہے، پس بے شک وہ شریعت کے مخالف ہے اور اس کے دعویٰ کو تسلیم نہیں کیا جائے گا بلکہ اس کا اپنے کپڑے اور تہبند کو لمبا کرنا ہی اس کے تکبر سے ہے تو اس کا اس میں جھوٹا ہونا قطعاً معلوم ہے۔ (جہاں لفظ نہی شامل ہو وہاں اس کی تعلیل بیان کرنا دعویٰ بلا دلیل ہے۔ بلکہ دامن کا لمبا کرنا تکبر پر دلیل ہے)۔

(طرف التثریب ،ج،۹،ص،۳۴،۳۵،فتح الباری ،ج،۱۰،ص،۲۶۳،۲۶۴،تحفۃ الاحوذی ،ج،۵،ص، ۴۰۵،داراحیاء التراث العربی ، بیروت،بذل السلام ،باب الادب ،ج،۴،ص،۱۵۸،عون المعبود ،ج،۱۱، ص،۷۶،داراحیاء التراث العربی،بیروت،نیل الاوطار،ج،۲،ص،۱۱۲،حاشیہ بخاری،ج،۲،ص،۸۶۱)

فتاویٰ عتابیہ میں ہے ۔مردوں کو ایسی شلوار پہننا جو پاؤں کی پشت تک لٹکتی ہو (یعنی جس کے پائنچے پاؤں کو مس کریں) مکروہ ہے۔(فتاوی ہندیہ،کتاب الکراھیۃ الباب التاسع،ج،۵،ص،۴۱۱،قدیمی کتب خانہ کراچی،فتاویٰ تاتارخانیہ،کتاب الکراھیۃ ،الفصل فی اللبس مایکرہ من ذلک ومالا یکرہ،ج،۱۸،۱۱۸،مکتبہ فاروقیہ،کوئٹہ،البحرالرائق شرح کنزالدقائق،کتاب الکراہیۃ ،ج،۸،ص،۳۴۹،مکتبہ رشیدیہ،کوئٹہ،ردالمحتار،کتاب الحظر والاباحۃ،فصل فی اللبس،ج،۹،ص،۵۰۶،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے نزدیک ازار کا ٹخنے سے نیچے لٹکانا مکروہ ہے چاہے نماز میں ہو یا نماز سے باہر۔(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح،کتاب الصلاۃ ،باب الستر،ج،۲،ص،۴۳۵،المکتبۃ الرشیدیہ، سرکی روڈ،کوئٹہ)]

قوم کے آداب سے ہے: جب نئے کپڑے پہنتے ہیں تو وہ دعا سے غافل نہیں ہوتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ ھٰذَا الثَّوْبَ وَرَزَقَنِیْہِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ، وَلَا قُوَّۃٍ۔

جب کہ ابوداؤد نے روایت کیا،حضرت معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرمایا: جو کھانا کھائے پھر کہے :اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ ھٰذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِیْہِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّۃٍ غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ۔

"شکر ہے اس اللہ کا جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور میری بغیر قوت وطاقت کے مجھے یہ عطا فرمایا تو اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں"۔

اور فرمایا: جو کوئی (نیا) کپڑا پہنے تو کہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ ھٰذَا الثَّوْبَ وَرَزَقَنِیْہِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ، وَلَا قُوَّۃٍ غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَا تَاَخَّرَ۔

"شکر ہے اس اللہ تعالیٰ کا جس نے مجھے یہ پہنایا اور بغیر میری طاقت وقوت کے مجھے یہ عطا فرمایا تو اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں"۔

(سنن ابوداؤد، ۴۰۲۳، سنن الترمذی، ۳۴۵۸، مشکوۃ المصابیح کتاب اللباس)

قوم کے آداب سے ہے: شرعی پیشہ (یا خرقہ) والے لوگوں کا اکرام کرنا، اور شرعی طریقہ پر ان کی تعظیم کرنا، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور لوگوں کے ساتھ باادب اخلاق یافتہ ہیں، اگرچہ وہ اس کا شعور نہیں رکھتے۔

علماء، حفاظ اور اساتذہ کرام کی تعظیم کرنا

قوم کے آداب سے ہے: علماء کی تعظیم کرنا، قرآن کریم کے باعمل حافظوں کی تعظیم کرنا، رسول اللہ ﷺ کی خاطر محبت کرنے والوں کی تعظیم کرنا کیونکہ وہ شریعت مطہرہ پر عمل کرنے والے ہیں۔

تعلیق و توضیح

[رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "حاملین قرآن کا احترام کرو، جس نے ان کا احترام کیا، گویا کہ اس نے میرا احترام کیا"۔ (کنز العمال، ۲۲۷۴)

"حامل قرآن اسلام کا جھنڈا اٹھائے ہوئے ہے، جس نے اس کی توقیر وعزت کی، اس نے اللہ تعالیٰ کی توقیر وعزت کی اور جس نے اس کی اہانت کی، اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے"۔

(کنز العمال، ۲۲۹۴)

"جس نے علماء کا استقبال کیا اس نے میرا استقبال کیا جس نے علماء کی زیارت کی اس نے میری زیارت کی، جس نے علماء کی مجلس کی اس نے میری مجلس کی اور جس نے میری مجلس کی اس نے گویا کہ رب تعالیٰ کی مجلس کی"۔ (کنز العمال، ۲۸۸۸۳)]

قوم کے آداب سے ہے: جس نے ان کو قرآن عظیم میں سے کچھ سکھایا ہے اس کے پاس سے سوار ہو کر وہ نہیں گزرتے، اگرچہ وہ مشائخ زمانہ میں سے ہو جائیں، اور اس کے آگے نہیں چلتے ہیں

،اور وہ ہدیہ اور شکر اور دعا میں اس کو نہیں بھولتے ،اور اس کی طلاق دی ہوئی سے یا اس کا شوہر فوت ہو گیا ہو اس سے شادی نہیں کرتے ،اور اس کے لیے عورت سے وہ جدا ہو جائے وظیفہ کی ذمہ داری نہیں لیتے ،اگر چہ وہ اس کے بارے سوال کیے جائیں، کیونکہ وہ اس کے روح کا باپ ہے۔
اور شیخ شمس الدین دیروطی ،دمیاط میں صاحب البرج ہیں۔جب اس کے پاس کوئی فقیہ (عالم) گزرتا تو وہ اپنی سواری سے اتر جاتے ،اور اس کو اپنے آگے چلاتے ،اور اس کا ہاتھ چومتے ،پھر سوار نہ ہوتے یہاں تک کہ اس سے کافی دور ہو جاتے ،یا اس سے دیوار کے ساتھ یا اس کی مثل کے ساتھ پوشیدہ ہو جاتے ،باوجود کہ وہ علم میں انتہاء کو پہنچے ہوئے تھے اور "المنہاج" وغیرہ کی شرح کی ،اور اس کو فقہیہ بنایا فقہاء کے حکم پر جو مکاتب تھے ،حفظ قرآن کریم سے اضافہ نہیں کیا مگر وہ جس کے بغیر چارہ نہ ہو ،اس زمانہ میں جو اس طرح کرتا ہے وہ کم ہے۔

بغیر اجازت مجالس قائم نہیں کرتے

قوم کے آداب سے ہے: وہ مشیخت (پیرو شیخ بننے) کے لیے مجالس نہیں کرتے ،اگر چہ ان میں اس کی شرائط جمع ہو جائیں مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت کے ساتھ ،اس کے باب اعظم ﷺ کی طرف سے اجازت کے ساتھ ،یا شیخ عارف ناصح کی طرف سے اجازت کے ساتھ ،پس بے شک اجازت میں برکت اور مستقبل زمانہ میں آفات سے سلامتی ہے ،اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت سے مراد صحیح الہام ہے۔
قوم کے آداب سے ہے: دنیا میں زہد، بے رغبتی نہیں کرتے مگر اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لیے مبغوضہ (ناپسند کی ہوئی) ہے ،نہ کہ کسی دوسری علت کی وجہ سے یعنی بدن کی راحت ،یا حساب کی تخفیف کے لیے ،اور اسی طرح اس میں جو لوگوں کے ہاتھوں میں ہے بے رغبتی نہیں کرتے مگر حکم پر عمل کرتے ہوئے ،اور اس لیے کہ لوگ ان کو محبوب رکھیں تو وہ اپنے رب کے نزدیک اس میں ان کی شفاعت کریں جب گناہوں پر موخذہ واقع ہو ،نہ کہ کوئی دوسری علت کی وجہ سے یعنی جاہ ،مرتبہ کو قائم کرنا ،اور اپنی شہرت کو پھیلانا۔

وہ دنیا کے فوت ہونے پر افسوس نہیں کرتے

قوم کے آداب سے ہے: وہ دونوں جہان میں اپنے لیے کوئی ملک (اختیار و مالک بننا) مشاہدہ نہیں کرتے، اور یہاں پر ان کے لیے باطن میں تجرید کا مقام صحیح ہے۔ پس دنیا میں ان کے لیے کوئی علاقہ نہیں ہے کہ وہ اس کو طلب کریں، یا اس کے فوت ہونے پر افسوس کریں، اور اگر ان میں کوئی ایک اپنے ظاہری عادی لباس اتارے، اور اپنے سر پر صرف ٹوپی (عمامہ) اور اپنے درمیان میں صرف اپنی ستر عورت کا کپڑا لیا، یا موٹا کپڑا پہنے سے صرف سردی اور گرمی کی تکلیف کو دفع کریں، اس میں ان پر کوئی ملامت نہیں ہے، اس کے ظاہر اور اس کے باطن کے باہم ہم شکل، ایک جیسا ہونے کی وجہ سے، بخلاف اس شخص کے جس نے جب اس لباس کو باطن میں تجرید کے حصول سے پہلے پہنا، پس بے شک اس کا ظاہر اس کے باطن کا ہم شکل نہیں ہے، تو وہ منافق کی صورت میں واقع ہے، جب کہ منافق وہ ہے جو اس کے خلاف ظاہر کرے جو باطن میں ہے۔

لوگوں پر علماء سوء کا نقصان ابلیس سے زیادہ ہے

قوم کے آداب سے ہے: باہم دور ہونا ہر اس شخص سے جو اس کو علماء سے دیکھتا ہے جو اپنے علم پر عمل نہیں کرتا، اس کے ساتھ حسنِ ظن کے باوجود۔ سیدی علی وفا کے کلام میں سے ہے: لوگوں پر علماء سوء کا نقصان ابلیس سے زیادہ ہے، کیونکہ ابلیس جب مومن کو وسوسہ ڈالتا ہے مومن اس کو پہچانتا ہے کہ وہ کھلا گمراہ کرنے والا دشمن ہے، پس اگر اس کے وسواس کی اطاعت کی تو اس نے نافرمانی کی، پس اپنے گناہ سے توبہ میں جلدی کرے، اور اپنے رب کی بارگاہ میں استغفار کرنے میں جلدی کرے، اور علماء سوء باطل کے ساتھ حق کو ملاتے ہیں، اور وہ اپنی خواہش اور اپنی غرض کے موافق احکام توریہ (دور کا معنیٰ بیان) کرتے ہیں، تو جس شخص نے ان کی اطاعت کی اس کی کوشش گم (باطل ہو) گئی، اور وہ گمان کرتا ہے کہ وہ اچھائی کرتا ہے، پس تو ان سے اجتناب کر، اور سچوں کے ساتھ ہو جا، تو بے شک تجھے ان سے احکام دین پر عمل کا استفادہ ہوگا،

بخلاف بناوٹی فقیہوں کے ،پس بے شک تجھے ان سے ہرگز استفادہ نہیں ہوگا مگر علم کادعویٰ کرنا،اور مسلمانوں پر تکبر کرنا۔

قوم کے آداب سے ہے: وہ اپنے نفوس میں انقباض کی کثرت پاتے ہیں جب شریعت کے مخالف کوئی کام دیکھتے ہیں،اور جنابِ الٰہی کے لیے ایثار کواور کرنے والے پر شفقت کو دیکھتے ہیں۔

وہ حرام کردہ چیزوں کے ارتکاب پر غصہ کرتے ہیں

اورقوم کے آداب سے نہیں ہے :یہ کہ وہ کہیں: یہ اللہ تعالیٰ کافعل ہےتو وہ اس سے منقبض نہیں ہوتا ،کیونکہ یہ جہالت ہے،پس تحقیق نبی کریم ﷺ عضبناک ہوتے تھے جب اللہ تعالیٰ کی حرمات کوتوڑاجاتا۔

اورانہوں نے فرمایا: مومن کے لیے مناسب ہے کہ اس کی دوآنکھیں ہوں یا کہی آنکھیں:(۱) آنکھ اس کے ساتھ حکم بالغہ سے فعل الٰہی میں جو ہے اس کی طرف دیکھے،تا کہ حکیم وعلیم پر اعتراض میں واقع ہونے سے سلامت رہے،(۲) اور آنکھ اس کے ساتھ بندوں کی اس مخالفت کی طرف دیکھے جووہ اپنے رب کے اوامر میں کرتے ہیں،تو اللہ تعالیٰ کے لیے غیرت کرے۔

تعلیق و توضیح

[عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ " :مَا ضَرَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ بِيَدِهِ، وَلَا امْرَأَةً، وَلَا خَادِمًا، إِلَّا أَنْ يُجَاهِدَ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَمَا نِيلَ مِنْهُ شَيْءٌ قَطُّ، فَيَنْتَقِمَ مِنْ صَاحِبِهِ، إِلَّا أَنْ يُنْتَهَكَ شَيْءٌ مِنْ مَحَارِمِ اللهِ، فَيَنْتَقِمَ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ"۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے کبھی کسی کو نہ مارانہ کسی بیوی کو نہ کسی خادم کومگر یہ کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے اور ایسا کبھی نہ ہوا کہ آپ سے کوئی چیز پائی جائے پھر آپ اس کرنے والے سے بدلہ لیتے مگر اس صورت میں کہ اللہ کی محرمات میں سے کوئی حرمت توڑ دی جاتی تو اللہ کے لیے اس کا بدلہ لیتے تھے۔

(صحیح مسلم،۲۳۲۸،مشکوۃ المصابیح،۵۸۱۸)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب تیرے اہل کون ہیں جن کو تو اپنے عرش کے سائے نیچے جگہ دے گا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ لوگ جو میرے جلال کے سبب ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں،۔۔اور وہ لوگ جو میری حرام کردہ چیزوں سے غصہ کرتے ہیں جب ان کی حرمت ریزی ہوتی ہے، جیسے شیر غصہ کرتا ہے جب اس کے ساتھ لڑائی کی جائے۔

(شعب الایمان،۹۰۵۲)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو حکم فرمایا کہ فلاں فلاں شہر کو اس کے مکینوں پر الٹ دو۔ فرشتے نے عرض کی: اے رب عزوجل! اس میں فلاں فلاں تیرا نیک بندہ بھی ہے جس نے کبھی پلک جھپکنے کی مقدار بھی تیری نافرمانی نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اس بستی کو اس شخص پر اور دیگر افراد پر الٹ دو کیونکہ میری نافرمانیوں کو دیکھ کر کبھی ایک گھڑی کے لئے بھی اس کا چہرہ متغیر نہیں ہوا۔

(المعجم الاوسط،۷۶۶۱: شعب الایمان للبیہقی، باب فی الامر بالمعروف والنہی عن المنکر،۶/۹۷،الحدیث ۷۵۹۵: ، احیاء العلوم،ج،۲،ص،۴۳۸)

حضرت سیدنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "بنی اسرائیل کا ایک عالم اپنے گھر میں مرد اور عورتوں کو وعظ و نصیحت کرتا اور انہیں اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اور اس کے عذابات یاد دلاتا تھا، ایک دن اس نے اپنے ایک بیٹے کو کسی عورت کی طرف آنکھ سے اشارہ کرتے دیکھا تو اس سے کہا: "بیٹا! صبر کر۔" اتنا کہنا تھا کہ وہ اپنے تخت سے نیچے گرا اور اس کی گردن کا مہرہ ٹوٹ گیا، اس کی عورت کا حمل بھی ضائع ہو گیا اور ایک لشکر میں اس کے بیٹے مارے گئے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس وقت کے نبی عَلَیْہِ السَّلَام کی طرف وحی فرمائی کہ فلاں شخص کو جا کر بتا دیجئے کہ میں اس کی پشت سے کبھی صدیق پیدا نہیں کروں گا کیونکہ اس نے میری ذات کے لئے بس اس قدر غصہ کیا کہ بیٹے سے صرف یہ کہا: صبر کر۔ (مطلب یہ ہے کہ بیٹے پر سختی کیوں نہیں کی)۔

(احیاء العلوم،ج،۲،ص،۴۳۹)

اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا یوشع بن نون علیہ الصلاۃ والسلام کی طرف وحی فرمائی کہ میں تمہاری قوم میں

سے چالیس ہزار نیک بندوں اور ساٹھ ہزار برے بندوں کو ہلاک کرنے والا ہوں۔انہوں نے عرض کی: اے میرے رب عَزَّ وَجَلَّ! برے تو اسی لائق ہیں لیکن نیکوں کو ہلاک کرنے کی کیا وجہ ہے؟ ارشاد فرمایا: انہیں کبھی میرے غضب کی وجہ سے غصہ نہیں آیا اور یہ ان کے ساتھ مل جل کر کھاتے پیتے رہے۔(احیاء العلوم، ج،۲،ص،۴۴۰)]

لوگوں کے عیبوں سے جان بوجھ کر اندھا بن جانا

قوم کے آداب سے ہے: فضول نظر سے آنکھ کو نیچا رکھنا، سکون کے ساتھ چلنے میں جلدی کرنا، اور آپس کے معاملات کی اصلاح کرنا، اور لوگوں کے عیبوں سے جان بوجھ کر اندھا بن جانا، اور ان کو چھپانا اور بدعتی کے علاوہ لوگوں کی خوبیوں کو پھیلانا، پس بے شک بدعتیوں کی برائیوں کو پھیلانے اور تحذیر میں مسلمانوں پر رحم کرنا ہے، پس اس کی بدعت میں لوگوں کی اتباع کے ساتھ مبتدع کا عذاب زیادہ نہ ہو، اور اس کے سبب کوئی گناہگار نہ ہو۔

حکمرانوں کو گالی نہ دینا اگر چہ وہ ظلم کریں

قوم کے آداب سے ہے: حکمرانوں کو گالی نہ دینا اگر چہ وہ ظلم کریں، کیونکہ وہ اکثر رعیت پر ان کی نیتوں اور ان کے اعمال کی وجہ سے مسلط ہوتے ہیں۔

تعلیق و توضیح

[حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ لوگوں دلوں کے مطابق بادشاہ مقرر کر دیتا، جب اللہ تعالیٰ ان کی بہتری کا ارادہ کرے تو نیک بادشاہ مقرر کرتا ہے اور جب ان کی ہلاکت کا ارادہ کرے تو عیش پرست بادشاہ مقرر کرتا ہے۔(شعب الایمان،۷۳۸۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم جیسے ہوگے ویسا ہی تمہارے اوپر امیر مقرر کیا جائے گا۔

(شعب الایمان،۷۳۹۱)]

اپنے نفوس کے لیے مدد طلب نہ کرنا

قوم کے آداب سے ہے: اپنے نفوس کے لیے مدد طلب نہ کرنا، پس بے شک نفس کے لیے مدد پانا ان امور سے جو تمام کے تمام رنج ہیں، اور جس شخص نے معاملہ اپنے مولا کے سپرد کر دیا تو اس کی اہل اور خاندان کے بغیر مدد ہو گی۔

قوم کے آداب سے ہے: جب کسی صوفی نے اپنے نفس کے لیے مدد پائی اور نفس سے قبول کیا تو وہ اور مٹی برابر ہے۔

قوم کے آداب سے ہے: بے شک وہ اس شخص کے خلاف دعا نہیں کرتے جس نے ان پر ظلم کیا، اور اس کے خلاف مدد طلب نہیں کرتے ہیں، کیونکہ انہیں علم ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے اس کو ناپسند کرتا، اور بے شک ظالم کے خلاف مدد طلب کرنا خفیہ شہوت میں سے ہے۔

مسجد کے آداب

قوم کے آداب سے ہے: بے شک وہ سونے کی نیت اور آرام کی نیت سے مساجد میں داخل نہیں ہوتے، اور وہ مساجد میں بغیر عذر کے ہوا خارج نہیں کرتے، اور وہ اس میں دنیا کے معاملہ میں سے کوئی گفتگو نہیں کرتے، اور وہ اس میں اپنے پاؤں دراز نہیں کرتے، اور وہ اس میں اپنی آوازوں کو بلند نہیں کرتے۔

آدابِ نبوی

قوم کے آداب سے ہے: وہ نبی کریم ﷺ کے ہاتھ کے لیے بایاں نہیں کہتے اور صرف کہتے ہیں: پہلا دایاں اور دوسرا دایاں، یا آپ ﷺ کے سامنے دایاں اور آپ ﷺ کے پیچھے دایاں، اور وہ تلاوت اور اذان کے علاوہ، تمام مقامات میں آپ ﷺ کا اسم شریف لفظ سیادت، سرداری، بزرگی، پیشوائی کی مصاحبت کے بغیر ذکر نہیں کرتے، اور یہ معلوم ہے کہ بے شک امت پر نبی کریم ﷺ کی تعظیم فرض کی گئی ہے، اور آپ ﷺ کا اسم شریف کا ذکر کرنا بغیر لفظ سیادت کے تعظیم کے منافی ہے، اور اس میں بے ادبی ہے، اور حیاء کی کمی ہے، جو کہ تمام نور والوں پر مخفی

نہیں ہے۔

قوم کے آداب سے ہے: وہ نہیں کہتے مثلاً نبی کریم ﷺ کے لیے فاتحہ، اور اے اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کے صحائف میں ثواب ایسا ایسا تو بنا، پس بے شک امت کے اعمال آپ ﷺ کے لیے اصالت، شرافت ہیں۔

جس کے اعمال قرآن وحدیث کے مطابق ہوں اس سے محبت کرو

قوم کے آداب سے ہے: اپنے مسلمان بھائیوں کی محبت اخوت اور ایمان کی محبت ہے، طبعیت اور احسان کی محبت نہیں ہے۔ سیدی عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وصیت میں سے ہے: جب تو اپنے دل میں کسی کی دشمنی یا محبت پائے تو اس کے اعمال کو قرآن وحدیث پر پیش کر، اگر کتاب و سنت میں پسندیدہ ہوں تو اس سے محبت کر اور اگر برے ہوں تو اسے برا سمجھ، اور اگر ان دونوں میں محبوب ہوں تو اس سے محبت کر، تاکہ تو اپنی خواہش سے اس سے (محبت اور) بغض نہ رکھے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ''۔

''اور خواہش کے پیچھے نہ جانا کہ تجھے اللہ کی راہ سے بہکا دے گی''۔ (سورۃ ص، ۲۶)

(الطبقات الکبرٰی للشعرانی، ج۱، ص۱۳۱، مصطفی البابی مصر)

اور میں نے اس رسالہ کے علاوہ میں ذکر کیا ہے بے شک اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کی حقیقت نہ نیکی کے ساتھ زیادہ ہوتی ہے اور نہ جفاء کے ساتھ کم ہوتی ہے۔

تعلیق و توضیح

[حضرت سعید بن اسماعیل حیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ کی باطنی صحبت کا طریقہ یہ ہے کہ سنت کی پیروی کرے اور علم ظاہر کو لازم پکڑ لے۔ (رسالہ قشیریہ ص ۲۵ مطبوعہ مصر)]

چوروں کی نمک حلالی

قوم کے آداب سے ہے: محبت کی حفاظت کرنا اس شخص کے لیے جس نے اس کے پاس روٹی کو

کھایا، یا اس کے پاس نمک کو چکھا۔ سیدی علی خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ذکر کیا کہ بے شک وہ چوروں کے اخلاق سے تھا، جو سلطان قایتبای [محمودی اشرفی] کے دور میں تھے، ایک مرتبہ وہ اور اس کی جماعت ایک تاجر کے پاس آئے جو مصر میں جامع غمری کے پڑوس میں ہے، یہاں تک کہ اس کے سر پر آ کر کھڑے ہو گئے، اور گھر میں تلاشی لینے میں شروع ہو گئے، تو تاجر بیدار ہو گیا، تو اس نے اپنے سر پر چوروں کو کھڑے ہوئے دیکھا تو اس کو حمور نے کہا: اے خواجہ تو اپنے آپ پر خوف نہ کر، بیشک صرف تجھ سے دوپہر کا کھانا طلب کرتے ہیں، تو اس نے کہا: تم کتنے ہو؟ پس کہا: دس ہیں، پس وہ کھڑا ہوا اور ان کو ایک ہزار دینار عطاء کیے، اور اس نے ان کے پیچھے سے چار سو دینار زیادہ عطاء کیے، تو حمور نے اس کو کہا: اے خواجہ! اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے تجھے فضلیت دی، اس تمام کی آپ میں ہمیں امید نہ تھی، پس ہر ایک نے اپنا نصیب، حصہ اپنی جیب میں رکھا، اور ان میں سے ایک نے ایک سفید چھوٹا برتن کو گھر میں ریک پر روشن دیکھا، اور اس کو پکڑا، اور اپنے دل میں کہا۔ اور وہ گھر کی دہلیز سے نکلتا ہے، یہ کہ وہ اس کو کھولے، اور اس میں کوئی چیز ہے اس کو دیکھے، تو ایک نرم و ملائم چیز دیکھی تو اس کو چکھ لیا تو کہا: نمک ہے! تو حمور نے اس کو سن لیا، تو کہا: جو کچھ تمہارے پاس ہے اس کو واپس کر دو، پس بے شک تمہارے صاحب نے اس خواجہ کا نمک چکھ لیا ہے، باقی نہیں رہی ہے کہ وہ ہم سے زندگی پھر کوئی برائی دیکھے، تو انہوں نے اس کے تمام مال کو واپس کر دیا، تو ان پر خواجہ نے قسم اٹھائی کہ ایک سو دینار وہ لے لیں پس انہوں نے انکار کر دیا۔

چور اور خائن کے درمیان فرق

قوم کے آداب سے ہے: چور اور خیانت کرنے والے کو جدا کرنا، اور ان دونوں کو اپنے درمیان سے نکال دینا، اور چور اور خائن کے درمیان فرق کرنا، بے شک خائن: وہ شخص ہے جو اس چیز سے چوری کرتا ہے جو اس کے پاس امانت رکھی جائے، اور چور: وہ شخص ہے جو اس کو چیز کو چوری کرتا جو اس کے پاس امانت نہیں رکھی جاتی، اور انہوں نے فرمایا: بے شک خیانت انسان کے

مال اور اس کی عمر سے برکت کو لے جاتی، اور چوری کے بارے میں اسی طرح کا قول ہے، پس ہم نے کبھی بھی کسی چور کو نہیں پایا مگر اس کی عمر سے اور اس کے مال سے برکت ختم ہوتی ہے۔

جھوٹ بولنے والے سے قطع تعلق کرنا

اسی طرح ان کے آداب سے ہے : جھوٹ بولنے والے کو جدا کرنا، قطع تعلق کرنا۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: کوئی بھی چیز رسول اللہ ﷺ کے نزدیک جھوٹ سے زیادہ ناپسندیدہ نہ تھی کوئی شخص ایک جھوٹے کلمہ کی وجہ سے دو مہینے یا تین مہینے جدا کر دیا جاتا، قطع تعلق کر دیا جاتا۔

تعلیق و توضیح

[وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا كَانَ مِنْ خُلُقٍ أَبْغَضَ إِلَى رَسُولِ اللهِ، صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِنَ الْكَذِبِ، وَمَا اطَّلَعَ عَلَى أَحَدٍ مِنْ ذَلِكَ بِشَيْءٍ فَيَخْرُجُ مِنْ قَلْبِهِ حَتَّى يَعْلَمَ أَنَّهُ قَدْ أَحْدَثَ تَوْبَةً

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: کوئی بھی عادت رسول اللہ ﷺ کے نزدیک جھوٹ سے زیادہ ناپسندیدہ نہیں تھی، جب بھی نبی کریم ﷺ کسی شخص کے حوالے سے جھوٹ پر مطلع ہوتے تو آپ ﷺ اس سے ناراض رہتے، جب تک آپ کو یہ علم نہ ہو جاتا کہ اب اس نے توبہ کر لی ہے (اور وہ آئندہ ایسا نہیں کرے گا)۔ (مسند احمد، ج،۶، ص،۱۵۲، و کشف الاستار،۱۹، و مجمع الزوائد،۶۱۰]

قوم کے آداب سے ہے: جس کی مروءت ہو اس کے نفس کی حیثیت سے اس کو مقدم کرنا، بندہ کے معاملہ میں اس کی نظر کا میزان ہے، پس جس شخص کا اللہ تعالیٰ کے دین میں خطرے والے کاموں پر اس کا آگے بڑھنا ہو، اور اللہ تعالیٰ کے دین کے علاوہ میں حد پر برابر ہے تو وہ مروءت نفسانیہ سے ہے، اور جس شخص کا صرف اللہ تعالیٰ کے دین میں خطرے کے کاموں پر مقدم ہونا ہے تو وہ مروءت ایمانیہ سے ہے۔

اسی طرح ان کے آداب سے ہے : طریقہ میں بناوٹی فقیہ پر خالص فقیہ کو مقدم کرنا، کیونکہ خالص فقیہ اس نفاق سے سالم ہوتا ہے جس میں بناوٹی فقیہ واقع ہوتا ہے، باوجود اس کے کہ وہ علوم شرعیہ

میں اس سے زیادہ ہے، بلکہ عامی (یا عاصی) جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے، اور علماء سے اس کے متعلق سوال کرتا ہے جو اس پر اس کے دین میں زیادہ مشکل ہے قوم کے طریقہ میں بناوٹی فقیہ سے وہ حال کے اعتبار سے زیادہ اچھا ہے۔

زیارت کے آداب

قوم کے آداب سے ہے: بے شک وہ کسی کی زیارت کے لیے نہیں نکلتے یہاں تک کہ وہ زیارت کے آداب سے اخلاق اپنا لیتے، اور وہ مزور (جس کی زیارت کی جائے) کی طرف شوق رکھتا ہے، اور حسی اور معنوی گناہوں سے اس کی طہارت کے ساتھ اور اس کے فضیلت کے ساتھ یقین رکھنا، اور وہ اس کے برعکس ہوتے ہیں، اور اس کے حصہ کی اور اس کی دعا کی برکت کی التماس، عرض کرنا، خالص نیت یہ ہے کہ زیارت کا باعث حکم پر عمل کرنا ہوتا ہے اس کے علاوہ نہیں ہوتا، اور لوگوں کی اعراض (برائیوں) میں واقع ہونے سے زبان کی حفاظت کرنا، خوبیوں کے ذکر کو ترک کرنا اور یہ ان دونوں زائر اور مزور میں مشترک ہے، پس اگر زیارت ان آداب سے خالی ہو تو اس کے ساتھ نہ نفع ہے اور نہ ثواب ہے، بلکہ یہ تکلف اور نفاق ہے، پھر مخفی نہ رہے کہ بے شک وہ زائر (زیارت کرنے والے) پر واجب ہے کہ مزور اپنی خوبیوں میں کوئی چیز ذکر کرے تو وہ اعتقاد رکھے کہ بے شک اس نے اس کو بغیر شرعی غرض کے ذکر نہیں کیا۔

روٹی کی تعظیم وتکریم کرنا

قوم کے آداب سے ہے: روٹی کو اس کا حق عطاء کرنا، یعنی اس کا اکرام، عزت کرنا، اور تعظیم کرنا، اور چومنا، اور اس کو آنکھوں پر رکھنا۔

سیدی علی خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام سے ہے: تم اس سے پرہیز کرو کہ تم روٹی کو بغیر حائل کے زمین پر رکھو، پس بے شک اس میں اللہ عزوجل کی نعمت کو حقیر و ذلیل جاننا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مرة فَرَأى كِسْرَةً يابسةً في جدار وقد علاها لغبار، فأخذ رسول الله ﷺ، وقبلها ووضعها على عينه ثم قَالَ: يَا عَائِشَةُ أَحْسِنِي جِوَارَ نِعَمِ اللهِ

فَإِنَّهَا قَلَّ مَا نَفَرَتْ مِنْ أَهْلِ بَيْتٍ فَكَادَتْ أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِمْ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ میرے ہاں تشریف لائے، تو دیوار میں روٹی کا ایک خشک ٹکڑا دیکھا اور اس پر غبار تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے اسے پکڑا، اور اسے چوما، اسے اپنی آنکھوں پر رکھا، پھر ارشاد فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اچھا پڑوس رکھو، اس واسطے کہ بہت کم ایسا ہوا ہے کہ وہ کسی گھر والے سے متنفر ہوئی ہوں اور پھر ان کی طرف لوٹ آئی ہوں۔ (المعجم الاوسط، ۷۸۸۹، شعب الایمان، ۴۲۳۶، کنز العمال، ۶۴۵۵)

تعلیق و توضیح

[عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ، فَرَأَى كِسْرَةً مُلْقَاةً، فَأَخَذَهَا فَمَسَحَهَا، ثُمَّ أَكَلَهَا، وَقَالَ: يَا عَائِشَةُ أَكْرِمِي كَرِيمًا، فَإِنَّهَا مَا نَفَرَتْ عَنْ قَوْمٍ قَطُّ، فَعَادَتْ إِلَيْهِمْ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ گھر تشریف لائے، تو روٹی کا ٹکڑا پڑا ہوا دیکھا تو آپ ﷺ نے اسے اٹھا کر صاف کیا، پھر کھا لیا، اور ارشاد فرمایا: اے عائشہ! رضی اللہ تعالیٰ عنہا عزت دار چیز کی عزت کیا کرو اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کا رزق چھین لیتا ہے تو وہ واپس نہیں کرتا۔ (سنن ابن ماجہ، ۳۳۵۳)]

سیدی احمد بن رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام سے ہے: روٹی کے اکرام، عزت کی کمی کرنا منعم (نعمت دینے والے) کی نعمت کی ناشکری کرنا ہے، جتنا ہو سکے اس کے اکرام میں کوشش کرو، اور تم زمین سے اسے اٹھاؤ جو اس کے گرنے کے وقت وہ گرتی ہے، اور تم اس کو کھانے کے آخر تک نہ چھوڑو، پس بے شک اللہ تعالیٰ کی نعمت کی تعظیم کرنا اللہ تعالیٰ کی تعظیم میں سے ہے، اور کوئی قوم مہنگائی و قحط میں مبتلاء نہیں ہوئی یہاں تک کہ انہوں نے دانہ کی اس کے سستا ہونے کے سبب

اہانت کی ۔اور بعض آثار میں ہے: بے شک روٹی کی ٹکیہ نہیں کھائی جاتی یہاں تک کہ تین سو ساٹھ مخلوق اس کو لیتی ہے ان میں پہلے میکائیل ہیں، اور ان میں آخری روٹی پکانے والا ہے۔

(منن الکبریٰ، ج،۲،ص،۱۸)

فرمایا: روٹی کی تعظیم میں ہمارے لیے کافی ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے دیدار کے لیے اس کو مقابل و برابر بنایا۔

حدیث شریف میں ہے: لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهِ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ ۔

روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک افطاری کے وقت دوسری اپنے رب عزوجل سے ملاقات کے وقت۔ (صحیح بخاری، ۹۴، صحیح مسلم،۱۱۵۱، مشکوۃ،۱۹۵۹)

تعلیق و توضیح

مہنگائی و قحط میں مبتلاء ہونے کی وجہ

[حضرت سیدی علی الخواص فرماتے ہیں: ”غلہ کی مہنگائی اور قحط کی وجہ مخلوق کی اپنے رب سے غفلت اور گناہوں کا ارتکاب ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے: ”وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ “۔”اور ہم نے انہیں بھلائیوں اور برائیوں سے آزمایا کہ کہیں وہ رجوع لائیں“۔

(سورۃ الاعراف،۱۶۸)

یاد رکھو جو لوگ عدم ارتکابِ گناہ کا دعویٰ کرتے ہیں، پھر بھی قحط اور مہنگائی میں مبتلا ہوتے ہیں تو سمجھ لو کہ وہ اپنے دعویٰ سچے نہیں ہیں، اس میں قلت گناہ یا کثرتِ گناہ کا فرق ہوتا ہے، بعض اوقات قحط اور مہنگائی کا سبب نعمت کی بے قدری یا دیگر سبب ہوتا ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش ہوتی ہے۔(الکواکب الشاحق فی الفرق بین المرید الصادق وغیر الصادق،ص،۷۵)

اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی: ”اے داؤد علیک السلام! قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ معزز لوگ ذلیل ہو جائیں اور ذلیل لوگ بلند مرتبہ ہو جائیں۔میری کتاب کو چھوڑ

دیا جائے اور اسے پڑھا نہ جائے، نافرمان اور فاجر لوگوں کا رزق زیادہ ہو جائے اور اطاعت گزار فاضل مومن کا رزق کم ہو جائے، جب معاملہ یوں ہو جائے گا تو اس زمانے کے لوگوں کے دلوں میں دنیا کی محبت آجائے گی اور آخرت کی محبت روک دی جائے گی، جب وہ اس طرح کریں گے تو میں ان پر سزا کی تلوار مسلط کر دوں گا (چیزوں) نرخ (قیمت) بڑھ جائیں گے، چھوٹا بڑے کی عزت نہیں کرے اور میں ان کو فسق، فجور میں مبتلا کر دوں گا اور میرے نزدیک ان کی یہ سزا ہو گی۔

[(تنبیہ المغترین، ص، ۴۰۷)]

قوم کے آداب سے ہے: جب کھانے سے فارغ ہو جائیں جو ان کے سامنے پیش کیا گیا وہ دعا کرتے ہیں : اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ عَلٰی کُلِّ حَالٍ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی بِنِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ۔

اور برکات عام ہوں گی، اور وہ سورۃ قریش، اور سورۃ اخلاص پڑھتے ہیں۔

تعلیق و توضیح

[عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأٰی مَا یُحِبُّ قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی بِنِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ وَإِذَا رَأٰی مَا یَکْرَہُ قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب کوئی اچھی بات دیکھتے دعا کرتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی بِنِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ، اور جب کوئی ناپسند بات دیکھتے تو دعا کرتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ (سنن ابن ماجہ ۳۸۰۳، المعجم الاوسط، ۶۶۶۳، حلیۃ الاولیاء، ج، ۳، ص، ۱۵۷)]

قوم کے آداب سے ہے: جب وہ کسی کے ہاں کھاتے ہیں تو اس کے پاس سے نہیں نکلتے یہاں تک کہ وہ پیتے ہیں، اور انہوں نے فرمایا: صوفی کے بخل میں سے یہ ہے کہ وہ کھاتا ہے اور وہ پیتا نہیں ہے۔

قوم کے آداب سے ہے: جب وہ کھاتے ہیں، جو موجود ہو اس سے کھاتے ہیں، یہ ہمدردی ہے۔

سیدی علی خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام سے ہے: جب تو کھانا کھائے تو اس سے کھا جو حاضر ہو اگر تو اپنے اوپر نعمت کا دائمی رہنا چاہتا ہے، اور جو کھانا اور آنکھ اس کی طرف دیکھتی ہے، اور اس نے اس کو نہیں کھلایا، اللہ تعالیٰ اس کو بیماری کے ساتھ آزماتا ہے جس کو نفس کہتے ہیں۔

والدین کے حقوق و آداب

قوم کے آداب سے ہے: والدین کی تعظیم کرنا ان دونوں کی بے ادبی میں واقع ہونے کا خوف کرتے ہوئے، یا والدین کی نافرمانی میں واقع ہونے کا خوف کرتے ہوئے، اور شریعت میں والدین کی نافرمانی کا کوئی ضابطہ نہیں ہے، وہ عام ہی ہے ان تمام میں جو والدین کی غرض کے تمام مباحات کے مخالف ہو، اور اللہ تعالیٰ کے حق کے بعد اور اس کے رسول ﷺ کے حق کے بعد والدین کے حق سے کوئی حق بڑا نہیں ہے۔

سیدی علی خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام سے ہے: تجھ پر تیرے والدین کے حق میں سے ہے: یہ کہ تو والدین کا کلام سنے، اور تو والدین کے کھڑا ہونے کے لیے کھڑا ہو، اور والدین کے حکم پر عمل کرے، اور والدین کے آگے نہ چلے، اور والدین کی آواز کے اوپر اپنی آواز کو بلند نہ کرے، اور تو والدین کے لئے عاجزی کا بازو بچھادے (یعنی حسن ادب کے ساتھ ان سے خطاب کرنا)، اور جو والدین کے لیے بھلائی کرتا ہے اس کے ساتھ والدین پر احسان نہ جتلا، اور والدین کے حکم پر عمل کرنے کی وجہ سے احسان نہ جتلا، اور والدین کی طرف ترچھی نظر نہ کرے، اور والدین کے سامنے غضبناک نہ ہو، اور اچھے کھانے کی طرف والدین سے سبقت نہ کرے جب تو والدین کے ساتھ کھائے، بلکہ اپنے آپ پر والدین کو ترجیح دے، اور والدین کی رضا کو حاصل کرنے پر زیادہ حرص کرے، اور والدہ کا حق عرفی والد کے حق سے دوگنا ہے، ہاں دینی والد: اکثر اوقات وہ مقام اور حق کے اعتبار سے والدہ سے زیادہ شان والا ہوتا ہے۔

تعلیق و توضیح

[کیونکہ وہ تیری روح کی تربیت کرتا ہے اور اس کو غذا دیتا ہے، اور یہ نہیں ہوتا مگر والدین کے حقوق کو ادا کرنے کے بعد، پس جس نے اپنے والدین کے حق پر اپنے شیخ کے حق کو مقدم کیا، وہ ان کے ساتھ پوری بھلائی کرنے والا نہیں ہے، پس ربانی اپنے مریدین سے راضی نہیں ہوتا کہ وہ اپنے والدین کے عاق (نافرمان) ہوں۔ (حاشیہ، ص، ۱۴۲)]

اور ان دونوں کے حق میں سے ہے کہ ان دونوں کو ان کے نام کے ساتھ نہ پکارے، پس جس شخص نے والدین میں سے کسی ایک کو نام کے ساتھ پکارا تو وہ اس کا عاق (نافرمان) ہو گیا۔

ان کی محبت اپنے عیال سے شرعی محبت ہوتی ہے، طبعی محبت نہیں کرتے

قوم کے آداب سے ہے: ان کی محبت اپنے عیال سے شرعی محبت ہوتی ہے، بیویوں سے طبعی محبت نہیں کرتے، پس بے شک طبعی محبت شہوتِ نفس ہے، بندہ جب تک اس میں رہتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے حجاب میں ہے۔

اور تو جان لے بے شک نے اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے عورتوں کو طبعی حکم کے ساتھ محبوب بنایا، پھر ہمیں مجاہدہ نفس کا حکم فرمایا، یہاں تک کہ تم ان کی طبعی محبت سے شرعی محبت کی طرف نکل جاؤ، اور کم ہے وہ جو اپنے نفس کے مجاہدہ پر صبر کرے یہاں تک کہ اس سے نکل جائے، اور اسی وجہ سے مشائخ نے پرہیز کی ایسی عورت سے شادی کرنے سے جو حسین ہو، کیونکہ اس کا نقصان بدشکل عورت کے نقصان سے زیادہ ہے۔

سیدی افضل الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام سے ہے: جو شخص عورتوں سے زیادہ مجالست کرتا ہے تو اس کی عقل فاسد ہو جاتی ہے، اور اس کے فضائل فوت ہو جاتے ہیں، اور حق تعالیٰ کا (فیضان) اس کے دل میں داخل ہونا ممتنع (محال) ہے، اس میں شیطان نے انڈے دیئے اور بچے دیئے۔

ان کے آداب سے ہے: استقامت کے ساتھ ہر گمنام فقیر کی تعظیم، کرامات کے ساتھ مشہور فقیر سے زیادہ تعظیم کرنا، کیونکہ دنیا نتائج کا گھر نہیں ہے، اور یہ صرف تکلیف کا گھر ہے۔

ان کے آداب سے ہے: وہ گناہ پر اصرار نہیں کرتے، پس بے شک اصرار ہلاک کرنے والی چیزوں میں سے ہے، اور اصرار کے ساتھ صغیرہ گناہ کبیرہ گناہ ہو جاتا ہے، اور تحقیق بعض مشائخ نے اصرار کی حد مقرر کی یہ کہ جو شخص توبہ کرنے میں تاخیر کرے یہاں تک کہ پانچ نمازوں میں سے دوسری نماز کا وقت اس پر داخل ہو جائے۔

ان کے آداب سے ہے: کسی ایک کے ساتھ بدگمانی کرنے میں اور غیبت کرنے میں، اور نہیں جانا اس کے ساتھ اس کے صاحب کو، یہ کہ ام القرآن (سورۃ فاتحہ) اور سورۃ اخلاص اور معوذتین (سورۃ فلق، سورۃ الناس) کو پڑھے، اور وہ اس کا ثواب ہدیہ (ایصال ثواب) کرتے ہیں اس کے صحائف (نامہ اعمال) میں جس کے ساتھ انہوں نے بدگمانی کی یا انہوں نے جس کی غیبت کی۔

ایصالِ ثواب کا طریقہ

اور ہدیہ بھیجنے کی کیفیت (ایصالِ ثواب کا طریقہ) یہ کہ تو کہے: اے اللہ تعالیٰ اپنے نبی اور اپنے حبیب ہمارے سردار محمد ﷺ اور آپ کی آل پر درود اور سلام بھیج، اور اس پر تو مجھے اجر و ثواب عطاء فرما جو میں نے اس کو پڑھا اور اس کو اپنے فلاں بندہ کے نامہ اعمال میں بنا۔

تنبیہ: مناسب ہوتا ہے اس شخص کے لیے جو اپنے آپ سے جانتا ہے بے شک اس پر لوگوں کے لیے عرض، عزت، اور مال میں حقوق ہیں اور ان کو راضی کرنا مشکل ہو تو سورۃ اخلاص بارہ (۱۲) مرتبہ اور معوذتین کو حضور کے ساتھ ہر رات پڑھے، اور ان لوگوں کے نامہ اعمال میں ان کا ثواب ہدیہ کرے، اور ہدیہ کرنے کا طریقہ : یہ کہے : اے اللہ تعالیٰ اپنے نبی اور اپنے حبیب ہمارے سردار محمد ﷺ اور آپ کی آل پر درود اور سلام بھیج، اور اس پر تو مجھے اجر و ثواب عطاء فرما جو میں نے اس کو پڑھا اور مال اور عزت میں سے تیرے بندوں میں سے جس کا مجھ پر تاوان ہے اس کے نامہ اعمال میں اس کو تو بنا۔

ان کے آداب سے ہے: جب ان میں سے کوئی ایک آپس میں ادھار کا معاملہ کرتا ہے تو وہ اپنے دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اپنی زبان کے ساتھ کہتا ہے: اے اللہ تعالیٰ!

آپ پر باہم ادھار کا معاملہ ہے، تو مجھ پر اپنے صدقات میں سے میرے ہاتھ سے صدقہ لے۔

ان کے آداب سے ہے: ان کی رسول اللہ ﷺ کی عترت (اولاد، عزیز واقارب، اہل بیت) کے لیے محبت ہونا، اگرچہ استقامت کے قدم کے علاوہ پر ہوں، کیونکہ وہ نبی کریم ﷺ کا جزء ہیں، اور جزء کے لیے مودت (محبت) اور اجلال (بزرگی) اور توقیر (عزت) اسی طرح ہوتی ہے جس طرح کل کے لیے ہوتی ہے۔

تعلیق و توضیح

[بے شک ان کے لیے مودت کا حق ہے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی وجہ سے قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى۔ تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت۔ (سورۃ الشوریٰ، ۲۳) اور یہ مودت ساقط نہیں ہوتی اگرچہ ان میں سے کوئی ایک معصیت میں واقع ہو جائے، جیسا کہ والدین کا حق معصیت کے ساتھ ساقط نہیں ہوتا]

سادات کے حقوق

اور بعض علماء نے فرمایا: ہم پر شرفاء (سادات) کے حقوق میں سے ہے۔ اور اگر وہ نسب میں دور ہوں، یہ کہ ہم اپنی شہوات اور اپنی خواہشات پر ان کی رضا کو ترجیح دیں، اور ہم ان کی تعظیم کریں اور ہم ان کی توقیر کریں، اور وہ زمین پر ہوں، تو ہم چارپائی پر ہرگز نہ بیٹھیں۔ (حضرت علی الخواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا: ہم پر حق ہے) رسول اللہ ﷺ کے گوشت اور آپ ﷺ کے خون سرایت کرنے کی وجہ سے (ہم ان پر اپنی روحین نثار کریں)۔ (لطائف المنن، ص، ۵۸۰)

کیا وہ سیدہ بیوی کے حکم اور اس کے اشارہ کے تحت ہوگا؟

سیدی علی خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے: ہم پر شرفاء (سادات) کے حق میں سے ہے کہ ہم اپنی روحوں کے ساتھ ان کے ساتھ نیکی کریں، اور ان کے ساتھ اپنے ہاتھوں کو قربان کریں، کیونکہ ان کی جگہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ہے، اور ادب میں سے ہے کہ ہم میں سے کوئی ایک سیدہ سے

شادی نہ کرے مگر یہ وہ اپنے نفس سے پہچان لے کہ بے شک وہ سیدہ کے حکم اور ان کے اشارہ کے تحت ہوگا، سیدہ کے لیے اس کا جوتا آگے کرے گا، اور جب سیدہ اس کے پاس آئے گی تو وہ اس کے لیے کھڑا ہو جائے گا، اور سیدہ پر معیشت (سامانِ زندگی) میں تنگی، کنجوسی نہیں کرے گا مگر یہ کہ سیدہ اس کو (خود) اختیار کرے۔

وہ اہل بیت کی زیارت سے غافل نہیں ہوتے

اوران کے آداب سے ہے: وہ اہل بیت کی زیارت سے غافل نہیں ہوتے۔

اور تحقیق اہل کشف (سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ تعالی علیہ) نے صحیح قرار دیا کہ سیدہ زینب رضی اللہ تعالی عنہا امام علی بن ابوطالب رضی اللہ تعالی عنہ کی صاجزادی ہیں، بے شک یہ قناطر السباع میں مدفون ہیں، اور ان کی بہن سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالی عنہا مشہد میں ہیں جو امیر المومنین کے دار الخلافہ کے قریب ہے، ابن طولون کے جامع (مسجد) کے قریب، اور ان کے ساتھ اہل بیت کی جماعت ہے، اور سیدہ سکینہ رضی اللہ تعالی عنہا سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کی صاجزادی اس کونے میں بڑے دروازے کے پاس ہے، جو ان کی پھوپھی کی قبر کے قریب ہے اور دار الخلافہ کے قریب ہے، اور سیدہ نفیسہ رضی اللہ تعالی عنہا بے شک اس مکان میں ہیں، اور سیدہ عائشہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ کی صاجزادی اس مسجد میں جس کا منارہ چھوٹا ہے، اس کی بائیں طرف جب تو رملیلہ سے باب قرافہ کی طرف نکلے، اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کا سر (مبارک) اس قبر میں ہے جو مشہد سے معروف ہے، بے شک وہ خان خلیلی کے قریب (مشہد حسینی میں) ہے، اور اس کو طلائع بن رزیک نائب مصر نے اس جگہ میں رکھا جو سبز ریشم کی سبز تھیلی میں آبنوس کی لکڑی سے بنی ہوئی کرسی پر ہے، اور اس کے نیچے کستوری اور خوشبوئیں بچھائیں، اور وہ اور اس کا لشکر جب عجم کے شہروں سے آئے، قطیہ کے کنارے سے مصر تک ننگے پاؤں چلا، اور سید محمد الانور (بن سید زید رضی اللہ تعالی عنہما) سیدہ نفیسہ رضی اللہ تعالی عنہا کے چچا ابن طولون کے جامع کے قریب مشہد میں ہیں، جو دار الخلافہ سے ملی ہوئی ہے اس درگاہ (گوشہ) میں جو وہاں ہے، اس کی طرف ایک سیڑھی اترتی ہے، سید امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ والد سیدہ نفیسہ رضی اللہ تعالی عنہا

اس مشہور تربت (قبر) میں جو جامع عمر کے قریب ہے۔ حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر انور اور سید زید (بن الحسین) رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا سر اس (قبہ) گنبد میں ہے جو قلعہ کی گذرگاہ کے قریب ٹیلہ کے درمیان ہے، اور سید ابراہیم بن سید زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما (کا سر) اس مسجد میں ہے جو کہ خانقاہ سے متصل مطریہ کی سمت سے باہر ہے، اور (آپ وہی ہیں جن کی معیت میں) امام مالک (نے جنگ لڑی) اور آپ کی خاطر (کئی سال) چھپے رہے۔ یہ وہ ہے جو اس وقت جو مجھے (ذہن میں) حاضر ہوا مصر میں اہل بیت کے مدفون لوگوں میں سے ہیں، اور اے بھائی!! ان کی زیارت تجھ پر لازم ہے، اور مصر میں ہر ولی کی زیارت پر ان کو مقدم کر، اس کے برعکس ج عام لوگوں کی عادت ہے، کم لوگ ہیں کہ ان میں سے کسی کو تو نے دیکھا ہو گا کسی کی زیارت کا اہتمام کرتا ہو ان میں سے جن کا ذکر کیا گیا جیسا کہ بعض مجذوبوں کی زیارت میں وہ اہتمام کرتا ہے، اور یہ سب کچھ جہالت کی بنا پر ہے۔ (لطائف المنن، ص، ۵۸۳)

اور ان کے آداب سے ہے: بے شک وہ اپنے احوال میں سے کسی چیز کی طرف مائل نہیں ہوتے۔ سیدی ابراہیم متبولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام کے کلام سے ہے: اکثر جو مومن خوف رکھتا ہے کہ اپنے اعمال صالحہ کی طرف اس میں اخلاص کے اعتقاد کی وجہ پر اس کے نفس کا میلان ہوتا، اگرچہ ذوق کے اعتبار سے ہو یا کشف کے اعتبار سے ہو۔ سیدی علی خواص کے کلام سے ہے: تم اس سے خوش نہ ہو جو تم کو کرامات اور احوال اور علوم اور معارف عطاء کیے جائیں یہاں تک کہ وہ تمہارے لیے پردہ اٹھا دے، کیا یہ تمہارے لیے بطریق استحقاق ہیں یا بطریق وعدہ؟ پس بے شک جو عطایات بطریق وعدہ ہیں عاقل کے لیے مناسب نہیں یہ کہ وہ اس کے ساتھ خوش ہو، مگر یہ کہ وہ قطعی ہو، اور تمہارے ساتھ کوئی چیز نہیں مگر بطریق وعدہ اور وہ صرف حسن ظن ہے۔

وہ ساتھی میں کمال کا، اور اپنے میں نقص کا مشاہدہ کرتے ہیں

اور ان کے آداب سے ہے: بے شک وہ اپنے صاحب، ساتھی کے بارے میں کمال کا مشاہدہ کرتے ہیں، اور اپنے نفوس کے بارے میں نقص کا مشاہدہ کرتے ہیں، اور جس نے اس کا مشاہدہ

کیا تو اس نے لوگوں سے گوشہ نشینی اختیار کرنے کو ناپسند کیا مگر کسی دوسری شرعی غرض کے لیے، گویا کہ وہ ڈرتا ہے کہ وہ ان کے لیے کوئی چیز اس سے حاصل کرے ان کا اس سے نقصان ہو۔

اور ان کے آداب سے ہے: بے شک وہ دوام ہمیشگی پر گواہی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ان سے زیادہ رحم کرنے والا ہے، اور اسی طرح اوقات میں سے کسی وقت میں ان سے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوسی، ناامیدی واقع نہیں ہوتی۔

صحابہ اور اہل بیت سے محبت

اور ان کے آداب سے ہے: وہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی ایک کے لیے اپنی محبت میں تعصب سے تحفظ کرتے ہیں، یا ان کی اولاد کے لیے جب کہ ہر ایک پر واجب ہے یہ کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب سے محبت کرے رسول اللہ ﷺ کی محبت کے لیے پیروی کرتے ہوئے، اور اسی طرح ان کی اولاد سے، اور تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اولاد پر سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد کو مقدم کرے۔ شیخ عبد الغفار قوصی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ذکر کیا کہ ان کا ایک صاحب اکابر علماء سے تھا، پس وہ فوت ہو گیا تو اس کی موت کے بعد اس کو دیکھا، اور دین اسلام کے متعلق اس سے سوال کیا، تو واضح طور پر جواب نہ دے سکا، فرمایا: پس میں نے اس کو کہا: کیا وہ حق ہے؟ تو اس نے کہا: ہاں، وہ حق ہے، تو میں نے اس کی چہرے کی طرف نظر کی تو وہ اچانک لک کی طرح کالا سیاہ ہو گیا، اور وہ شخص بہت زیادہ سفید تھا، تو میں اس کو کہا: اگر دین اسلام حق ہے تو تیرا چہرہ سیاہ کیوں ہو گیا؟ پس اس نے آہستہ آواز سے کہا: میں بعض صحابہ کو بعض پر خواہش اور عصبیت (تعصب) کے سبب مقدم کرتا تھا۔

تعلیق و توضیح

[رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جب اللہ تعالیٰ میری امت کے کسی آدمی سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے دل میں میرے صحابہ کی محبت ڈال دیتا ہے"۔ (کنز العمال، ۳۲۴۸۲)

"جس طرح ہر چیز کی ایک بنیاد اور اساس ہوتی ہے، اس طرح اسلام کی بنیاد اصحاب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل بیت کی محبت ہے"۔ (مجمع الزوائد، ج،۹،ص،۱۶۸، کنز العمال، ۳۲۵۲۳)]

اور ان کے آداب سے ہے: بے شک وہ اپنے ہر ساتھی کے افادہ (فائدہ دینے) کا اہتمام کرتے ہیں اگرچہ اس نے فائدہ کا اہتمام نہ کیا، اور ان میں سے کوئی اپنے ساتھ کسی کو بیٹھنے نہ دیتا مگر ذکر کیا اس نے اور اس کی خاص مجلس ذکر ہے، پھر اس کے بعد اس سے پھر جاتا ہے، اور کہتا ہے: جس کو علوم کے افادہ کی صلاحیت نہیں وہ اللہ کے ذکر کی صلاحیت رکھتا ہے۔

اور ان کے آداب سے ہے: بے شک وہ کسی کی زیارت نہیں کرتے، اور نہ اس کے کھانے سے کھاتے ہیں مگر یہ کہ انہوں نے جانا کہ وہ اس سے زیادہ روکنے والا ہے جو اس کے اہل زمانہ کے ہاتھوں میں ہے، سادہ روٹی پر حرص کرنے والا ہے۔

اور ان کے آداب سے ہے: بے شک وہ طلب کی قبولیت کی طرف جلدی نہیں کرتے، یہ کہ مرید ان کے اشارہ اور ان کی تربیت میں ہوتا ہے، اور گذشتہ زمانہ میں انہوں نے فرمایا: بے شک شیخ کے لیے اپنی تمام عمر میں ایک مرید صادق صحیح ہوا تو وہ کبریت احمر سے زیادہ عزیز ہے۔

تعلیق و توضیح

مرید کم ہیں اور شیخ زیادہ ہیں

[حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے کہ اہل ارادت بہت کم ہیں۔ اسی مناسبت سے فرمایا کہ، ایک شیخ طریقت نے کسی دوسرے بزرگ کے پاس پیغام بھیجا کہ اگر کہیں سے "مرید صادق" کا سراغ ملے تو ہمارے لیے بھیجے، بزرگ نے جواب بھیجا کہ یہاں "مرید" کم ہیں، لیکن "شیخ" جتنے چاہیں آپ کے لیے بھیجے جا سکتے ہیں۔ (رشحات عین الحیات، ج،۲،ص،۴۴۹)

مرید کون ہے؟ امام قشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: لہٰذا مرید اشتقاق کے اعتبار وہ ہے جس کا ارادہ پایا جائے جیسے علم والے کو عالم کہا جاتا ہے۔ مگر صوفیاء کی اصطلاح میں مرید وہ ہے جس کا اپنا کوئی ارادہ نہ ہو۔ لہٰذا جو شخص اپنے ارادہ سے علیحدگی اختیار نہیں کرتا، وہ مرید نہیں کہلا سکتا۔ حالانکہ اشتقاق

کے اعتبار سے جس کا ارادہ نہ ہو وہ مرید نہیں کہلا سکتا۔ (رسالہ قشیریہ، باب الارادۃ، ص۱۱۱، دار السلام، بیروت]

مرید صادق کی چار صفات

مختصر طور پر مرید صادق کی چار صفات ہیں: (۱) شیخ کی محبت میں اس کا سچا ہونا۔ (۲) شیخ کے حکم پر عمل کرنا۔ (۳) شیخ پر اعتراض کو ترک کرنا۔ (۴) شیخ کے ساتھ اختیار کو سلب (ختم) کرنا۔

پس جس مرید میں یہ چار صفات جمع ہو گئی تو تحقیق اس کی قاسمیت (تقسیم کرنا) صحیح ہو گئی، اور وہ ہو گیا اس (حراق) جلانے والے کی طرح جو زناد، چقماق (آگ لگانے کا پتھر، لکڑی) صاف کرنے والا ہے، اور جس نے مریدین سے اس پر عہد لیا، اور اس کا حراق تر ہوتا ہے تو اس میں زناد کی چنگاری کا تعلق نہیں ہوتا، بلکہ ہر چنگاری جو اس پر واقع ہو گی بجھ جائے گی۔

تعلیق و توضیح

شیخ صادق کی علامت

[حضرت علامہ عبد الوہاب شعرانی، نقشبندی، قادری، شاذلی، شافعی، متوفی، قدس سرہ، ۹۷۳ھ، لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والے کے سچا ہونے کی علامت میں سے ہے کہ اگر کوئی شخص اس کے قریبیوں میں سے کسی دوسرے شیخ کی طرف منقلب ہو جائے تو وہ متغیر نہیں ہوتا۔ پس جب اس (شیخ) نے اس کی وجہ (یعنی کسی دوسرے شیخ کی طرف جانے) سے اپنے دل میں حرارت، جلن اور تنگی کو پایا، تو اس کی مشیخت (پیری) حظ نفس ہے وہ کسی کو تلقین کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ (موازین القاصرین من شیوخ ومریدین، ص۵۹، دار الکتب العلمیہ، بیروت)]

اور ان کے آداب سے ہے: بے شک وہ مجالس ذکر پر، اور خیر پر ہمیشگی کرنے میں اپنے نفوس کا اہتمام کرتے ہیں، پس کم ہے وہ جو خیر پر ہمیشگی کرے اور وہ اس پر لوگوں کو پائے، اور آفات سے سلامت رہے۔

ریاکاری کی حقیقت

اور نفس کی شان میں سے ہے کہ جب اسے اپنی عبادت کی وجہ سے تعظیم پیاری ہوتی ہے تو اس پر اس کا ترک کرنا مشکل ہوتا ہے، اس وجہ سے نہیں کہ اس میں حق تعالیٰ کی مجالست ہے، پس سالک کو اپنے نفس کا امتحان لینا چاہیے، اگر وہ اس وقت شرماتا ہے جب اس عبادت کے اظہار کو ترک کرے، تو وہ جان لے کہ بے شک وہ تمام کی تمام ریاء ہے، اور اس پر توبہ اور استغفار واجب ہے ،اور جب وہ دیکھے کہ اس وقت شرماتا نہیں ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرے جس نے اسے نجات دی، پھر وہ مطمئن نہ ہو۔ اور بعض سلف سے واقع ہوا ہے کہ اس نے پانچوں نمازیں پہلی صف میں پڑھیں ،پھر ایک دن پیچھے رہ گیا، تو اس نے اپنے نفس میں شرمندگی پائی، تو اس نے ان تمام نمازوں کو لوٹایا ،اور فرمایا: میرا ہمیشگی کرنا ریاء کاری اور سمعت (مکاری سے نیک اور پرہیزگار بننے کے لیے اپنے نیک کام لوگوں کو سنانا) ہی تھا۔ سیدی علی خواص کے کلام سے ہے: ہر وہ شخص جو اپنے نفس میں شرمندگی پائے جب خاموشی یا زہد (دنیا سے بے رغبتی) یا روزہ یا قرآن کریم میں اس کے ورد کا اظہار ترک ہوا تو اس کے تمام اعمال ریاء کاری اور سمعت، سنانا ہیں، قیامت کے دن وہ اپنے نامہ اعمال میں ان میں سے کوئی چیز نہیں پائے گا۔

تعلیق و توضیح

بھائیوں کے پاس جاتے وقت زینت اختیار کرنا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے

[ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ "ایک دن رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس جانے کا ارادہ کیا تو مٹکے کے پانی (آئینہ) میں دیکھ کر اپنے عمامے اور بالوں کو درست فرمایا۔ یہ دیکھ کر حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ بھی ایسا کر رہے ہیں؟ ارشاد فرمایا:

نَعَمْ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ مِنَ الْعَبْدِ اَنْ یَّتَزَیَّنَ لِاِخْوَانِہٖ اِذَا خَرَجَ اِلَیْھِمْ -

ہاں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ جب اس کا بندہ اپنے بھائیوں کے پاس جائے تو

ان کے لئے زینت اختیار کرے۔

(اتحاف السادۃ المتقین، کتاب ذم الجاہ والریاء، باب بیان حقیقۃ الریاء، ج ١٠، ص ٩٣، ٩٤، الزواجر عن اقتراف الکبائر، الباب الاول، ج ١، ص ٧٢، دار الکتب العلمیہ، بیروت، احیاء العلوم، کتاب ذم الجاہ والریاء، ج ٣، ص ٣٠٨)]

سیدی علی مرصفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام سے ہے: فقیر کو لائق نہیں یہ کہ وہ مجلس ذکر پر لوگوں کو جمع کرے مگر یہ کہ وہ ریاست (سرداری) کی محبت سے نکل گیا ہو، ورنہ اس نے اپنے آپ کو ہلاک کر دیا، اور میں نے فقراء کو پایا اور کوئی ایک جرات نہیں کرتا یہ کہ وہ مجلس ذکر میں جماعت کے ساتھ مجلس کرے مگر اپنے شیخ کی موت کے بعد یا اس کی اجازت کے بعد، اپنے کے کمال کے بعد۔

خشوع دل میں ہی ہوتا

اور ان کے آداب سے ہے: بے شک ان میں سے کوئی اس کے ساتھ لذت طلب نہیں کرتا جس سے اس کو زمین کی طرف سر جھکانا، اور کندھوں کو میلانا، خوف سے کپکپی، لرزہ اور خشوع کی صورت حاصل ہوتی ہے، اور اس میں اپنے نفس سے نرمی نہیں کرتا مگر یہ کہ وہ مغلوب ہو۔ امام عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا نماز پڑھ رہا تھا اور اپنے کندھے ملائے ہوئے تھا (یعنی اپنی گردن جھکائے ہوئے تھا) تو اس کو مارا، اور اس کو فرمایا: خشوع اس طرح نہیں ہوتا، (اے گردن والے اپنی گردن اوپر اٹھاؤ، خشوع گردنوں میں نہیں ہوتا) خشوع دل میں ہی ہوتا ۔(مدارج السالکین، ج ١، ص ٥٥٩)

پس اے بھائی! تو اس کی مثل میں واقع ہونے سے بھاگو، اور اگر تو کسی کو دیکھے کہ اس نے اس کو کیا ہے تو اس کو اس پر محمول کر کہ وہ بے شک مغلوب ہے۔

جو ان کے پاس جھوٹے دعوے کرے

اور ان کے آداب سے ہے: بے شک وہ ہر اس شخص پر باطن میں غضبناک ہوتے ہیں جو ان

کے پاس جھوٹے دعوے کرے، اور ظاہر میں اس سے کشادہ رو، ہنس مکھ رہتے ہیں پھر وہ پوشیدہ طور اس کا جھوٹ اس کو سکھاتے (بتاتے) ہیں اگر اس کے نفس کو وہ دیکھیں کہ وہ اس کی مثل کو برداشت کرے گا، اور اس ادب میں اللہ تعالیٰ کے لیے غیرت اور اس بندہ کے لیے محبت، خیر خواہی کو جمع کرے، اور کم ہے کہ جو ان دو چیزوں کو جمع کرے۔

جب سوال کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں

اور ان کے آداب سے ہے: وہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کے دروازہ سے طلب کرتے ہیں جس کی طرف وہ محتاج ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے کسی کے دروازہ کے علاوہ، اور وہ اس کے غیر کے دروازے کی طرف نظر نہیں کرتے، مگر اس حیثیت سے کہ مخلوق چھوٹی نہر کی طرح جس میں پانی وہ جاری کرتا ہے غیر نہیں جاری کرتا، پس فضلیت اس کے لیے جو چھوٹی نہر میں پانی جاری کرتا ہے نہر کے لیے فضیلت نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیلہ کو ترک کرنا بے ادبی ہے

سیدی عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام سے ہے: اے بھائی! اپنے رب سے اپنی طلب حاجت کی حالت میں تمام جہات (سمتوں، طرفوں) سے جان بوجھ کر اندھا ہو جا اس کے فضل کا دروازہ تیرے لیے کھل جائے گا، ورنہ تیرے لیے اس کے فضل کا دروازہ نہیں کھلے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ بڑا غیرت مند ہے۔ اور جو شخص اس تک نہیں پہنچا اور جس نے اسباب پر اعتماد اور اس کے ساتھ وقوف (کھڑا ہونا) لازم کر لیا، اور حکم کی فرنبرداری کرنے لیے وسائط (واسطوں، وسیلوں) کا شکر نہ کرنا، اور وہ شرک ہے۔ اور تو اس سے بچ کہ تو اپنی ہر مطلوبہ حاجت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا واسطہ، وسیلہ ختم کرے، پس بے شک وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ بے ادبی ہے، اور اس وقت وہ بدعتی ہو جائے گا، اتباع کرنے والا نہیں ہوگا، پس تو سمجھ لے۔

قرآن، یا حدیث پڑھنے کے دوران کسی سے کلام کرنے کا ادب

اور ان کے آداب سے ہے: جب وہ قرآن کریم، یا حدیث شریف پڑھتے تھے اور کسی حاجت

،ضرورت میں کسی انسان سے کلام کرنے کا ارادہ کرتے تو اس سے کلام نہیں کرتے یہاں تک کہ وہ اپنی زبان اور اپنے دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے اجازت طلب کرتے، پھر اگر وہ اجازت طلب کرنے سے غافل ہو جاتے، اور کسی سے کلام کر لیتے تو اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کے دل میں ڈالتا کہ بے شک ان کا استغفار قبول ہو گیا۔

اور شیخ افضل الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے واقع ہوا کہ انہوں نے کسی انسان سے کلام کر لیا اور وہ وہ حدیث شریف پڑھ رہے تھے پہلے اس سے کہ وہ نبی کریم ﷺ سے اجازت طلب کرتے، تو انہوں نے ستر مرتبہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کیا۔

اذان کے ادب کی وجہ سے بخشش

اور ان کے آداب سے ہے: وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ادب کرتے ہوئے اذان ہونے کی حالت میں کسی چیز میں مشغول نہیں ہوتے۔

حکایت: بعض نے باغیات سے ایک عورت کے متعلق بیان کیا، جب وہ فوت ہوئی تو اس کو (خواب میں) اچھی حالت میں دیکھا گیا، تو اس کو کہا گیا: وہ کیسے؟ تو اس عورت نے کہا: ایک مرتبہ موذن نے اذان دی اور ہم جس میں (مشغول) تھیں جو مناسب نہیں تھا یعنی آواز بلند کرنا، تو میری سہیلی نے مجھے خاموشی کا حکم دیا یہاں تک کہ موذن فارغ ہو گیا، پس اللہ تعالیٰ نے اس کے سبب ہماری مغفرت فرما دی۔

وہ بغیر اللہ تعالیٰ اجازت کے اپنے پاؤں دراز نہیں کرتے

اور ان کے آداب سے ہے: جب انہیں اکڑوں بیٹھنے کی وجہ سے اپنے پاؤں میں درد ہوتی ہے، تو وہ اپنے پاؤں دراز نہیں کرتے، یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کرتے ہیں ،اور مدینہ شریف کی طرف پاؤں دراز کرنے میں، یا اولیاء میں سے کسی ولی کی طرف پاؤں درز کرنے میں اسی طرح حکم ہے، وہ پاؤں دراز نہیں کرتے یہاں تک کہ وہ نبی کریم ﷺ سے یا اس ولی سے اجازت طلب کرتے ہیں، ہر ایک کا ان کے شہود کی وجہ سے کہ بے شک وہ دائمی طور

پر اللہ تعالیٰ کے سامنے ہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہیں، انہیں اس کا شعور ہو یا انہیں شعور نہ ہو، اور اگر چہ وہ کشف کے اعتبار سے نہ ہو ایمان کے اعتبار سے ہے۔ اور ابو اسحاق ابراہیم بن ادہم سے واقع ہوا کہ انہوں نے اکڑوں بیٹھنے کی وجہ اس کی درد کے وقت اپنا پاؤں دراز کیا، تو اس میں ان کو سزا دی گئی پھر انہوں نے موت تک اپنا پاؤں دراز نہیں کیا۔

سونے کے آداب واذکار

اور ان کے آداب سے ہے: وہ سوتے وقت استغفار تین مرتبہ پر، اور قراءت قرآن پر، اور آیت کرسی پر، اور سورۃ کہف کا آخر پر، اور (قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۙ﴿۱﴾) پر اور (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ﴿۱﴾) پر اور موذتین (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) پر، تنتیس (۳۳) مرتبہ سبحان اللہ پر اور تنتیس (۳۳) مرتبہ الحمدللہ پر اور چونتیس (۳۴) مرتبہ اللہ اکبر پر ہمیشگی کرتے ہیں، ابوداؤد اور ترمذی کی حدیث کی وجہ سے: خَصْلَتَانِ أَوْ خَلَّتَانِ لَا يُحْصِيهِمَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ أَلَا وَهُمَا يَسِيرٌ وَمَنْ يَعْمَلُ بِهِمَا قَلِيلٌ يُسَبِّحُ اللهَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا وَيَحْمَدُهُ عَشْرًا وَيُكَبِّرُهُ عَشْرًا « قَالَ: فَأَنَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْقِدُهَا بِيَدِهِ قَالَ » فَتِلْكَ خَمْسُونَ وَمِائَةٌ فِي اللِّسَانِ وَأَلْفٌ وَخَمْسُمِائَةٍ فِي الْمِيزَانِ وَإِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ يُسَبِّحُهُ وَيُكَبِّرُهُ وَيَحْمَدُهُ مِائَةً فَتِلْكَ مِائَةٌ بِاللِّسَانِ وَأَلْفٌ فِي الْمِيزَانِ فَأَيُّكُمْ يَعْمَلُ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ أَلْفَيْنِ وَخَمْسَمِائَةِ سَيِّئَةٍ۔ « قَالُوا: وَكَيْفَ لَا نُحْصِيهَا۔ قَالَ: يَأْتِي أَحَدَكُمُ الشَّيْطَانُ وَهُوَ فِي صَلَاتِهِ فَيَقُولُ: اذْكُرْ كَذَا اذْكُرْ كَذَا حَتَّى يَنْفَتِلَ فَلَعَلَّهُ أَنْ لَا يَفْعَلَ وَيَأْتِيهِ فِي مَضْجَعِهِ فَلَا يَزَالُ يُنَوِّمُهُ حَتَّى يَنَامَ۔

"دو خصلتیں ایسی ہیں کہ کوئی مسلمان آدمی انہیں اختیار نہیں کرتا مگر جنت میں ضرور جائے گا وہ ہیں تو آسان مگر ان پر عامل تھوڑے ہیں ہر نماز کے بعد دس بار اللہ کی تسبیح کہے، دس بار اس کی حمد کرے، دس بار تکبیر کہے راوی فرماتے ہیں پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے عقد انامل فرما کر فرمایا کہ یہ زبان میں تو ڈیڑھ سو ہیں مگر میزان یعنی ترازو میں ڈیڑھ ہزار ہوں گے اور جب اپنا بستر لے تو سو بار تسبیح اور تکبیر اور حمد کرے تو یہ زبان میں ایک سو ہیں اور میزان میں ایک ہزار بتاؤ تو تم میں سے کون ہے جو ایک دن و رات میں ڈھائی ہزار گناہ کرے لوگوں

نے عرض کیا کہ ہم ان کلمات کی کیوں نہ پابندی کریں گے فرمایا جب کوئی نماز میں ہوتا ہے تو شیطان اس کے پاس پہنچ کر کہتا ہے فلاں بات یاد کرو فلاں بات یاد کرو حتی کہ نمازی کو باز رکھ دیتا ہے تو شاید وہ یہ عمل نہ کر سکے اور شیطان اس کے خوابگاہ پر پہنچ کر اسے سلاتا رہتا ہے حتی کہ وہ سو جاتا ہے"۔ (سنن ابو داؤد، ۵۰۶۵، سنن الترمذی، ۳۴۱۰، مشکوٰۃ، ۲۴۰۶)

اور ان کے آداب سے ہے: وہ حدث اصغر (بے وضو ہونے) یا حدث اکبر (غسل فرض ہونے) پر سونے کو سخت ناپسند کرتے ہیں۔ سیدی علی خواص کے کلام سے ہے: تو بچ یہ کہ تو حدث ظاہر پر سوئے یا دنیا کی محبت اور اس کی شہوات، خواہشات سے حدث باطن پر تو سوئے، بعض اوقات اللہ تعالیٰ تیری روح کو اس رات قبض کر لے پھر تو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے اور وہ تجھ پر غضبناک ہو، اس گناہ کی قباحت (برائی) کی وجہ سے جس پر تو سویا۔

آدمی اپنے جگری دوست کے دین پر ہوتا ہے

اور حدیث شریف میں ہے: الرَّجُلُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ، فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ ۔

"آدمی اپنے جگری دوست کے دین پر ہوتا ہے، پس تم میں سے ہر شخص کو دیکھ لینا چاہیے کہ وہ کس سے دوستی رکھتا ہے"۔ (سنن ابو داؤد، ۴۸۳۳، سنن الترمذی، ۲۳۷۸، مشکوٰۃ، 5019)

"علماء کی صحبت میں بیٹھنا عبادت ہے"۔ (مسند الفردوس، باب المیم، ۴/۱۵۶، الحدیث: ۶۴۸۶)]

دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے

اور یہ بھی حدیث شریف میں ہے: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ خَلَقَ الدُّنْيَا مُنْذُ خَلَقَهَا فَلَمْ يَنْظُرْ إِلَيْهَا۔

"اللہ تعالیٰ نے جب سے دنیا کو پیدا کیا اس وقت سے لے کر اس کی طرف نظر (رحمت) نہیں فرمائی (مگر عبادت گزاروں کی جگہ کی وجہ سے نظر فرماتا ہے)۔ (تاریخ ابن عساکر، ۸۲۰۱، کنز العمال، ۶۲۱۶)

یعنی ان کو نظر رضا سے، اور ان کو نظر محبت سے (نہیں دیکھتا) ورنہ تو اللہ تعالیٰ ان کی طرف تدبیر کی نظر فرماتا ہے، اور اگر ایسا نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کے علم میں وہ چلی جائے، اور اس کا وجود باقی نہ رہے، تو سمجھ لے۔ پس جو شخص دنیا کی محبت پر سویا، اور اسی رات اس کو موت آگئی (تو) اس کا اللہ تعالیٰ کے

مبغوض (بغض، ناپسند کیے ہوئے) لوگوں کے ساتھ حشر ہوگا، اللہ تعالیٰ جب سے اس کو پیدا کیا ہے اس کی طرف نظر (رحمت) نہیں فرمائی، اور یہ امر، معاملہ کم ہے جو اس زمانہ میں اس سے آگاہ ہو یہاں تک کہ اس سے توبہ کرے، بلکہ اکثر لوگ دنیا کی محبت کو گناہ شمار نہیں کرتے۔

اور مالک بن دینار اپنے ساتھیوں کو جمع کرتے تھے اور ان کو فرماتے: تم آؤ ہم اس گناہ سے استغفار کریں جس سے لوگ غافل ہیں، اور وہ دنیا کی محبت ہے۔

تعلیق و توضیح

["اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! جس قدر یہ بکری اپنے گھر والوں کی نظر میں حقیر ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک دنیا اس سے بھی زیادہ حقیر ہے۔ اگر دنیا کی قدر و قیمت اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک مچھر کے پَر کے برابر بھی ہوتی تو کسی کافر کو پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ پلاتا"۔ (سنن الترمذی، کتاب الزھد، ۴/ ۱۴۴، حدیث ۲۳۲۷: ۲۳۲۸)

اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ ۔ یعنی "دنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے"۔

(مسلم، کتاب الزھد والرقائق، ص، ۱۵۸۲، حدیث، ۲۹۵۶)

اَلدُّنْیَا مَلْعُوْنَۃٌ مَلْعُوْنٌ مَا فِیْھَا اِلَّا مَا کَانَ لِلّٰہِ مِنْھَا ۔

یعنی "دنیا اور جو کچھ اس میں ہے ملعون ہے سوائے اس کے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہو"۔

(سنن الترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء فی ھوان الدنیا علی اللہ، ۴/ ۱۴۴، حدیث ۲۳۲۹:)

"جو شخص اپنی دنیا سے محبت کرتا ہے وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچاتا ہے اور جو اپنی آخرت سے محبت کرتا ہے وہ اپنی دنیا کو نقصان پہنچاتا ہے، پس فنا ہونے والی پر باقی رہنے والی کو ترجیح دو"۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند الکوفیین، حدیث ابی موسیٰ الاشعری، ۷/ ۱۶۵، حدیث ۱۹۷۱۷:)

حُبُّ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ۔ یعنی "دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے"۔

(موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب ذم الدنیا، ۵/ ۲۲، حدیث ۹ :)]

سینے کو کینہ سے پاک رکھنا سنت ہے

اور ان کے آداب سے ہے: کھوٹ سے ان کا اپنے سینوں کے تصفیہ پر عمل کرنا، تا کہ بارگاہ الٰہیہ کے دخول (حضور) کی صلاحیت پیدا ہو جو جنت سے افضل اور اشرف، بزرگ تر ہے، پس بے شک اس کا دخول (حضور) حرام ہے اس شخص پر جس کے دل میں مخلوق میں سے کسی ایک کے لیے کھوٹ ہو۔ اور حدیث شریف ہے: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا بُنَيَّ، إِنْ قَدَرْتَ أَنْ تُصْبِحَ وَتُمْسِيَ لَيْسَ فِي قَلْبِكَ غِشٌّ لِأَحَدٍ فَافْعَلْ" ثُمَّ قَالَ لِي "يَا بُنَيَّ وَذَلِكَ مِنْ سُنَّتِي، وَمَنْ أَحْيَا سُنَّتِي فَقَدْ أَحَبَّنِي، وَمَنْ أَحَبَّنِي كَانَ مَعِي فِي الْجَنَّةِ"

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے میرے بچے اگر تم یہ کر سکو کہ صبح اور شام ایسے گزارو کہ تمہارے دل میں کسی کی طرف سے کھوٹ (کینہ) نہ ہو تو کرو پھر فرمایا کہ اے میرے بچے یہ میری سنت ہے اور جو میری سنت سے محبت کرے اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا"۔

(سنن الترمذی، ۲۶۷۸، مشکوٰۃ، ۱۷۵)

اخلاق کا علاج کرنا مشکل ہے

مشائخ نے فرمایا: بھوک کے دکھ، رنج اٹھانا اور اس پر صبر کرنا آسان ہے، اور اخلاق کا علاج کرنا، اور اس کو غبار سے پاک کرنا سخت دشوار (مشکل) ہے۔ اور غش سے مراد: غل (خیانت، کدروت) اور حقد (کینہ) اور بغض اور حسد، سوء ظن، (بدگمانی)، اور دنیا میں اور ریاست (سرداری، حکومت) میں زہد (بے رغبتی) کے بغیر ان مذموصات سے اپنے سینوں کے تصفیہ (صاف و روشن کرنے) پر قادر نہیں ہوتا، پس بے شک وہ ریاست کی محبت اور دنیا کی محبت کا منبع (چشمہ) ہے، اور یہاں سے صوفیہ کی فضیلت اور ان کے شرف (بزرگی) کا کمال ان کے غیروں پر ظاہر ہوا، دنیا میں ان کے زہد (بے رغبتی) کے سبب، اور ان کے اہل کے نزدیک رفعت (بلندی مرتبہ ہونے) کی محبت میں، اور ان کا تقویٰ کو مضبوط ترین رسی، گرہ کے ساتھ پکڑنے کے سبب، پس

معلوم ہوا کہ بے شک جس شخص نے دنیا میں بے رغبتی اختیار کی اور تقوی کو مضبوطی کے ساتھ اختیار کیا (تو) اس کا نفس حسد اور بغض اور کینہ اور کھوٹ، کدورت کی برائی سے امن میں ہوگیا، پس یہ صوفی کا حال (حالت و کیفیت) ہے۔ اور ان کے بعض نے فرمایا صوفیہ کے حال کا مجمع دو امر ہیں : وہ دونوں صوفیہ کے وصف ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی طرف اشارہ فرمایا:

اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ۔ اور اللہ اپنے قریب کے لئے چن لیتا ہے جسے چاہے اور اپنی طرف راہ دیتا ہے اسے جو رجوع لائے۔ (سورۃ الشوریٰ، ۱۳)

پس صوفیہ میں سے ایک قوم خالص اجتباء (چن لینے، پسند کر لینے، انتخاب کر لینے) کے ساتھ خاص ہوئے، اور ان میں سے ایک قوم انابت (رجوع کرنے) کے مقدمہ (آگے جانے) کی شرط کے ساتھ خاص ہوئے، پس محض اجتباء بندہ کے کسب کے ساتھ بغیر معلل ہے، اور یہ مجوب مراد کا حال ہے، اور حق سبحانہ اس کی سابقہ کسب کے بغیر اس کو اپنی مواہب (بخشش) اور منحہ (عطا کرنے) کے ساتھ ندا کرتا ہے، اور اس کا کشف اس کے اجتہاد (کوشش) کو آگے بڑھاتا ہے۔ اور رہے اہلِ ہدایت: وہ ہیں جن کے لیے حق سبحانہ وتعالیٰ نے انابت کی شرط رکھی پس اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ۔ اور اپنی طرف راہ دیتا ہے اسے جو رجوع لائے۔ (سورۃ الشوریٰ، ۱۳)

پس تحقیق وہ اجتہاد (کوشش) کے ساتھ مطالبہ کیے گئے، اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَالَّذِيْنَ جٰهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھا دیں گے۔ (سورۃ العنکبوت، ۶۹)

اللہ تعالیٰ ریاضات اور مجاہدات، کالی راتوں میں شب بیداری کرنا، گرمیوں میں پیاسا رہنا، کی اقسام کے ساتھ کسب کے مدارج میں مدرج کرتا ہے، اور وہ ارادہ کی گرمی میں پلٹتے ہیں، اور وہ ہر مالوف (مانوس، وہ چیز جس سے الفت ہو) اور عادت سے نکلتے ہیں، اور یہ وہی انابت ہے جس کو حق سبحانہ نے ان کے لیے شرط قرار دیا، اور اس کے ساتھ ہدایت کو معروفہ (پہچانی ہوئی) بنایا، اور یہ ہدایت بھی خاص ہدایت ہے، کیونکہ بے شک اللہ تعالیٰ کی طرف یہ وہ ہدایت ہے جو ہدایت عامہ

کے علاوہ ہے، جو اس کے امر اور اس کی نہی کی طرف معرفت اولیہ کے مقتضی (تقاضا کرنے) کے ساتھ ڈرانا ہے، اور یہ حال اس محب سالک کا ہے جس کے اجتہاد نے اس کے کشف کو آگے بڑھایا، اور یہ اول (پہلے) سے اکمل (زیادہ کامل) اور اثمر (زیادہ پھل، فائدہ دینے والا) ہے۔

اور ان کے آداب سے ہے: بے شک وہ دو ہلکی رکعتوں کے ساتھ قیام اللیل (نماز تہجد) کا افتتاح کرتے ہیں، فاتحہ کے بعد پہلی رکعت میں اس آیت کی قراءت کرتے ہیں:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (سورۃ النساء، ۶۴) اور دوسری رکعت میں اس آیت کی قراءت کرتے ہیں:

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (۱۱۰)

"اور جو کوئی برائی یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے بخشش چاہے تو اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا" ۔ (سورۃ النساء، ۱۱۰) اور مجھے محبوب ہے یہ کہ سلام کے بعد میں اپنی زبان سے اور اپنے دل سے کہوں: یاسیدی یارسول ﷺ! آپ میرے لیے اپنے رب سے استغفار کریں، صلی اللہ علیک وسلم، تین مرتبہ یا اس سے زیادہ مرتبہ۔ اے اللہ تعالیٰ! میں نے برا عمل کیا، اور میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا، پس میری مغفرت فرما اپنے صدقات (خیرات) میں سے ایک صدقہ مجھ پر فرما یا ارحم الراحمین تین مرتبہ یا اس سے زیادہ مرتبہ۔ اور تو جان لے کہ بے شک فقراء رات کے آخری تہائی حصہ میں سونے کو ناپسند کرتے ہیں ظاہری گناہوں سے وہ زیادہ ناپسند کرتے ہیں۔ اور ابن موذن ابو عبداللہ کی موت کے قریب چالیس سال رہے، رات کو زمین پر اپنا پہلو نہیں رکھا۔

پس سیدی محمد سروی [متوفی، ۹۳۲ھ] رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے: ابن موذن کے لیے خوشی ہے نہیں دعائی مدد کے طور پر رات میں آسمان سے نازل ہوتی مگر اس میں ان کے لیے نصیب (حصہ) ہے۔

اوران کے آداب سے ہے: ان کا اللہ تعالیٰ کی کثرت سے ثناء کرنا جب ان پر وہ چیز نازل ہوتی ہے جس کو وہ عادت کے طور پر برا سمجھتے ہیں، کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیرات اپنے بندوں پر عین حکمت ہیں حکمت کے ساتھ نہیں ہیں، کیونکہ اگر حکمت کے ساتھ ہوتی تو اللہ تعالیٰ کے افعال حکمت کے حکم کے تحت معلول ہوتے، اور یہاں سے ہے کہ اس کے افعال سے کسی چیز پر ناراض ہونا کبھی بھی جائز نہیں ہے، اور جو شخص ناراض ہوا تو وہ جاہل ہے، اگر چہ بندہ کے لیے دور کیا اس سے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے جسم یا مال یا اولاد میں بلاؤں پر اس کے صبر کی نظیر میں شمار کیا البتہ وہ ہے اس کے ساتھ اس کے نازل ہونے میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا۔

ایضاً: پس بے شک ہر ایک ارادہ الٰہیہ کے ساتھ وجود میں واقع ہونے والا ہے، اور علم کا پہلے ہونا اس کی تبدیلی کو منع نہیں کرتا، اور اس پر راضی رہنا واجب ہے۔

وہ مرض کا علاج کب کرتے ہیں؟

اوران کے آداب سے ہے: وہ مرض میں دوائی کو استعمال نہیں کرتے مگر یہ کہ (بیماری) سخت ہو جائے، اس حیثیت سے کہ اس کی طرف متوجہ ہونے سے پوری طرح اللہ تعالیٰ کی طرف حضور سے، وہ اس کو مشغول کر دے، اور جب تک ان میں سے کسی ایک کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں حضور نسبی حاصل ہوتا ہے تو وہ علاج نہیں کراتے۔ پھر علاج کرائے ایسی شرط کے ساتھ ضروری ہے، جس میں علاج کی نیت کی رعایت ہو، پھر علاج کرائے کہ اللہ تعالیٰ کی لونڈی ہونے کے حق واجب کو قائم رکھے، جب کہ حق تعالیٰ وہ جسم کا مالک ہے، اور عارف صرف علاج اس وجہ سے کرتا ہے کہ وہ اپنی ذات میں اللہ تعالیٰ کی لونڈہ ہے، نہ کہ وہ اپنی ذات کے لیے ہے، پس فرق اس کے درمیان جو اپنے رب کے حق واجب کو قائم کرتے ہوئے علاج کرتا ہے اور اس کے درمیان جو اپنے نفس کے حق واجب کو قائم کرتے ہوئے علاج کرتا ہے،

وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ "اور انہیں نہیں سمجھتے مگر علم والے"۔ (سورۃ العنکبوت، ۴۳)

اوراس کی نظیر (مثل، مانند) ان کا حق سبحانہ وتعالیٰ کی جانب سے عفو (معافی) سے محبت کرنا ہے

پس اگر ان کو اللہ تعالیٰ کی محبت کا علم نہ ہوتا تو وہ اس کو اس سے طلب نہ کرتے، پس تو سمجھ لے۔

اور ان کے آداب سے ہے: جب ان میں سے کسی ایک کے کپڑے یا نجاست کے ساتھ ان کا جسم آلودہ ہو جائے اگرچہ حصولِ مرض سے ہو، حق تعالیٰ کی مناجات کی تعظیم کرتے ہوئے، ان کا حق تعالیٰ کی مناجات کو سخت ناپسند کرنا، خاص طور پر اگر ان میں سے کسی کو بار بار پیشاب آنا، یا پیٹ کا چلنا، پس جس نے اپنے کپڑے یا اپنے جسم کے ساتھ تقذر (کسی چیز کو ناپاک خیال کرنے، کسی چیز سے کراہت کرنے) کی حالت میں مناجات کی تو وہ اکابر کے ادب سے خارج ہو گیا۔

اور یہاں سے نماز میں عمدہ مصلے اکابر نے اختیار کیے، اللہ تعالیٰ کے حضور خطاب کی تعظیم کرتے ہوئے، اور خوف کرتے ہوئے کسی ایک کا اپنے پاؤں کے ساتھ کسی جگہ میں روندنے کا حق تعالیٰ کے قرب کا اس میں پائے جانے کا خیال کرتے ہیں، نفوس کی علتوں میں سے کسی دوسری علت کی وجہ سے نہیں ہے۔

تم میرے فلاں شیخ کے اجتماع سے بچو

اور ان کے آداب سے ہے: مشائخ زمانہ میں سے کسی ایک کے متعلق اخذ کرنے کے بارے میں جب ان سے کسی ایک نے مشورہ طلب کیا یہ کہ وہ اس کو نصیحت کریں اور اس سے پردہ نہ رکھیں، تو وہ اس کو کہتے ہیں: اگر تیرا طریق کا ارادہ ہے تو فلاں تجھ پر لازم ہے، اور فلاں کے اجتماع سے بچ لیکن یہ بات پوشیدہ ہوتی ہے تا کہ اس سے فساد پیدا نہ ہو، اور وہ حق ہوتا ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کے لیے پردہ کرنا ہے، اور اس میں حق کا طریق یہ ہے کہ وہ شیخ ناقص ہوتا ہے، طریق میں اس کا کوئی قدم نہیں ہوتا (یعنی کسی کام میں اقدام کرنے والا، بہت بڑھنے والا نہیں ہوتا)، اور بے شک اس مرید کا اس شیخ کے پاس کوئی نصیب (حصہ) نہیں ہے۔

تعلیق و توضیح

میں اپنے مریدوں کو روز ازل سے پہچانتا ہوں

حضرت علامہ عبدالوہاب شعرانی، نقشبندی، قادری، شاذلی، شافعی، متوفی، قدس سرہ، ۹۷۳ھ، لکھتے

ہیں :اور درویش کامل کی یہ بھی شان ہے کہ وہ تسلیک اور مشیخیت (راہ سلوک وطریق معرفت وارشاد) کی تلقین اپنے شاگردوں (مریدوں) کو اس حالت میں کرتا ہے کہ جب اپنے ان مریدوں کو اَلَسۡتُ بِرَبِّکُمۡ ۔"کیا میں تمہارا رب نہیں"۔(سورۃ الاعراف،۱۷۲) پہچانتا ہو، جو روز ازل ،میثاق سے اس کے مرید ہو چکے ہیں۔ چنانچہ سہل بن عبداللہ تستری رضی اللہ عنہ نے یوں ہی فرمایا ہے کہ میں اپنے مریدوں کو روز ازل سے پہچانتا ہوں، اور میں جانتا ہوں کہ کون میرے ہاتھ سے کامیاب ہوگا اور کون کامیاب نہ ہوگا، اور مجھے معلوم ہے کہ اس وقت کون میرے دائیں طرف تھا اور کون بائیں طرف تھا۔اھ۔جب تم نے یہ بات جان لی تو اب سمجھ لو جو شخص اس درجہ کا ہوا۔ سے یہ حق ہے کہ اپنے مریدوں کو دوسرے مشائخ کے پاس جانے سے روک دے، کیونکہ متمکنین، راسخین کا کشف بہت ہی کم غلط ہوتا ہے ۔ یَمۡحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیُثۡبِتُ "اللہ جو چاہے مٹاتا اور ثابت کرتا ہے"۔(سورۃ الرعد،۳۹) اور جس شیخ کو یہ درجہ حاصل نہ ہو اس کو یہ حق نہیں ہے کہ محض اپنی عزت و ناموس قائم رکھنے کے لئے مخلوق پر اس بات میں تنگی کردے جس میں وسعت ہے اور یوں چاہے کہ یہ سب مرید میری ہی طرف منسوب رہیں کسی اور کی طرف منسوب نہ ہوں۔ وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰۤی اَمۡرِہٖ وَلٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ۔ "اور اللہ اپنے کام پر غالب ہے مگر اکثر آدمی نہیں جانتے"۔(سورۃ یوسف،۲۱) اور یاد رکھو! بندہ کے ہاتھ سے مخلوق کو جتنا نفع مقدر ہو چکا ہے وہ تو ضرور پہنچ کر رہے گا۔ پھر اس تنگی کی کیا ضرورت ہے۔ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمۡ لَا یَسۡتَاۡخِرُوۡنَ سَاعَةً وَّلَا یَسۡتَقۡدِمُوۡنَ۔ "تو جب ان کا وعدہ آئے گا ایک گھڑی نہ پیچھے ہو نہ آگے"۔(سورۃ الاعراف،۳۴)

اور دنیا سے کوئی نفس اس وقت تک نہیں نکلے گا جب تک اپنے مقسوم کو پوری طرح وصول نہ کرلے گا۔اور ناقصین کو اس تنگ گیری میں یہ بات ڈالتی ہے کہ وہ اپنے کو صاحب کمال اور عارف کامل سمجھ لیتے ہیں۔ حالانکہ یہ ان کی غلطی ہے، کیونکہ جس کو خدا تعالیٰ کی کامل معرفت ہوتی ہے اس پر اپنے مریدوں کی حالت مخفی نہیں رہا کرتی۔ پس ان کو بے شک روکنے کا حق ہے مگر ان جیسوں کا

دوسروں سے اپنے متعلقین کو روکنا تو محض جہالت کی بناء پر ایک نیک کام سے ان کو روکنا ہے، اگر چہ حقیقت میں روکنے والے حق تعالیٰ ہی ہیں کیونکہ اگر ان مریدوں کی قسمت میں دوسرے مشائخ سے ملاقات لکھی ہوتی تو اس کا وقوع ضرور ہوتا کیونکہ مخلوق میں باہم اجتماع اور افتراق کے اوقات بھی خاص تقدیر کے موافق ہیں۔ پس ان روکنے والوں سے تو محض ان کے قصد پر مواخذہ ہے ورنہ ہوتا وہی ہے جو حق تعالیٰ چاہتے ہیں۔ غرض ناقص کو یہ بات جائز نہیں کہ وہ اکابر اولیاء کی مشابہت اختیار کرنے لگے جو اپنے بعض مریدوں کو دوسرے مشائخ سے اس لئے روکتے تھے کہ کشف صحیح سے ان کو معلوم ہو گیا تھا کہ ان لوگوں کو ہمارے سوا کسی کے ہاتھ سے نفع نہ ہوگا۔ اور اپنے کو ان جیسا سمجھ کر انہی کی طرح اپنے مریدوں کو دوسروں سے روکنے لگے اور بدون اس کے کہ اس کو لوگوں کے متعلق جن کو روک رہا ہے کشف صحیح سے کچھ معلوم ہو ان احکام و اقوال سے استدلال کرنے لگے کرنے لگے جو اکابر نے اپنے رسائل میں اس قسم کے ارشاد فرمائے ہیں۔ جن میں مریدوں کو مختلف مشائخ کی زیارت سے روکا گیا ہے، خوب سمجھ لو۔ اور ہمارے شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اگر درویش عمر نوح میں ریگستان عالج کے ریت کی شمار کے برابر صوفیہ کے کتابوں کا مطالعہ کرے جب بھی وہ محض مطالعہ سے صوفی نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکہ میں داخل ہو جائے یعنی کبھی نہیں ہو سکتا اور جس شخص کے دل میں حق تعالیٰ نے ایسا نور نہ ڈالا ہو جس سے وہ حق و باطل میں امتیاز نہ کرے سکے وہ اس دروازہ مشیخت میں داخل ہونے کے قابل نہیں۔

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا ۔

"اے ایمان والو اگر اللہ سے ڈرو گے تو تمہیں وہ دے گا جس سے حق کو باطل سے جدا کر لو"۔

(سورۃ الانفال، ۲۹)

۔۔۔ تو اب وہ (اپنی مشیخت جمانے کے لئے) ناقص مریدوں کی تربیت شروع کر دیتے ہیں اور مشائخ متقدمین کی کتابوں اور رسالوں کا اختصار کر کے اور ان کو اپنی طرف منسوب کر لیتے ہیں اور شاگردوں (مریدوں) کو ان کی نقل کا حکم کرتے اور یہ کہتے ہیں کہ ان پر ہمارا نام لکھ دو اور اس

طرح ان کو اس وہم میں ڈال دیتے ہیں کہ یہ سب مضامین ہمارے طرف سے ہیں اور یہ ہمارا ہی کلام ہے، حالانکہ اتنا کام تو ہر نحوی اور زبان داں کر سکتا ہے اور وہ مرید ان کی باتوں کو سن کر یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا شیخ علم وہبی و علم لدنی سے باتیں کرتا ہے۔

حالانکہ یہ سب باتیں وہی ہیں جو ان ناقص مشائخ نے رسالہ قشیریہ یا عوارف المعارف وغیرہ کے مطالعہ سے یاد کرلی ہیں۔ اور اگر مریدوں کے پاس یہ کتابیں ہوں بھی تو یہ ناقص مشائخ ان کے مطالعہ سے مریدوں کو نہ خود ان کے ضرر کے خوف سے بلکہ محض اس لئے منع کر دیتے ہیں کہ مبادا ان کو ان مضامین پر اطلاع ہو جائے جو یہ ان کے سامنے بیان کرتے تھے، پھر ان کا اعتقاد شیخ سے کم ہو جائے۔ پس خدا اس شخص پر رحم کرے جو اپنی حالت کو پہچان کر (اپنے نقص کا) اعتراف کرے، اور مثل مشہور میں کہا گیا ہے "ماھلك امرؤ عرف قدرہ" کہ وہ شخص ہلاک نہیں ہو سکتا جو اپنی قدر کو پہچان لے۔ اور جو صاحب ارشاد ایسا ہو کہ اگر تمام کتب نقلیہ گم ہو جائیں تو وہ محض کتاب اللہ اور سنت نبویہ سے احکام (سلوک) اور آداب (طریق) کے استنباط کی قوت نہ رکھتا ہو وہ صاحب ارشاد (بنانے کے قابل) نہیں۔ اور جاننا چاہئے کہ عارفین اس بات کو جانتے ہیں کہ حق رات، دن تغیر و تحویل میں ہیں کیونکہ ہر دن نئے حالات پیش آتے رہتے ہیں جن کو حق تعالیٰ ظاہر فرماتا ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ۔ "اسے ہر دن ایک کام ہے"۔ (سورۃ الرحمٰن، ۲۹) اسی لئے عارفین شیخ طریق کو کتابوں سے ارشاد و تلقین کرنے سے منع فرماتے ہیں کیونکہ ہر زمانہ کے لئے نیا طریقہ اور نئے آدمی ہیں اور بشر کا کلام اپنے مخاطبین کے لئے ان کی موجودہ قابلیت کے لحاظ سے ہوا کرتا ہے۔ پس اب مریدوں کے سامنے ان باتوں کے بیان کرنے سے کیا فائدہ جو کہ جنید اور بایزید اور معروف کرخی وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے مریدوں سے ارشاد فرمایا کرتے تھے کیونکہ ہر زمانہ میں دلوں کی بیماریاں نئی نئی پیدا ہوتی ہیں اس لئے ہر زمانہ کے آدمیوں کے امراض ان سے پہلے قرن والوں کے امراض سے جدا ہیں، جیسا کہ امراض جسمانی بھی ہر زمانہ میں نو بنو پیدا ہوتے جاتے ہیں، چنانچہ اطباء ظاہری مشاہدہ کرتے رہتے ہیں

بلکہ ہمارے شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد ہے کہ ہر وقت میں نیا مرض پیدا ہوتا ہے بلکہ ہر سانس کی حالت دوسرے سانس سے جدا ہے جیسا کہ اہل اللہ اس کا مشاہدہ کرتے ہیں اور یہ مردان کاملین کا درجہ ہے جو کہ اصحاب نفوس قدسیہ ہیں خدا تعالیٰ ان سب سے راضی ہوں، پس یہ حضرات ہر شخص کو اس کے مناسب حصہ دیتے ہیں۔ اور وہ یہ بھی پہچان لیتے ہیں کہ ان کے ہاتھ پر کون تو کامیاب ہونے والا ہے اور کون نہیں، اور وہ اپنے مرید کی (تربیت و) (نگہبانی اس وقت سے کرتے ہیں جب کہ وہ (ماں باپ کی) پشتوں میں تھا، جیسا کہ ہمارے شیخ اپنے شیخ کے ساتھ، اور سیدی شیخ محمد بن ہارون کو سیدی شیخ ابراہیم دسوقی کے ساتھ، اور سیدی ابو السعود بن ابی العشائر کو سیدی حاتم کے ساتھ اور سیدی شیخ محمد مغربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سیدی شیخ عبد الرحیم قناوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ بھی واقعہ پیش آیا۔ (الانوار القدسیۃ فی بیان آداب العبودیۃ، ص، ۹۳، تا، ۹۶، دار التقویٰ، دمشق)

میرے علاوہ کوئی شخص نہیں جو تم کو کمال پر پہنچائے

مولانا فخر الدین علی بن حسین واعظ کاشفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

نیز (خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ خواجہ احمد یسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ) ان (حکیم اتا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے چار خلفاء تھے : اوزن حسن اتا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، سید اتا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، صدر اتا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور بدر اتا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ یہ چاروں ابتدائے حال میں بخارا کے مدارس میں سے ایک مدرسہ میں علم حاصل کرنے میں مشغول رہے ہیں اور ایک دوسرے کے اتفاق سے ہمت کو مطالعہ میں لگائے لکھا ہے اور ایک ہی رات میں چاروں کو اس راستے کے سلوک کی تمنا اور حق سبحانہ کے راستے کی ارادت کا خیال آیا ہے۔ اور صبح سویرے انھوں نے اپنے گھروں کو تاراج کر دیا اور مدرسہ سے صحرا کا رخ کیا اور ترکستان کی جانب نکل گئے اور زنگی اتا کی صحبت میں آپہنچے ہیں اور ہر ایک کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے۔

اوزن حسن اتا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ زنگی اتا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چار خلفاء میں سے پہلے خلیفہ ہیں۔ کہتے ہیں کہ جب یہ چار بزرگ تاشقند کی ولادت میں پہنچے ہیں تو ایک صحرا سے گزر رہے تھے، انھوں نے ایک

موٹے ہونٹوں والے حبشی کو دیکھا ہے جس نے گائیوں کے ریوڑ کو اپنے آگے لگا رکھا تھا اور چرا رہا تھا اور وہ زنگی اتا رحمۃ اللہ تعالی علیہ تھے اور معاملہ کے شروع میں حال کو چھپانے اور روزی کمانے کے لیے ان کا طریقہ یہ تھا۔ تاشقند کے لوگوں کی گائیوں چراتے تھے اور اس اجرت سے اہل وعیال کی روزی مہیا کرتے تھے۔ کہتے ہیں کے جس وقت صحرا میں نماز کے بعد زنگی اتا رحمۃ اللہ تعالی علیہ مشغول ہوتے تھے تو گائیں چرنا ترک کر کے گرد حلقہ باندھ لیتی تھیں اور جب تک وہ ذکر میں مشغول رہتے تھے، گائیں چرا نہیں کرتی تھیں۔ جب یہ طالب علم (زنگی) اتا رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے پاس آئے تو دیکھا کہ آپ ننگے پاؤں، کھردرے کانٹوں کے گھٹے کو توڑ رہے تھے اور ان کو (پاؤں سے) کوٹ رہے تھے، تا کہ رسی میں باندھیں اور گھر لے جائیں اور یہ کانٹے آپ کے پاؤں میں نہیں چبھ رہے تھے۔ متعجب ہو کر (آگے) گئے ہیں اور آپ کو سلام کیا ہے اور (زنگی) اتا رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے جواب دیا اور پوچھا کہ تم اس علاقے میں مسافر دکھائی دیتے ہو، کون لوگ ہو اور کہاں سے آرہے ہو؟ انہوں نے کہا : ہم طالب علم تھے اور بخارا میں علوم کی تحصیل میں مشغول تھے، اچانک ہمارے دل مطالعہ اور مباحثہ سے بھر گیا اور سلوک کی ارادت ہمارے باطن سے ظاہر ہوئی۔ اب ایک تحقیق کی طلب سے اس علاقے سے باہر نکلے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ حقیقت کی ایک خشبو ہمارے دل اور دماغ کو پہنچے۔ ہر طرف تلاش کر رہے ہیں اور ایک کامل مکمل مرشد تلاش کر رہے ہیں۔ کہ اس کے بعد اس کی ملازمت و متابعت کریں، ہو سکتا ہے کہ ہم بُعد و نقصان کے ادراک سے قرب وکمال کے درجہ تک پہنچ جائیں۔ (زنگی) اتا رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا : ٹھہرو، تا کہ میں تمہیں اس تک پہنچاؤں اور تم کو اس مرشد کا پتا بتاؤں۔ پھر آپ نے شمال و جنوب اور مشرق و مغرب کی طرف رخ کیا اور ہوا کو سونگھا اور ہر طرف سے ایک خشبو سونگھی اور فرمایا کہ میں نے جہاں کی چاروں حدود کی بو سونگھی ہے، تمام روئے زمین پر اپنے علاوہ کوئی شخص نہیں دیکھا جو تم کو نقصان سے بچا سکے اور کمال پر پہنچائے۔ سید اتا اور بدر اتا کو اس بات سے باطن میں ایک انکار پیدا ہوا۔ سید اتا نے دل میں خیال کیا کہ میں سید اور عالم ہوں، اس گائے چرانے والی سیاہ حبشی کے تابع کیسے بنوں! اور بدر اتا

کے دل میں خیال آیا کہ اس اونٹ کے ہونٹوں والے زنگی کو دیکھو کہ کتنا بڑا دعوی کر رہا ہے! لیکن اوزن حسن اتا اور صدر اتا نے اس دعویٰ کا انکار نہیں کیا اور باطن میں خیال کیا کہ ہوسکتا ہے کہ حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ نے اس سیاہی میں ایک نور ودیعت فرمایا ہو۔ زنگلی اتا نے اس حال کے ساتھ چاروں کے باطن میں تصرف کر لیا اور ان کے دلوں کو اپنی طرف کھچاؤ اور کشش پیدا کی۔ان دوستوں میں سے پہلے شخص جو آگے بڑھے اور (زنگی) اتا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور توبہ کی، وہ اوزن حسن اتا تھے، اور پہلے آدمی جس نے ان چار بزرگوں میں سے درجہ کمال تک پہنچنے کے بعد ارشاد کی اجازت پائی، وہ اوزن حسن اتا تھے۔

سید اتا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ زنگی اتا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دوسرے خلیفہ ہیں اور آپ نام سید احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہے اور سید اتا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ معروف ومشہور ہیں۔ کہتے ہیں سید اتا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زنگی اتا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ملازمت (خدمت) کے دوران جس قدر بھی ریازت کرتے تھے، اپنے باطن میں کوئی رشد نہیں دیکھتے تھے اور جس قدر بھی کوشش کرتے تھے، ان کے دل پر کوئی دروازہ نہیں کھلتا تھا۔ آخر انہوں نے اپنے دل کا درد عنبر انا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کی خدمت میں پہنچایا اور عرض کیا کہ آپ کی بات زنگی اتا ہاں قبولیت کا درجہ رکھتی ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ میرے بارے میں ایک کلمہ کہیں گی، ہو سکتا ہے کہ میں کسی عنایت کی نظر سے مشرف ہو جاؤں عنبر انا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے قبول کیا اور کہا کہ تو آج کی رات خود کو سیاہ ٹاٹ میں لپیٹ کر زنگی اتا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے راستے میں ڈال دے، تا کہ جب وہ سحری کے وقت وضو کے لیے باہر آئیں اور تجھے اس حال میں دیکھیں تو ممکن ہے تیرے اوپر رحم کریں۔ سید اتا نے اسی طرح کیا اور عنبر انا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے رات بستر پر زنگی اتا سے کہا کہ احمد ایک فقیر بندہ ہے اور سید دو عالم ہے، اور ایک مدت ہوئی ہے کہ ملازمت (خدمت) میں ہے، وہ ہرگز آپ جناب کی نظر خاص کا مخصوص نہیں ہوا، میں التماس کرتی ہوں کہ آپ اس پر رحم کریں۔ زنگی اتا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تبسم سے فرمایا کہ سیادت اور علم ہی اس کے راستے کی رکاوٹ بنی ہے، اس نے پہلے روز جب مجھے دیکھا اور میں نے اسے اپنی خبر دی تو اس نے دل میں سوچا کہ میں سید و

عالم ہوں، اس گائے چرانے والے سیاہ حبشی کے تابع کیسے بنوں! اب جب تو نے اس کے لیے درخواست کی ہے، تو میں اس کا گناہ معاف کرتا ہوں اور جب سحری کے وقت زنگی اتا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ باہر آئے تو اپنے راستے پر ایک سیاہ چیز پڑی دیکھی ۔اس پر پاؤں رکھا تو (زنگی) اتا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا: کون ہو؟ عرض کیا کہ احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہے ۔زنگی اتا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا :اٹھ کہ اس طرح خود کو عاجز بنانے سے تیرا کام درست ہوگیا اور اس موقع پر آپ نے ان پر خاص التفات فرمایا ۔جب سید اٹھ کر کھڑے ہوئے تو جوان کا مقصود تھا وہ ان پر ظاہر ہوگیا اور عنایات اور عطائیں ان کھل گئیں اور تھوڑے ہی عرصہ میں درجہ ارشاد پر پہنچ گئے اور انہوں نے بہت ناقصوں کو مرتبہ کمال تک پہنچایا۔ (رشحات عین الحیات، ص، ۴۵،تا، ۴۷،دار الکتب العلمیہ، بیروت)]

میرے مریدوں کی مجھ کو صورت دیکھا دی گئی ہیں

مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علم ظاہر کی تکمیل کے ساتھ ساتھ علم باطن کی تحصیل کی طرف بھی متوجہ رہے اس سلسلہ میں ٹھٹھہ کے نامور نقشبندی بزرگ مخدوم ابو القاسم نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر علوم باطنیہ سے اپنے قلب کو روشن کیا، حضرت مخدوم ابو القاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے آپ کی ارادت اور عقیدت کا یہ عالم کہ آپ ہر روز ان کے بستر کو اپنے ہاتھ سے جھاڑ و دے کر صاف کیا کرتے تھے اور خدمت کے ذریعہ ان کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے میں ہمہ وقت مصروف رہا کرتے تھے ۔ایک دن آپ نے حضرت مخدوم ابو القاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیعت ہونے کی خواہش ظاہر کی لیکن آپ نے فرمایا: میرے مریدوں کی مجھ کو صورت دیکھا دی گئی ہیں، جس میں تمہاری صورت نہیں ہے ۔اس پر آپ نے عرض کیا کہ وہ ولی کامل کا پتہ بتلا دیں جس سے میں بیعت ہو جاؤں، چنانچہ آپ نے فرمایا کہ وہ الہ آباد (انڈیا) سورت میں سید سعد اللہ سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں تمہارا حصہ ان کے پاس ہے چنانچہ آپ وہاں تشریف لے گئے اور سلسلہ عالیہ قادریہ میں ان سے بیعت ہو گئے ۔ایک عرصہ تک مرشد خانہ میں گھوڑوں کے اصطبل کی صفائی کر کے ریاضات و مجاہدات کرتے رہے اور جلائے قلب کی دولت سے مالا مال ہو کر اپنے مرشد کی طرف سے

اجازت وخلافت حاصل کر کے واپس ٹھٹھ تشریف لے آئے۔

(تحفۃ الزائرین، سندھ کے صوفیائے نقشبند، ج ۱، ص ۱۳۹)

شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مریدین کو کسی بزرگ سے فیض حاصل کرنے سے منع نہ فرماتے اور فرماتے کہ ہم وہ نہیں جو ایک چشمہ سے سیراب ہوں بلکہ جو بھی میٹھا چشمہ نظر آئے اسی سے سیرابی حاصل کرو۔ اور فرماتے ہمارا طریقہ اہل مشرق ومغرب سے جداگانہ ہے، ہمارے ہاں شجرہ اور سند کی کوئی ضرورت نہیں، ہمارے اصل مربی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، آپ ہی کی اتباع سنت سے ہمیں یہ مقام حاصل ہوا ہے۔ (دعائے حزب البحر، ص ۳)

اور سیدی علی خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کسی کا برائی کے ساتھ ذکر نہیں کرتے تھے، اور اس کے باوجود پس وہ اپنے ساتھیوں کو اکثر فرماتے تھے: تم میرے فلاں شیخ کے اجتماع سے بچو، پس بے شک وہ شیخ کی جازت کے بغیر خود باخود بیٹھا ہے۔ اور مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہوئے اس کے نام کے ساتھ تصریح کرتے اور اس کے متعلق کنایہ (اشارہ) نہ کرتے، اور فرماتے تھے: جو شخص اپنے زمانہ میں ناصح (نصیحت، خیر خواہی کرنے والا) شیخ صادق نہ پائے جو اس کی تربیت کرے تو اس کو اللہ تعالیٰ کی محبت، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت، اور حسن اعتقاد کافی ہے، اور اپنی ذات کے نفع اور لوگوں کے نفع کی نیت کے ساتھ اسباب میں اقامت (قائم رہنے) پر راضی رہنا۔

اور جب تم اس زمانہ کے مشائخ میں سے کسی ایک کے ساتھ اجتماع کرو جو خود باخود بیٹھے ہیں، اور تمہارا قدم پھسل گیا تو تم بچو حالانکہ اس کی نسبت قطبیت کی طرف ہو، اور اس کی تعریف میں سیدی فلاں زیادہ نہ کرو، اور تم بچو اس پر اجتماع کے بعد اپنے بھائیوں سے اپنے منہ چڑھاؤ اور اپنی ناکیں قریب کرو، اور تم اپنی گردنوں کو روندو، بلکہ ہو جاؤ اس پر جس پر تم اجتماع سے پہلے تھے، اور جس نے اپنے بھائیوں کے ساتھ اس کو کیا تو اس کو اپنے درمیان اور ان کے درمیان حاصل ہو گی وہ چیز جس میں کوئی خیر نہیں ہے یعنی باہم قطع تعلق کرنا، اور باہم کنارہ کشی کرنا، اور باہم بغض وعداوت

کرنا، اور وہ ہو جائیں گے گویا کہ وہ سب دین میں ہیں حالانکہ وہ ایک دین میں ہے۔

مشائخ کا مرید کو برے ساتھیوں کی صحبت سے منع کرنے کی وجہ

اور مشائخ نے مرید کو اس کی توبہ کے شروع میں برے بھائیوں سے ملنے جلنے سے منع نہیں کیا مگر اس پر خوف کرتے ہوئے یہ کہ ان کے ساتھ ملنے جلنے سے اس کام کی طرف لوٹ جائے جس سے اس نے توبہ کی تھی۔

تعلیق و توضیح

[اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ

یعنی "اگر تجھے شیطان (بری مجلس سے اٹھ کر چلے جانا) بھلا دے تو یاد آنے کے بعد ظالموں کے ساتھ (کم از کم مزید تو) نہ بیٹھو"۔ (سورۃ الانعام، ۶۸)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "برے ہم نشین سے بچو کہ تم اسی کے ساتھ پہچانے جاؤ گے"۔

(ابن عساکر، ذکر من اسمہ الحسین، حرف الجیم فی آباء من اسمہ الحسین، ج، ۱۴، ص، ۴۶)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "سچے دوست تلاش کرو اور ان کی پناہ میں زندگی گزارو کیونکہ وہ خوشی کی حالت میں زینت اور آزمائش کے وقت سامان ہیں۔ اور کسی گناہگار کی صحبت اختیار نہ کرو ورنہ اس سے گناہ کرنا ہی سیکھو گے۔

(احیاء العلوم، کتاب آداب الالفۃ والاخوۃ، الباب الاول فی فضیلۃ الالفۃ والاخوۃ، ج، ۲، ۲۱۴)

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "پانچ قسم کے آدمیوں کی صحبت اختیار نہ کرو:

(۱) بہت جھوٹ بولنے والا شخص، کیونکہ تم اس سے دھوکہ کھاؤ گے، وہ سراب (یعنی صحراء میں پانی

نظر آنے والی ریت) کی طرح ہے، وہ دور والے کو تیرے قریب کر دے گا اور قریب والے کو دور کر دے گا۔ (۲) بے وقوف آدمی، کیونکہ اس سے تمہیں کچھ بھی حاصل نہ ہو گا، وہ تمہیں نفع پہنچانا چاہے گا لیکن نقصان پہنچا بیٹھے گا۔ (۳) بخیل شخص، کیونکہ جب تمہیں اس کی زیادہ ضرورت ہو گی تو وہ دوستی ختم کر دے گا۔ (۴) بزدل شخص، کیونکہ یہ مشکل وقت میں تمہیں چھوڑ کر بھاگ جائے گا۔ (5) فاسق شخص، کیونکہ وہ تمہیں ایک لقمے یا اس سے بھی کم قیمت میں بیچ دے گا۔ کسی نے پوچھا کہ لقمے سے کم کیا ہے؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "لالچ رکھنا اور اسے نہ پانا۔

(احیاء العلوم، کتاب آداب الالفۃ والاخوۃ، الباب الاول فی فضیلۃ الالفۃ والاخوۃ، بیان الصفات المشروطۃ فیمن تختار صحبتہ، ج ۲، ص ۲۱۴، ۲۱۵)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ بُرے مصاحب (ساتھی، ہمنشین) سے بچ کہ تو اسی کے ساتھ پہچانا جائے گا یعنی جیسے لوگوں کے پاس آدمی کی نشست و برخاست ہوتی ہے، لوگ اسے ویسا ہی جانتے ہیں۔

(کنز العمال، کتاب الصحبۃ، الباب الثالث فی الترہیب عن صحبۃ السوء، الحدیث ۲۴۸۳۹: ج ۹، ص ۱۹)

"بہت سے جاہل عابد ہیں اور بہت سے فاجر عالم ہیں پس تم جاہل عابدوں اور فاجر عالموں سے بچو"۔ (الکامل فی ضعفاء الرجال، محفوظ بن بحر الانطاکی، ۲۹۶/۱۹۱۷، ج ۸، ص ۱۹۵)

"تو بُرے ساتھی سے بچ کیونکہ تو اس کے ساتھ پہچانا جائے گا"۔

(کنز العمال، کتاب الصحبۃ، الباب الثالث فی الترہیب عن صحبۃ السوء، الحدیث ۲۴۸۳۹: ج ۹، ص ۱۹)

"تو بُرے ساتھی سے بچ کیونکہ وہ جہنم کا ایک ٹکڑا ہے اس کی محبت تجھے فائدہ نہیں پہنچائے گی اور وہ اپنا عہد تجھ سے وفا نہیں کریگا"۔ (فردوس الاخبار، الحدیث، ۱۵۷۳: ج ۱، ص ۲۲۴)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا میرے نزدیک لوگوں میں زیادہ محبوب

وہ ہے جو میرے عُیوب مجھ پر پیش کرے۔ (الطبقات الکبریٰ، ج ۳، ص ۲۲۲)

"تم ہر عالم کے پاس مت بیٹھو مگر وہ عالم جو تمہیں پانچ (چیزوں) سے پانچ (چیزوں) کی طرف بلائے یعنی (۱) شک سے یقین کی طرف (۲) غرور سے تواضع وانکساری کی طرف (۳) دشمنی سے نصیحت وخیر خواہی کی طرف (۴) ریاء نمود ونمائش سے اخلاص کی طرف (۵) خواہش وطلب سے زہد کی طرف یعنی ایسے باعمل عالم دین کے پاس بیٹھو"۔

(کنز العمال، کتاب الصحبۃ قسم الاقوال، حق المجالس والجلوس، الحدیث ۲۵۴۴۵: ج ۹، ص ۶۲)

آپ ﷺ نے فرمایا: تم علماء کے پاس بیٹھنا اور دانا لوگوں کے کلام کو دھیان سے سننا لازم پکڑو کیونکہ اللہ تعالیٰ دانائی وحکمت کے نُور سے مُردہ دل کو زندہ کرتا ہے، جیسا کہ مُردہ وبنجر زمین کو بارش کے پانی سے زندہ کرتا ہے۔ (منبہات ابن حجر عسقلانی، باب الثنائی، ص ۳)

"کسی دانا شخص سے مروی ہے کہ تین چیزیں غم وآلام کو دور کر دیتی ہیں۔
(۱) اللہ تعالیٰ کا ذکر (۲) اللہ تعالیٰ کے دوستوں کی ملاقات (۳) دانا حضرات کی گفتگو"۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: چار چیزیں دل کی تاریکی سے ہیں۔ (۱) خوب پیٹ بھرا ہونا لاپرواہی کی وجہ سے۔ (۲) ظلم کرنے والوں کی صحبت اختیار کرنا۔ (۳) پچھلے گناہوں کو بھول جانا (۴) لمبی لمبی امیدیں۔ اور چار چیزیں دل کی روشنی سے ہیں۔ (۱) بھوکے پیٹ ہونا پرہیز وڈر کی وجہ سے (۲) نیکو کاروں کی صحبت اختیار کرنا۔ (۳) پچھلے گناہوں کو یاد رکھنا۔ (۴) چھوٹی امیدیں۔ (منبہات ابن حجر عسقلانی، باب الرباعی، ص ۳۹ تا ۴۰)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم اپنے مُردوں کو نیک لوگوں کے درمیان دفن کرو کیونکہ مردہ برے پڑوسی کی وجہ سے تکلیف اٹھاتا ہے جس طرح زندہ برے پڑوسی کی وجہ سے تکلیف اٹھاتا ہے"۔

(حلیۃ الاولیاء، مالک بن انس، الحدیث ۹۰۴۲: ج ۶، ص ۳۹۰)

”مومن جب مرتا ہے تو اس کی موت پر قبرستان مزین ہو جاتے ہیں پس نہیں ہے ان قبرستانوں میں سے کوئی جگہ مگر وہ تمنا کرتی ہے کہ وہ مومن اس میں دفن کیا جائے اور جب کافر مرتا ہے تو اس کی موت پر قبرستان تاریک ہو جاتے ہیں پس نہیں ہے ان قبرستانوں میں سے کوئی جگہ مگر وہ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتی ہے اس بات سے کہ وہ کافر اس میں دفن کیا جائے“۔

(حکیم ترمذی، ابن عدی، ابن عساکر اور ابن مندہ، شرح الصدور، باب دفن العبد فی الارض التی خلق منہا، ص ۱۰۲)

حضرت عبدالرحمٰن محاربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ ایک شخص کی وفات کا وقت قریب آگیا تو اس سے کہا گیا کہ تو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ ۔ پڑھ تو اس نے کہا کہ میں طاقت نہیں رکھتا (کیونکہ) میں ان لوگوں کا مصاحب ہوتا تھا جو مجھے ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو تبرا و گالی دینے کا حکم دیتے تھے۔

(ابن عساکر، شرح الصدور، باب من دنا اجلہ وکیفیۃ الموت وشدتہ، ص ۳۸)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ فاجر سے بھائی بندی نہ کر کہ وہ اپنے فعل کو تیرے لئے مزین کریگا اور یہ چاہے گا کہ تو بھی اس جیسا ہو جائے اور اپنی بدترین خصلت کو اچھا کر کے دکھائے گا تیرے پاس اس کا آنا جانا عیب اور ننگ ہے اور احمق سے بھی بھائی چارہ نہ کر کہ وہ اپنے کو مشقت میں ڈال دے گا اور تجھے کبھی نفع نہیں پہنچائے گا اور کبھی یہ ہوگا کہ تجھے نفع پہنچانا چاہے گا مگر ہوگا یہ کہ نقصان پہنچا دے گا۔ اس کی خاموشی بولنے سے بہتر ہے اور اس کی دوری نزدیکی سے بہتر ہے اور کذاب سے بھی بھائی چارہ نہ کر کہ اس کے ساتھ معاشرت تجھے نفع نہیں دے گی تیری بات دوسروں تک پہنچائے گا اور دوسروں کی تیرے پاس لائے گا اور اگر تو سچ بولے گا جب بھی وہ سچ نہیں بولے گا۔ (کنز العمال، کتاب الصحبۃ، باب فی آداب الصحبۃ، الحدیث ۲۵۵۷۱: ج ۹، ص ۷۵)

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے داماد حضرت مغیرہ بن شعبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فرمایا: کُلُّ اَخٍ وَّصَاحِبٍ لَمْ تَسْتَفِدْ مِنْہُ فِیْ دِیْنِکَ خَیْرًا فَانْبِذْ عَنْکَ صُحْبَتَہٗ حَتّٰی تَسْلَمَ۔

ترجمہ :اے مغیرہ! جس بھائی یا ساتھی کی صحبت تمہیں دینی فائدہ نہ پہنچائے تم اس کی صحبت سے بچو تا کہ تم محفوظ و سلامت رہو۔ (کشف المحجوب، باب الصحبۃ، ص ۴۷۳۔ حلیۃ الاولیاء، ۸۵۵۵: ج ۶، ص ۲۶۷)

اچھی اور بری صحبت کا اثر

عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ وَالْجَلِيسِ السَّوْءِ، كَمَثَلِ صَاحِبِ الْمِسْكِ وَكِيرِ الْحَدَّادِ، لَا يَعْدَمُكَ مِنْ صَاحِبِ الْمِسْكِ إِمَّا تَشْتَرِيهِ، أَوْ تَجِدُ رِيحَهُ، وَكِيرُ الْحَدَّادِ يُحْرِقُ بَدَنَكَ، أَوْ ثَوْبَكَ، أَوْ تَجِدُ مِنْهُ رِيحًا خَبِيثَةً"

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اچھے اور برے ہم نشین کی مثال جیسے مشک کا اٹھانے والا اور بھٹی پھونکنے والا، جو مشک لیے ہوئے ہے یا وہ تجھے اس میں سے دے گا یا تو اس سے خرید لے گا یا تجھے خوشبو پہنچے گی اور بھٹی پھونکنے والا تیرے کپڑے جلا دے گا یا تجھے بری بو پہنچے گی۔

(صحیح البخاری، کتاب الذبائح، باب المسک، ۵۵۳۴، ج ۳، ص ۵۶۷، صحیح مسلم، ۴۸۲۹، مسند احمد، ۱۹۱۲۷)

شیخ محمد بن صالح العثیمین نجدی حنبلی، متوفی ۱۴۲۱ھ لکھتے ہیں:

اس حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ نے نیک ہم نشین کی ترغیب دی ہے، اس لیے واجب ہے کہ نیک لوگوں کی مجلس اختیار کریں جو اصحاب حکمت ہوں اور اصحاب رائے ہوں، اور ان کے دین میں نیکی ہو اور ان کے اخلاق اور ان کی عقل میں نیکی ہو۔ (شرح صحیح بخاری، ج ۵، ص ۲۵۹، ۲۶۰)

مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

اس فرمان عالی کا مقصد یہ ہے کہ حتی الامکان بری صحبت سے بچو کہ یہ دین و دنیا برباد کر دیتی ہے اور اچھی صحبت اختیار کرو کہ اس سے دین و دنیا سنبھل جاتے ہیں۔ سانپ کی صحبت جان لیتی

ہے، برے یار کی صحبت ایمان برباد کر دیتی ہے۔

مار بد تنہا ہمیں برجاں زند　　　　یار بد بر دین و بر ایمان زند

صوفیاء کرام کے نزدیک ساری عبادات سے افضل صحبت نیک ہے آج مسلمان نمازی، غازی، حاجی، قاضی بنتے رہتے ہیں مگر صحابی نہیں بنتے کہ صحابی صحبت نبی سے بنتے تھے وہ صحبت اب کہاں نصیب۔ حضور سب کچھ دے گئے مگر صحبت ساتھ ہی لے گئے صلی اللہ علیہ وسلم۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص،۵۹۱)

بے شک اللہ تعالیٰ صالح مسلمان کی وجہ سے اس کے پڑوسیوں سے سو گھر والوں کی بلاء و مصیبت سے حفاظت فرماتا ہے۔ (المعجم الاوسط، الحدیث ۴۰۸۰: ج۳، ص۱۲۹)

شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

گلے خوشبوئے در حمام روزے　　　　رسید از دست محبوبے بدستم

ایک دن حمام میں خوشبو دار مٹی ایک محبوب کے ہاتھ سے مجھ کو ملی

بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری　　　　کہ از بوئے دل آویز تو مستم

میں نے اس مٹی س کہا تو مشک ہے یا عبیر (عنبر) کہ میں تو تیری پیاری خوشبو سے مست ہوں۔

بگفتا من گلے ناچیز بودم　　　　ولیکن مدتے باگل نشستم

اس نے جواب دیا کہ میں ناچیز مٹی تھی، لیکن ایک مدت تک پھول کی ہم نشین رہی ہوں۔

جمالِ ہمنشین در من اثر کرد　　　　وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

میرے ہم نشین کے جمال نے مجھ پر اثر کیا، ورنہ میں وہی مٹی ہوں جو پہلے تھی وہی اب بھی ہوں۔ (پھول کی صحبت کا اثر مجھ پر یہ ہوا کہ مجھ میں یہ خوشبو پیدا ہوگئی) (گلستان، دیباچہ، ص،۱۷)

مولانا روم قدس سرہ العزیز مثنوی شریف میں فرماتے ہیں:

صحبت صالح ترا صالح کند　　　صحبت طالع ترا طالع کند

نیک کی صحبت تجھے نیک بنائے گی، بد بخت کی صحبت تجھے بد بخت بنائے گی۔

(مثنوی مولوی معنوی، دفتر اول، ص، ۱۰۲)

تا توانی دور شو از یار بد　　　یار بد بدتر بود از مار بد

مار بد تنہا ہمیں بر جان زند　　　یار بد بر جان و ایمان زند

(جب تک ممکن ہو برے یار (ساتھی) سے دور رہو کیونکہ برا ساتھی برے سانپ سے بھی زیادہ خطرناک اور نقصان دہ ہے اس لئے کہ خطرناک سانپ تو صرف جان یعنی جسم کو تکلیف یا نقصان پہنچاتا ہے جبکہ برا ساتھی جان اور ایمان دونوں کو برباد کر دیتا ہے۔

(گلدستہ مثنوی، بکھرے موتی، نذیر سنز لاہور، ص، ۹۴ و ۹۵)

اور اس کی صحبت کو آگ جانے، اور انصاف یہ ہے کہ برا اثر پڑتے معلوم نہیں ہوتا اور جب پڑ جاتا ہے تو پھر احتیاط کی طرف ذہن جانا قدرے دشوار ہے لہذا امان و سلامت جدا رہنے ہی میں ہے۔]

اور ان کے آداب سے ہے: بے شک جب ان سے منہیات (جن سے منع کیا گیا ہے، خلاف شرع کام) میں سے کسی چیز کا ارتکاب ہوتا ہے تو وہ ندامت کرتے ہیں، جب ان سے کوئی چیز مامورات (جن کا حکم دیا گیا ہے) میں سے فوت ہو جاتی ہے تو زیادہ ندامت کرتے ہیں۔

مقامِ صدیقیت مقامِ شہادت سے زیادہ کامل اور زیادہ بلند ہے

اور انہوں نے فرمایا: مقامِ صدیقیت مقامِ شہادت سے زیادہ کامل اور زیادہ بلند ہے۔

اور صدیقیت ان کی اصطلاح میں: مناہی (ممنوعات) کے ترک کا نام ہے، اور شہادت: اوامر (جن کا حکم دیا گیا ہے، احکام) کو لازم پکڑنا ہے۔

وہ ریاضت کے ذریعے ولایت کے حصول کو طلب کرنے میں مشغول نہیں ہوتے

اوران کے آداب سے ہے: بے شک وہ ریاضت اور خلوت کے ذریعے ولایت کے حصول کو طلب کرنے میں مشغول نہیں ہوتے۔ اور سیدی علی خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے: ان مشائخ کا حکم جو مریدین سے بھوک اور ریاضت پر عہد لیتے ہیں تاکہ وہ اولیاء ہو جائیں، ان کا حکم اس شخص کی طرح ہے جو ارادہ کرے کہ (کیکر کے درخت تر کھجوریں گرانے والا کر دے) ام غیلان (سمر) کا درخت انگور کا پھل دے اور انجیر کا درخت سیب بن جائے، یہ اس کے لیے کبھی بھی صحیح نہیں ہو سکتا۔ اور ایک شخص نے خلوت اختیار کی، اور ذکر کو کثرت سے کیا، اور بھوک میں بالغ ہوا ولایت کو طلب کرتے ہوئے، پھر اس کی طرف گیا اور اس کو کہا: اے مبارک حال والے! اس خلوت سے باہر نکل، اور جو تیرے لیے تقسیم کیا گیا ہے اس کا حصول ضروری ہے۔ اور پس بے شک ولایت خاصہ تجھے عمل کے سے حاصل نہیں ہوگی، (کیونکہ وہ حضرات تو انبیاء کی طرح اختصاص الٰہی کے ساتھ کسی گزشتہ عمل کے بغیر محبوب ہیں) اور اس کے لیے طریق ظاہر نہیں ہے جس سے تو طلب کرے، وہ صرف لی ہوئی ہے بندہ ایسی حالت پر لیتا ہے جس پر وہ تھا، پھر اس کی آنکھ خالص ولی کو آنکھ اٹھنے سے زیادہ جلدی پلٹتی ہے، اور یہ مرتبہ مخصوص تعداد کے طور، مخصوص اقوام کے لیے مخصوص ہے، لیکن جو تعداد ہے وہ مراتب کے ساتھ ہے اشخاص کے ساتھ نہیں ہے، پس کبھی ایک مرتبہ میں دو شخص یا چار یا اس سے زیادہ ہوتے ہیں، اور کبھی دو مرتبوں میں ایک ہوتا ہے، اور کبھی دو مرد ایک مرد کے مرتبہ میں ہوتے ہیں۔ اور رہی ولایت عامہ: پس کبھی وہ عمل کے ساتھ حاصل ہو جاتی ہے۔

جیسا کہ اس کی طرف اللہ تعالیٰ کے ارشاد نے اشارہ فرمایا :: وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ۔ اور میرا بندہ نوافل کے ساتھ مسلسل میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں۔ (صحیح البخاری، ۶۵۰۲) پس ایسے بندہ کو حق تعالیٰ کی محبت کام کرنے کے بعد ہی حاصل ہوئی ہے، اور یہ خواص کے طریق میں مذموم ہے، اوران کے غیر کے نزدیک (طریق میں) محمود ہے، جب کہ وہ ایسا شیخ نہ پائیں جو انہیں تحقیق خواص کے طرف (طریق میں) رہنمائی

کرے۔ (پھر آپ نے اسے فرمایا:) پس اے بھائی! (اگر تیرا شیخ تیس سال تک تجھے خلوت میں رکھے اور بھوک برداشت کرائے تو اس مقام ولایت تک نہیں پہنچے گا جسے حاصل کرنے کے لیے تو نے اپنی بھوک کو راستہ بنایا ہے۔ اس نے کہا کہ میں کبھی باہر نہیں آؤں گا۔ شیخ نے اسے فرمایا:) تو خلوت سے باہر نکل اور اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کر، (اور اپنے رب کی عبادت اس کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے کر۔) اور اپنے اعمال کے سبب مقام شہادت اور مقام صدیقیت کی تحصیل کو حاصل کر، مقام ولایت تجھے حاصل نہیں گا، (پس تیری اجل قریب ہے) تو اس نے انکار کر دیا اور دو دن بعد (بھوک سے) فوت ہو گیا۔ (لطائف المنن، ص، ۴۴۶)

تعلیق و توضیح

[شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: جس نے تیری دنیا پر رہنمائی کی تو اس نے تجھے دھوکا دیا، اور جس نے تیری عمل پر رہنمائی کی تو اس نے تجھے تکلیف دی، اور جس نے تیری اللہ تعالیٰ پر رہنمائی کی تو اس نے تیری خیر خواہی کی۔ (حاشیہ، ص، ۱۶۱)]

اور سیدی افضل الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام سے ہے: متاہلون (اہل و عیال والے) فترات (سستی) کے دنوں میں حال کے اعتبار سے زیادہ اچھے ہیں ان لوگوں سے جو اس زمانہ میں خلوت میں داخل ہوتے ہیں، پس بے شک ان لوگ نے تخلی (فارغ ہونے) میں خوب شرطوں کو مقرر کیا، متاہلون (اہل و عیال والے) لوگوں نے حد سے زیادہ بھوک میں اس کو شرط مقرر نہیں کیا، اور کلام نہ کرنا، اور نہ سونا، اور اس کے علاوہ، اس سے ان کے بدن زیادہ کمزور ہو گئے، اور اس سے ان کے تخیلات زیادہ ہو گئے، اور اس سے ان کے عقائد فاسد ہو گئے، جس وقت ان کے لیے ظاہر ہوا جو نور اور ظلمت، اور حسین اور خوفناک صورتیں، اور کتے اور سانپ وغیرہا سے ظاہر ہوا، اس سے جو وہ انسان کی طبع میں امن کی طرح ہے، پس بے شک اس کا جسم وہ ایک نسخہ جامعہ ہے اس کے لیے جو عالم علوی (آسمانی فرشتوں، ستاروں کا جہان) اور سفلی (پستی، دنیوی جہان) میں ہے۔

پھر پوشیدہ نہ رہے یہ کہ جو ہم نے خلوت کی مذمت سے ذکر کیا وہ صرف اس کے حق میں ہے جو اپنی خلوت سے دنیوی امر کو طلب کرتا ہے، اور جو شخص اس کے ساتھ شرعی ماموارت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ صفاء (خلوص) طلب کرتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

وہ ہر مجلس میں اپنے نفوس کو دیکھتے ہیں

اوران کے آداب سے ہے: وہ ہر مجلس میں اپنے نفوس کو دیکھتے ہیں (جب) انہوں مسلمانوں کے ساتھ اس میں مجلس اختیار کی۔ فقراء کو خاص طور پر، بے شک وہ ان سے گناہوں کے اعتبار سے زیادہ ہیں۔ اور مجھے محبت دی گئی یہ کہ میں مسلمانوں کے ساتھ مجلس اختیار کروں میں ہر مجلس میں کہوں: اے اللہ تعالیٰ میں نے آپ کے سامنے اعتراف کیا کہ بے شک میں گناہوں کے اعتبار سے ان سے زیادہ ہوں، اور میں حیاء کے اعتبار سے ان سے بہت کم ہوں، اور ادب کے اعتبار سے ان سے بہت بے دب ہوں، پس ان کے اسماء ظاہرہ کے حق کے ساتھ میری مغفرت فرما۔

اوران کے آداب سے ہے: جب وہ ارادہ کرتے ہیں یہ کہ کسی کو بھلائی کا حکم دیں تو وہ اپنی نیتوں کو خالص کرتے ہیں، پس بعض اوقات اس میں علت ہوتی ہے جو اخلاص میں اثر انداز ہوتی ہے، پس مدعی (دعویٰ کرنے والا) کو اپنے نفس کا امتحان کرنا چاہیے، اس کے ساتھ جو اگر اس کی جماعت متفرق ہو اس شخص کی طرف جو اس کے قریبی لوگوں سے ہے، پس اگر اس کے پاس تاثیر حاصل ہو تو اس کو امر کرتا ہے اور ان کی دعا اپنے نفس کو دیکھنا ہے، نہ کہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے کے لیے۔ اور اسی طرح تھا وہ گذشتہ زمانے میں اللہ تعالیٰ کی طرف دعا کے لیے صدرِ مجلس نہیں ہوتا تھا مگر اکابر اولیاء جو حظوظِ نفوس (نفسانی خواہشات) سے نکل گئے تھے، اور رہا ہماری مثل پس اگر وہ صدرِ مجلس ہوا اکثر اوقات اس نے اپنے آپ کو اور اپنے اتباع کرنے والوں کو ہلاک کیا۔

شبہات والے کھانے سے پرہیز کرتے ہیں

اوران کے آداب سے ہے: وہ ہر ایک کو رد کرتے ہیں جو حکمرانوں کے مال سے ان کو دیتا ہے، کیونکہ وہ حرام اور شبہات کے ساتھ ملا ہوا ہے۔

اوران کے آداب سے ہے: بے شک وہ گم شدہ کے کھانے کو نہیں کھاتے۔

سیدی ابراہیم متبولی کے کلام سے ہے: فقیر کو مناسب نہیں ہے کہ کسی کے کھانے سے کھائے مگر ہو وہ اس حیثیت سے کہ اگر اس کی سابقہ (گزشتہ) تمام زلات (غلطیاں) کی اس کو خبر دی جائے جو اس نے اپنے درمیان اور اللہ تعالیٰ کے درمیان عمل کیا اس پر اس کا اعتقاد متغیر (تبدیل) نہ ہوا، ورنہ اس پر کھانا حرام ہے۔

جب وہ کسی کے پاس کھاتے یا پیتے ہیں تو یہ دعا کرتے ہیں

اوران کے آداب سے ہے: جب وہ کسی کے پاس کھاتے ہیں یا پیتے ہیں تو یہ دعا کرتے ہیں: اے اللہ تعالیٰ اگر وہ حلال تھا جو ہم نے تیرے بندے کے پاس کھایا یا پیا تو اس پر وسعت فرما، اور اس کو اچھی جزا دے، اور اگر وہ حرام یا مشتبہ تھا تو ہماری اور اس کی مغفرت فرمانا، اور ہم سے قیامت کے دن اصحابِ تاوان کو راضی فرمانا ہم پر اپنے صدقات میں سے ایک صدقہ یا ارحم الراحمین۔

اوران کے آداب سے ہے: جب اعمال صالحہ میں سے کسی عمل میں داخل ہونے کا ارادہ کرتے ہیں تو وہ اپنے دل اور اپنی زبان سے کہتے ہیں : ہم نے اس عمل کو کیا یا ہم نے اس کو کہا تیرے حکم پر عمل کرتے ہوئے اے ہمارے مولا اور ہر موجود کے مولا اور آپ اس کے خالق ہیں، اور اسی وجہ سے کلمہ کی عظیم تاثیر ہے، پس جب اس سے فارغ ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں جب اس کے لیے ان کے اہل ہوتے ہیں، اس میں وہ اپنی تقصیر سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تین مرتبہ استغفار کرتے ہیں۔ اور مجھے محبت دی گئی یہ کہ میں کہوں: میں اپنے سانسوں کی تعداد کے برابر ہر عبادت میں اپنی تقصیر سے اللہ العظیم کی بارگاہ میں استغفار کرتا ہوں۔

اورقوم کے آداب بہت زیادہ ہیں جیسا کہ پہلے گذر چکے ہیں اور اس مقدار میں کفایت ہے، اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

خاتمہ

آدابِ ذکر میں جن پر اتفاق کیا گیا ہے۔

تو جان لے! اللہ تعالیٰ مجھے اور تجھے اپنا ہمیشہ ذکر کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ بے شک آدابِ ذکر جب وہ زبان کے ساتھ ہو تو چھبیس (۲۶) ادب ہیں، بعض وہ ہیں جو ذکر سے پہلے ہیں، اور بعض وہ ہیں جو ذکر کی حالت میں ہیں، اور بعض وہ ہیں جو ذکر سے فارغ ہونے کے بعد ہیں۔

(جو ذکر سے پہلے آداب ہیں) وہ پانچ ہیں: (۱) توبۃ النصوح، اور وہ ہر بے مقصد بات، کام اور ارادہ سے توبہ کرے۔ اور ان (حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے کلام میں ہے: جو شخص توبہ کا دعویٰ کرے، اور دنیا کی مباح (جائز) خواہشات میں سے کسی چیز کی طرف مائل ہو تو وہ جھوٹا ہے۔ (۲) غسل اور وضو کرے (جب ذکر کا ارادہ کرے) (۳) اپنے کپڑے اور اپنے چہرے کو پاکیزہ و خوشبودار رکھے۔ (۴) نیت کو خالص و صاف رکھنا، اور وہ یہ کہ ذکر سے اس کا باعث (سبب) حکم کی فرمانبرداری کرنا ہوتی ہے، اس کے علاوہ نہیں ہوتا۔ (۵) مذکور (اللہ تعالیٰ) کے لیے تعظیم کی مصاحبت (باہم صحبت) کرنا۔ اور حالتِ ذکر کے سولہ (۱۶) آداب ہیں: (۱) پاک جگہ پر اس طرح بیٹھے، جس طرح نماز کے قعدہ میں بیٹھتے ہیں۔ (۲) (اپنی) ہتھیلیوں کو (اپنی) رانوں پر رکھے۔ (۳) قبلہ روخ ہونا، اگر وہ اکیلا ذکر کرے، اور اگر وہ جماعت کی صورت میں ہوں تو وہ حلقہ بنائیں۔ (۴) مجلس ذکر کو خوشبودار رکھے۔ (۵) اخلاص پر ہمیشگی اختیار کرنا، (دل ہر قسم کی خرابی کے شائبہ سے بھی پاک ہو اور صدق اور اخلاص کے ذریعے بندہ مقامِ صدیقیت تک پہنچتا ہے) (۶) صدق (سچائی) پر ہمیشگی اختیار کرنا، (یعنی اس کا ظاہر اور باطن ایک جیسا ہو)۔ (۷) کھانا اور لباس حلال (مال سے حاصل) ہو۔ (۸) وہ تاریک جگہ ہو (وہ خلوت ہو یا تہہ خانہ ہو اسے اختیار کرے)۔

ذکر میں آنکھیں بند کرنے سے قلبی حواس کھل جاتے ہیں

(۹) ذکر میں آنکھیں بند رکھنا (کیونکہ جب ذاکر اپنی آنکھیں بند رکھتا ہے تو اس پر ظاہری حواس کے

راستے تھوڑا تھوڑا کر کے بند ہو جاتے ہیں اور ان کا بند ہونا قلبی حواس کے کھل جانے کا سبب ہے)۔(۱۰)(ذکر کرنے والوں میں مشاہدہ کرنے والوں کے درجات کے اختلاف کے اعتبار سے اس کے دل میں)ذکر کا معنیٰ حاضر رہے۔(۱۱) اپنے ساتھ اس کے غیر کو شریک نہ کرے ۔(۱۲)(حالت ذکر میں)مذکور(اللہ تعالیٰ) کے علاوہ دل سے ہر موجود کی نفی کرنا۔(صرف"لا الہ الا اللہ" کا ذکر کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ بہت غیرت فرمانے والا ہے وہ ذاکر کے دل میں اپنی اجازت کے بغیر کسی غیر کو دیکھنا پسند نہیں کرتا اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ شیخ کے لیے مرید کو ادب سکھانے میں بہت بڑا دخل ہے تو مرید کے لیے یہ بات بھی جائز نہ ہوتی کہ وہ اس کی شخصیت کو اپنی آنکھوں کے سامنے یا دل میں رکھے)(۱۳) بلند آواز سے ذکر کرے۔(۱۴) پوری قوت کے ساتھ کرے ۔(۱۵)(جب تک ذکر کرے)مرید اپنے شیخ کی شخصیت کو اپنی آنکھوں کے سامنے تصور کرے ،(اور صوفیاء کرام کے نزدیک اس ادب کی سب سے زیادہ تاکید ہے کیونکہ میرید اپنے شیخ سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ادب کی طرف ترقی کرتا ہے اور مراقبہ کرتا ہے)۔(۱۶)لحن سے اجتناب کرنا۔(یعنی غلط پڑھنے سے پرہیز کرنا)۔اور ذکر سے فارغ ہونے کے بعد پانچ آداب ہیں:(۱) تھوڑی دیر نفس کی مذمت کرنا۔(تین سانس سے سات کی مقدار یا اس سے زیادہ اپنے نفس کی مذمت کرے تاکہ وارد ہونے والی کیفیت اس کے اندر مکمل طور پر گردش کرے اور اس کی بصیرت روشن ہو جائے اور اس سے نفس اور شیطان کے خیالات ختم ہو جائیں اور پردہ اٹھ جائے۔یہ اس بات کی طرح ہے جس پر سب کا اتفاق ہو۔)(۲) نہ پیئے یہاں تک کہ اس پر دو درجے یا تین درجے گذر جائیں۔(ذکر کے بعد ٹھنڈا پانی پینا منع ہے کیونکہ ذکر اس مذکور(اللہ تعالیٰ) کی طرف جلن،حرارت اور جوش وشوق کا وارث بناتا ہے جو ذکر کا مطلوب اعظم ہے اور پانی پینے سے حرارت ختم ہو جاتی ہے۔)(۳) ایک لمبی خاموشی اختیار کرے۔(سکون اور خشوع کے بعد خاموش ہو جائے اور دل کے ساتھ حاضر ہو کر ذکر کے بعد وارد ہونے والی تجلیات کا منتظر رہے، ہوسکتا ہے اس وقت ایسی کیفیت وارد ہو جو اسی وقت اس کے وجود کو تیس(۳۰) سال کے مجاہدہ اور ریاضت

سے زیادہ آباد کر دے، بعض اوقات اس پر زہد کا وارد آتا ہے تو زاہد بن جاتا ہے یا مخلوق کی طرف اذیت برداشت کرنے کی قوت وارد ہوتی ہے تو وہ صابر بن جاتا ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوف کا وارد آتا ہے تو وہ ڈرنے والا بن جاتا ہے)۔(۴) ذکر کے وارد کا مراقبہ (نگرانی ،نگہبانی) کرے۔(۵) تیسیر (آسانی ،میسر) پر شکر کرنا،اور تقصیر (کمی ،کوتاہی) استغفار کرنا۔پس یہ ذکر کے آداب متفق علیہا (جن پر اتفاق کیا گیا ہے) ہیں،اور رہا متفق علیہا کے علاوہ تو وہ بہت زیادہ ہیں ،ان کو انہوں نے سو (۱۰۰) اداب تک پہنچایا ہے،اور میں نے اس زمانہ کے مشائخ میں کسی شیخ کو نہیں دیکھا کہ وہ ذکر کے دس (۱۰) آداب پہچانتا ہو۔

تنبیہ

ذکر کے صیغوں میں افضل وہ ہے جو کلمہ اخلاص (طیب) کا تکرار ہے پس بے شک اس کے لیے ایک عظیم اثر ہے (جو) باقی تمام اذکار میں سے اس کے علاوہ میں نہیں پایا جاتا۔

تنبیہ آخر:

بعض (امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے سکتہ متقدمہ (پہلے ذکر کی گئی خاموشی) کے لیے تین آداب بیان کیے ہیں: (۱) بندہ اس بات کو پیشِ نظر رکھے کہ وہ اللہ تعالیٰ اس کے سامنے ہے،اور وہ اس پر مطلع (آگاہ) ہے ۔(۲) اپنے حواس کو جمع رکھے اس طرح کہ اس سے کوئی بال بھی حرکت نہ کرے جس طرح چوہے پر حملہ کرتے وقت بلی کی حالت ہوتی ہے ۔(۳) (دل میں پیدا ہونے والے) تمام خواطر (خیالات) کی نفی کرے،اور دل پر ذکر (اللہ اللہ) کا معنی جاری کرے۔

(الانوار القدسیہ فی قواعد الصوفیہ،ج،ا،ص،۲۲،تا،۲۴)

تنبیہ آخر:

تحقیق معلوم ہوا بے شک ذاکر کے حق میں درست بات ہے جب وہ خاموش ہو اور قوال کو سنے قوم کا کلام پڑھتے تو حرکت نہ کرے،اور نہ تلفظ کرے یا نبی کریم ﷺ کی مدح (نعت) پڑھے،اور یہ کہ آہستہ درود پڑھے بلند آواز سے نہ پڑھے۔اور یہ اس رسالہ کا آخر ہے جس کا علم پر نہ کرنے نے

تقاضا کیا، اور میری عمر کی قسم۔ اپنے حجم میں جھوٹا ہونے کے باوجود بے شک اس میں کثیر فوائد ہیں، اس سے دشمن یا حاسد کے علاوہ کوئی اعراض نہیں کرے گا، جس پر بڑی کتابیں مشتمل نہیں ہیں (یہ) اس پر مشتمل ہے۔ مستحق ہوتا ہے کہ سالہ کا نام "الانوار" رکھا جائے اس کی اخبار وجیز (مختصر اور جلد سمجھ آنے والی) ہیں، (لیکن) اس کے آداب عزیب (عجیب، نادر) عزیز (پیارے، مرغوب) ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں یہ کہ اس کو سننے سے، پڑھنے سے اور اس کو جمع کرنے سے، لکھنے سے اس کے سبب نفع دے، اور اچھی جزا دے جو غلطی پر اطلاع پائے پس اس کی اصلاح فرما، اور مولانا اور سیدنا محمد کریم امین پر اور تمام انبیاء و مرسلین پر اور آپ کی تمام آل پر اور آپ کے تمام صحابہ پر ذاکرین کے ذکر اور غافلین کے بھولنے کی تعداد کے برابر صلاۃ (درود) اور سلام ہو۔ وصلی اللہ علی سیدنا محمد، وعلی آلہ وصحبہ سلم تسلیما کثیراً الی یوم الدین۔

اللہ تعالیٰ کی مدد سے کتاب مکمل ہوئی۔

تعلیق و توضیح

ضروری نوٹ

اس کتاب کی تیاری میں ہر طریقے سے کوشش کی گئی ہے کہ کسی قسم کی کوئی غلطی یا نقص باقی نہ رہے مگر پھر بھی بشری تقاضوں کی وجہ سے اگر کوئی ایسی غلطی یا نقص قارئین کو نظر آئے تو مطلع فرمائیں تا کہ آئندہ اشاعت میں اس کا ازالہ کیا جاسکے۔

علامہ علاء الدین محمد بن علی بن محمد حصکفی، حنفی، قدس سرہ، متوفی ۱۰۸۸ھ، لکھتے ہیں:
اللہ تعالیٰ اپنی کتاب (قرآن مجید) کے سوا ہر کتاب کی عصمت کا انکار فرماتا ہے۔

(در المختار مع رد المحتار، ج ۱، ص ۱۰۵، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

اس کی شرح میں علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی، حنفی، قدس سرہ، متوفی ۱۲۵۲ھ، لکھتے ہیں:
اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز کے سوا کسی کتاب کے لیے عصمت کو مقرر نہیں کیا یا کسی کتاب کی عصمت پر راضی نہیں ہے، یہ صرف اسی کی شان ہے جس کے حق میں فرمایا: {لَّا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ

مِنۡ بَیۡنِ یَدَیۡہِ وَلَا مِنۡ خَلۡفِہٖ } باطل کو اس کی راہ نہیں نہ اس کے آگے سے نہ اس کے پیچھے سے

(حم سجدہ، ۴۲) سو قرآن مجید کے علاوہ دوسری کتابوں میں خطائیں اور لغزشیں واقع ہوتی ہیں، کیونکہ وہ انسان کی تصنیفات ہیں اور خطاء اور لغزش انسان کی سرشت ہے۔ علامہ عبد العزیز بخاری نے اصول بزدوی کی شرح میں لکھا ہے کہ بویطی نے امام شافعی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اس کتاب کو تصنیف کیا ہے، میں نے اس میں صحت اور صواب کو ترک نہیں کیا، لیکن اس میں ضرور کوئی نہ کوئی بات اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کے خلاف ہوگی، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: {وَلَوۡ کَانَ مِنۡ عِنۡدِ غَیۡرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوۡا فِیۡہِ اخۡتِلَافًا کَثِیۡرًا} اور اگر وہ غیر اللہ کے پاس سے ہوتا تو ضرور اس میں اختلاف پاتے۔ (النساء ۸۲:) لہٰذا تم کو اس میں جو بات کتاب اللہ، اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کے خلاف ملے اس کو چھوڑ دو، کیونکہ میں کتاب اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کی طرف رجوع کرنے والا ہوں حضرت امام مزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کی کتاب "الرسالہ" ان کے سامنے اسی (۸۰) مرتبہ پڑھی، اور ہر مرتبہ حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ اس میں کسی خطاء پر مطلع ہوئے، بالآخر حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اب چھوڑ دو، اللہ تعالیٰ اس بات سے انکار فرماتا ہے کہ اس کی کتاب کے سوا اور کوئی کتاب صحیح ہو۔

(رد المحتار علی الدر المختار، ج ۱، ص ۱۰۵، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

الحمد اللہ تعالیٰ اس رسالہ "الانوار القدسیۃ فی بیان آداب الصحبۃ عند الاخیار" کا ترجمہ وغیرہ سے آج بروز جمعرات، ۱۵۔ ۱۲۔ ۲۰۲۲، کو فراغت حاصل ہوئی جس کا آغاز ۱۰۔ ۱۲۔ ۲۰۲۱، کو کیا تھا، اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم ﷺ کے صدقہ میں اس عاجز کی کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر مزید دین کی اخلاص کے ساتھ خدمت کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

ورلڈ ویو پبلشرز کی چند اہم کتب

حضرت مجدد اور انکے ناقدین	علامہ ابوالحسن زید فاروقی
سچے مرید کے اوصاف	علامہ عبدالوہاب شعرانی
نظام الدین اولیاء حیات و خدمات	الاحسان شمارہ ۱۰
شیخ عبدالقادر جیلانی احوال و تعلیمات	شیخ شمس الدین تبریزی
گوہر مقصود شرح مرغوب القلوب	ثاقب رضا قادری
احوال و آثار فیضی	پیر محمد طاہر حسین قادری
غوث الثقلین	مفتی محمد منظر ناز اشرفی
ملفوظات رفاعیہ	علامہ عبدالحق محدث دہلوی
تکمیل الایمان	مخدوم جہاں یحیی منیری
اسباب نجات	علامہ وکیع بن جراح
کتاب الزھد	مفتی محمد عبدالحلیم نقشبندی
رہنمائے سالکین	قاضی محمد ارتضا علی صفوی
فوائد سعدیہ	شاہ کلیم اللہ شاہ جہان آبادی
مکتوبات کلیمی	محمد اخلاق قادری
صوفیائے پنجاب اور انکی تعلیمات	میر امتیاز آفرین
شاہ ہمدان	غلام حسن حسنو
طریق المستقیم	

ورلڈ ویو پبلشرز دکان نمبر 11 الحمد مارکیٹ فرسٹ فلور غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
0308-4404493 03333585426
worldviewforum786@gmail.com

Rs: 700